سید المحدثین

حضرت امام بخاریؒ اور ان کے اساتذہ و شیوخ

یعنی حضرت امام بخاریؒ کے مفصل حالات، کتاب کا جامع تعارف اور بعض شراح کے تذکرے اور حضرت امام کے بہت سے اساتذہ و شیوخ کے تراجم پر ایک بہترین دستاویز

تالیف

خالد سیف اللہ القاسمی خادم الحدیث النبوی والافتاء

وخادم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ سہارنپور (یوپی)

ایماء

استاذ العلماء جامع الاوصاف والکمالات منبع الفیوض والبرکات

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ

مکتبہ شریفیہ گنگوہ ضلع سہارنپور (یوپی)

سَیِّدُ الْمُحَدِّثِیْن

(حضرت امام بخاریؒ اور ان کے اساتذہ وشیوخ)

یعنی حضرت امام بخاری کے مفصل حالات، کتاب کا جامع تعارف، اور بعض شراح کے تذکرے، اور حضرت امامؒ کے (۱۶۵) اساتذہ وشیوخ کے تراجم پر ایک عمدہ دستاویز

تالیف

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب گنگوہی قاسمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ۔

ناشر:

دارالکتب الاسلامیۃ گنگوہ

نزد جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

سہارنپور، یوپی پن ۲۴۷۳۴۱

تفصیلات

نام کتاب: ''سید المحدثین''

مؤلف: حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث وناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ سہارنپور

صحبت یافتہ: حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ۔

اجازت یافتہ: شیخ طریقت عارف باللہ حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم۔

پیر طریقت واقفِ اسرارِ حقیقت حضرت شیخ آصف حسین صاحب فاروقی نقشبندی مدظلہ العالی، برطانیہ۔

جامع الاوصاف حضرت مولانا سید محمود حسن صاحب مدظلہ العالی،

خلیفہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

صفحات..۲۵۶

طباعت..ثالث

سنِ اشاعتِ ثالث.............................۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۶ء

تعداد...۱۰۰۰

قیمت...۳۰۰

تصحیح: مولانا عبد الواجد رشیدی ندوی
مولانا شمشاد احمد مظاہری
مولانا عبد الصمد رشیدی

کمپوزنگ.......................محمد دلشاد رشیدی

Published Bay
Islamic Book,s House
P.O.Gangoh Distt.Saharanopur (U.P)
Mob:09412508475

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

انتســــــاب

ہر مؤلف ومصنف اپنی تالیف وتصنیف کوکسی نہ کسی کی طرف منسوب کرتا ہے، بندۂ ناکارہ اس تالیف کو اپنے جملہ مشائخِ عظام واساتذۂ کرام، خاص طور پر اساتذۂ حدیث اور اپنی ہردو مادرعلمیوں، از ہر ہند دارالعلوم دیوبند اور جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ اور اس کے بانی ومؤسس، فانی فی اللہ، عاشقِ رسول اللہ، ناشر کتاب وسنت، جامع الاوصاف والکمالات، والدِ ماجد حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ بیک واسطہ خلیفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیض و برکت سے اس کتاب کا ظہور ہوا۔

گرقبول افتد زہے عزوشرف

خالد سیف اللہ قاسمی گنگوہی عفا اللہ عنہ

خادم حدیث والافتاء وخادم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

۹/ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس ناکارہ طالب علم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اور بے حد وحساب احسانات ہیں، جن کا شکرادا کرنا کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے، بجز اس کے کیا کہوں **اللّٰھم لااحصی ثناءً علیک انت کمااثنیت علی نفسک** اور بجز اس کے کیا کروں کہ ان سے اپنے قصور کی معافی طلب کروں اور **استغفر اللّٰہ العظیم رب العرش الکریم لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ** کی صدا لگاؤں اور ان سے امید وابستہ کروں کہ میرے قصوروں کو معاف فرمائیں گے اور آئندہ مزید انعامات فرمائیں گے۔

ربِ جلیل کے ان انعامات میں ایک بڑا زبردست انعام علمِ حدیث کے ساتھ مشغولیت کی توفیق کا ملنا ہے، بحمد اللہ تعالیٰ درس وتدریس کی ابتداء حدیثِ پاک کے ساتھ ہوئی، جس کا آغاز ۱۴۰۸ھ سے ہوا تھا، بعد میں جب میرے محسنِ عظیم جامع الکمالات الظاہرہ ومنبع الفیوض والبرکات فانی فی اللہ عاشق رسول اللہ ﷺ حضرت الحاج مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اور دیگر بزرگوں نے بخاری شریف کی جلد ثانی لینے کا تاکیدی حکم فرمایا تو اپنی علمی کمزوری اور عملی کوتاہیوں کے باوجود ان کے اس حکم کی تعمیل کرنی پڑی کہ اس میں خیر مضمر تھی۔

تب حضرت امام بخاری قدس سرہ کے حالات اور سوانح دیکھنے اور جاننے کا شوق ہوا اور اس مقدس کتاب سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا جذبہ اُبھرا اور کتابیں دیکھنی شروع کی گئیں تو خیال پیدا ہوا کہ یہ سب مجموعہ اگر علیحدہ سے مستقل کتاب کی صورت میں جمع ہو جائے تو بندہ اور اس لائن سے تعلق رکھنے والے طلبۂ کرام کے لئے ایک مفید بات

ہوگی، رہے کبار محدثین وہ تو سمندر حضرات ہیں ان کے پاس تو سب ہی کچھ ہے اور یہ صرف ایک قطرۂ بے حیثیت ہے، کیونکہ خود مؤلف بھی ایسا ہی ذرۂ بے مقدار ہے اور یہ ناکارہ اپنے بڑوں کی حوصلہ افزائی کا محتاج ہے، بہرحال جب یہ خیال پیدا ہوا تو ۱۴۲۳ھ سے اس کام کا آغاز کیا گیا کہ اسی سال بندہ کے پاس یہ کتاب آئی تھی، مگر چونکہ ساتھ ہی تدریس کتاب مستطاب اور دیگر کتابوں کا درس دینا اور حضرت والدِ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی علالت وضعف کی وجہ سے انتظامی اُمور طلبہ ومدرسین کے معاملات کو دیکھنا سنبھالنا بھی رہتا رہا، تو مسلسل اس کام میں لگنا مشکل رہا اور درمیان میں انقطاع ہوتا رہا، یہاں تک کہ بندہ پر ایک اتنا بڑا غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا جس کا تصور وخیال نہ تھا، جس نے زندگی کا رُخ بدل ڈالا، یعنی میرا سب سے بڑا محبوب، استاذ ومربی کہوں یا سب سے بڑا ہمدرد و مشفق والد کہوں یا ایک غمگسار مخلص دوست کہوں، یا روح وجان کہوں اپنا سب سے بڑا ظاہری سہارا کہوں دل کا سرور ان کے ساتھ وابستہ تھا اور ذمہ داریوں کا سارا بوجھ انہی پر تھا ان کی رحلت سے غم کا پہاڑ اور ذمہ داریوں کے پہاڑ دونوں ساتھ آپڑے، ایسے میں تصنیف وتالیف کہاں درس وتدریس کا کام ہی مشکل ہوگیا تھا۔

چھ سات ماہ کا عرصہ گذرنے پر جب طبیعت سنبھلی تو اپنے قدیم کاغذات دیکھے تو یہ کاغذات بھی سامنے آئے اور ان کی طرف توجہ ہوئی اور کچھ کام آگے بڑھا، حضرت مؤلف کے مختصر سے حالات کے بعد کتاب کے تعلق سے کچھ لکھا گیا اور حضرت امام بخاریؒ کے اساتذہ وشیوخ کے کچھ حالات جو قلمبند ہو چکے تھے شامل کر دئے گئے، کیونکہ تمام اساتذہ ومشائخ کی تعداد تو ہزاروں سے بھی زیادہ ہے ان تمام اساتذہ پر لکھنا مجھ جیسے طالب علم کے لئے مشکل کام ہے، صرف ان حضرات کے تراجم لکھنے کا ارادہ کیا جن سے

حضرت امام قدس سرہ نے اپنی کتاب میں روایات لی ہیں ان کی تعداد ۲۸۹ بتائی جاتی ہے، لیکن ان سب کے بھی تراجم لکھنا مذکورہ حالات میں دشوار ہو گیا، اس وجہ سے ۱۶۵ر کچھ کم وبیش حضرات کے حالات اس کتاب میں شامل ہیں اور ابھی بہت سے حضرات پر لکھنا باقی ہے، اللہ پاک اس کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

اے بسا آرزو کہ خاک شود

دلی تمنا تو یہ تھی کہ اس کتاب کی تکمیل میرے محسن والد بزرگوار قدس سرہ کے سامنے ہو جاتی اور ان کی حیات میں یہ طبع ہو جاتی اور وہ اس کو دیکھتے اور خوش ہوتے، کیونکہ میری پہلی تالیفات سے ان کو بے حد خوشی ومسرت تھی اور ان کی خوشی سے جو مزہ ولطف ملتا تھا وہ عجیب ہی شئی ہوتی تھی، مگر تقدیرِ الٰہی غالب آگئی اور اس پر صبر ضروری ہے، **فصبر جميل والله المستعان علىٰ ما تصفون۔**

وہ والد جو ایک فرشتہ صفت انسان تھا، اللہ کا مخصوص پیارا بندہ تھا، رسول اللہ کا عاشق تھا، ناشر قرآن وسنت تھا، جس نے اپنی ساری حیات مستعار اللہ کے پیارے دین کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی ۷۷ر سالہ زندگی کے شب وروز خدمت دین میں گذارے اور اتنا بڑا کارنامہ انجام دے گیا جو اپنی مثال آپ ہے۔

وہ مقبول الٰہی اس بات پر زبردست تنبیہ کر چکا تھا کہ اب میری خوشی کے لئے کام کرنا چھوڑ دو اور صرف اور صرف اللہ پاک کی خوشی ہی کو سامنے رکھو، چنانچہ سالِ گذشتہ اس کتاب کی تالیف کے دوران بندہ پر ایک عجیب خوشی کا عالم طاری تھا، جب ضبط نہ ہو سکا تو بندہ اپنے کمرہ سے نکل کر ان کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا اور کچھ دیر کے بعد ان سے عرض کیا کہ اے میرے محترم والد! یہ بندہ امام بخاریؒ کے سلسلہ میں کچھ مرتب کر رہا ہے جو

آپ کے لئے اور میرے لئے ایک بڑی چیز ہوگی یہ سنکر اخلاص کے پیکر جمیل نے فرمایا کہ بس اللہ ہی کے لئے کام کرو میرا خیال چھوڑ دو، اس میں زبردست اشارہ تھا کہ میں نہ رہوں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھ عرصہ بعد آپ اللہ پاک اور ان کے محبوب ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو گئے اور ہم ان کے فیوض سے محروم رہ گئے۔

ایک طرف تو اب اس کتاب کی تکمیل کی خوشی ہے اور دوسری جانب غم بھی ہے، گویا خوشی وغمی کا سنگم ہو گیا مگر سوائے رضاء بالقضاء کے چارۂ کار نہیں ہے کیونکہ وہی اصل ایمان ہے۔

؎ خوشی کو آگ لگا دی خوشی خوشی میں نے

بہرحال یہ اصل برکت ہے حضرت والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کی جن کی دعاؤں نے اس کی توفیق دی اور ان کی تمنائیں اور خلوص وللّٰہیت ہی کا یہ کرشمہ ہے جو کہ ان کے ناکارہ بیٹے کے ہاتھوں سے اسکا ظہور ہو رہا ہے، وہ بہت بڑے عالم تھے، صاحب نسبت تھے، علم وعمل، زہد وتقویٰ، خلوص وللّٰہیت، اخلاق وعبادت میں اپنے زمانہ کے بہت سے لوگوں سے بہت آگے تھے اور اکابرِ گنگوہ کے سچے نائب وجانشین تھے، اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند سے بلند فرمائے اور میری والدہ ماجدہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور اس کتاب کو خالص اپنی رضامندی کا ذریعہ بنائے۔

یا اللہ! اب یہ بندہ صرف آپ ہی کو خوش کرنے کے لئے یہ کام انجام دے رہا ہے، اور اسمیں یہ جذبہ کارفرما ہے کہ وہ سب سے بڑا خادم حدیث مقبول جہاں یعنی حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو اللہ کے مقبول ومخصوص بندے تھے اس خادم رسول اللہ ﷺ کے ایک ناکارہ خادم کے طور پر قبول فرما۔

اس خادم رسول فردِفرید، دُرِّ وحید کی اوران کی کتاب کی خدمت کاحق ادا کرنے میں لاکھوں انسان لگے ہوئے ہیں میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے،سوائے ان چند بے ربط اوراق کےاور میں ہرطرح علم وعمل اخلاص وعبادت سے خالی ہوں مگر تمنائیں اور جذبات ضرور رکھتا ہوں۔

یااللہ یا رحمٰن یا رحیم یا حی یا قیوم میرےاُوپر رحم فرمااوراپنے محبوب ﷺ کے خدام میں کہیں جگہ عطا فرما، کیونکہ یہ درحقیقت آپ ﷺ ہی کی خدمت ہے اور اس کو میرے لئے ، نیز والدین ،اولاد، متعلقین واحباب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنااور ہر طرح کی ریاکاری، نام آوری،شہرت وعزت کی طلب کے لئے دین کا کام کرنے سے محفوظ فرمااوراس کتاب کومقبول فرمااوراس سے طلبۂ عزیز کوفیضیاب فرما۔

(آمین یارب العالمین)
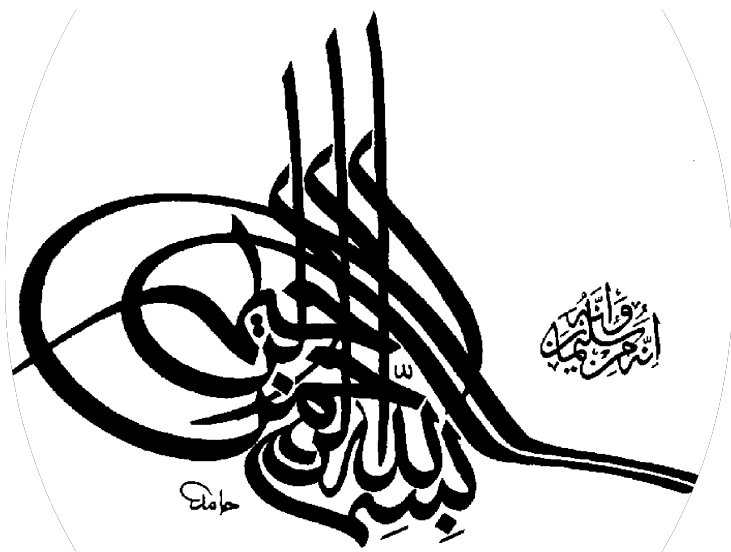
حضرت امام بخاریؒ کا نام ونسب اور ولادت باسعادت:

امام عالی مقام کا اسم گرامی محمد ہے، والد بزرگوار کا نام اسماعیلؒ ہے، دادا کا نام ابراہیم ان کے والد مغیرہ ہیں، ان کے والد بَر دِزبہ ہیں، نسب اس طرح ہے، محمد ابن اسماعیل ابن ابراہیم ابن المغیرۃ ابن بردزبہ الجعفی الیمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت کی کنیت ابو عبداللہ ہے بقول علامہ ذہبیؒ، بردزبہ کے معنی بخاری زبان میں زرّاع یعنی کاشتکار کے ہوتے ہیں، جیسا کہ اہل بخاریٰ کہتے تھے۔

بردزبہ مجوسی تھے مسلمان نہیں ہوئے، مجوسیت پر ہی ان کا انتقال ہوا تھا، آپ کے اجداد میں سب سے پہلے اسلام کی سعادت حضرت مغیرہ کے حصہ میں آئی وہ اس دور کے والی بخاریٰ یمان الجعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور بخاریٰ میں ہی قیام پذیر ہو گئے تھے، نسبت ولاء اسلام کی وجہ سے جعفی اور بخاریٰ کی طرف نسبت کی وجہ سے بخاری کہلاتے تھے، اس کی طرف امام رحمۃ اللہ علیہ منسوب کئے جاتے ہیں۔

اس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا اسکی طرف منسوب ہوتا تھا اور یہ طریقہ ودستور روایت کے مطابق ہے، چنانچہ امام ترمذیؒ نے جلد ثانی ص ۱۳۱ر پر باب قائم کیا ہے " **باب ماجاء فی الرجل یسلم علی یدی الرجل**"۔

عن تمیم الداری قال سألت رسول اللہ ﷺ ماالسنةفی الرجل من أهل الشرک یسلم علی ید رجل من المسلمین؟ فقال هو أولی الناس بحیاته ومماته۔

ترجمہ: حضرت تمیم داریؓ سے منقول ہے کہ میں نے پوچھا حضرت رسول اللہ ﷺ سے کیا طریقہ ہے اس مشرک شخص کے بارے میں جو مسلمان ہو کسی دوسرے مسلمان کے ہاتھ پر؟ فرمایا کہ جس کے ہاتھ پر وہ مسلمان ہو رہا ہے وہی اس کی زندگی اور موت کے

معاملات کا زیادہ حق دار ہے۔

اسی روایت کے مطابق احنافؒ کا مسلک ہے، امام بخاریؒ کے والد بزرگوار حضرت اسماعیل بن ابراہیم بڑے عالم آدمی تھے، بقول امام بخاریؒ میرے والد صاحب امام مالکؒ کے شاگرد تھے، ان سے احادیثِ شریفہ کا سماع کیا تھا اور انہوں نے حضرت حماد بن زیدؒ کی زیارت کی تھی اور حضرت عبداللہ بن المبارکؒ سے مصافحہ کی سعادت بھی حاصل کی تھی، علامہ ابن حبان نے اپنی کتاب ''**الثقات**'' میں امام بخاریؒ کے والد بزرگوار کو طبقۂ رابعہ میں ذکر کیا ہے۔

علامہ ذہبیؒ نے ''تاریخ الاسلام'' میں فرمایا ہے کہ امام بخاریؒ کے والد بزرگوار متقی علماء میں سے تھے، اور بڑے مالدار غنی آدمی تھے، احمد بن حفصؒ کہتے ہیں کہ آپ کے تورع اور احتیاط کا یہ عالم تھا کہ میں امام بخاریؒ کے والد بزرگوار اسماعیل بن ابراہیم کے نزع کے عالم میں ان کے پاس تھا، اس وقت انہوں نے فرمایا کہ میرے مال میں ایک درہم بھی مشتبہ اور مشکوک نہیں ہے، سب کا سب مکمل حلال اور طیب ہے، یہ سنکر میں اپنے آپ کو صغیر اور حقیر محسوس کرنے لگا کہ میں اس مرتبہ کا آدمی نہیں ہوں جس مرتبہ کے یہ بزرگ ہیں، **فقال احمد فتصاغرت الیّ نفسی عند ذلک.** ﴿قسطلانی ج اول ص ۳۱﴾۔

واقعہ بھی یہی ہے کہ عالم اور عابد ہونا آسان ہے مگر مال کے معاملہ میں محتاط اور پرہیز گار رہونا آسان کام نہیں ہے، یہ کامل التقویٰ اور خاشع اور خائف من اللہ انسان ہی کا حال ہوسکتا ہے، فی زماننا یہ چیز عنقا ہوتی جارہی ہے، اسی وجہ سے علم کے اثرات بھی کم ہوتے جارہے ہیں، امام بخاریؒ کے دادا حضرت ابراہیمؒ کے بارے میں حافظ الدنیا علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں ان کے حالات کا علم نہیں ہے۔

حضرت امام بخاریؒ کی پیدائش:

حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ کی ولادت باسعادت یوم جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد ہوئی، اللہ پاک نے سید المحد ثین کے لئے سید الایّام کو منتخب فرمایا، اس میں اس طرف اشارہ ہوسکتا ہے کہ سید الایّام میں پیدا ہونے والا یہ بچہ اپنے وقت کا سید المحد ثین، امام الکاملین، قدوۃ الراسخین ہوگا۔ جائے ولادت بخاریٰ ہے، بخاریٰ ماوراء النہر کا ایک عظیم الشان تاریخی مقام ہے۔

﴿بستان المحد ثین'' ص ۲۶۷﴾

شہر بخاریٰ کا جامع تعارف:

منبع الفیوض والبرکات، ولی کامل، عارف باللہ، شیخ ومرشد حضرت مولانا ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ العالی اپنے سفر نامہ ''لاہور سے تا خاک بخاریٰ وسمرقند'' ص ۱۰۴ میں لکھتے ہیں۔

بخاریٰ ایک تاریخی شہر:

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بخاریٰ محض چند صدیاں پرانا شہر نہیں ہے یہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے بھی تین سوتیس سال پرانا ہے، جب اسکندر اعظم یہاں سے گزرا یہ اس وقت بھی تجارت وثقافت کا اہم مرکز تھا، ابتداء میں یہاں بدھ مت سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد تھے انہوں نے اپنی عبادت گاہ کا نام ویہارہ رکھا جو وقت کے ساتھ ساتھ بے خارہ اور پھر بخاریٰ بن گیا، اسی نام سے یہ شہر مشہور ہوا۔

آٹھویں صدی تک یہ شہر زرتشت مذہب والوں کا اہم مرکز تھا، جب ۷۱۱ء میں

محمد بن قاسم بحیرہ عرب پار کر کے سندھ میں داخل ہوئے عین اسی وقت ایک عرب جرنیل قتیبہ ابن مسلم، ''آمو'' دریا پار کر کے وسط ایشیا میں داخل ہوئے، دو برس کے اندر بخاریٰ وسمرقند کو فتح کرتے ہوئے مشرق میں سنکیانگ اور کاشغر تک پہونچ گئے، یہ اس علاقے کی فوجی فتح تھی ورنہ دین اسلام تو یہاں اس سے بہت پہلے حضرت قثم ابن عباسؓ اور حضرت سعید بن عثمان بن عفان کے ذریعہ سے آچکا تھا۔

زرافشاں دریا پار کر کے جب مضافات میں ہم پہنچے تو دو بڑے بڑے میناروں کے درمیان ایک بڑا دروازہ نظر آیا، بخاریٰ کے چار دروازوں میں سے بچا ہوا یہ آخری دروازہ تھا، ساتھ ہی مسمار شدہ دیوار کا تھوڑا سا حصہ بھی نظر آتا تھا، نویں صدی ہجری میں بخاریٰ سامانی سلطنت کا دارالحکومت تھا، جس کی سرحدیں افغانستان میں ہرات تک اور ایران میں اصفہان تک پھیلی ہوئی تھیں۔

اس وقت بخاریٰ کی آبادی تین لاکھ تھی اور اس شہر میں تقریباً دوسو پچاس دینی مدرسے تھے، جہاں یمن اور اندلس جیسے دُور دراز مقامات سے بھی طالبان علوم نبوت اپنی علمی پیاس بجھانے آتے تھے، بخاریٰ اس وقت فقط دینی مرکز ہی نہیں تھا بلکہ سائنس اور دوسرے علوم کا مرکز بھی تھا، سامانی حکمران کے کتب خانے میں ۴۵ رہزار کتابیں تھیں، اس زمانے میں بخاریٰ بغداد کے ہم پلہ مانا جاتا تھا۔

اسی کتب خانہ سے حسین ابن عبداللہ ابن سینا نے فیض پایا، ابن سینا نے سب سے پہلے ارسطو کا ترجمہ عربی میں کیا پھر ایک کتاب ''**القانون**'' لکھی جو آج تک علمِ طب کی انسائکلو پیڈیا مانی جاتی ہے، بخاریٰ میں میر عرب نام کا ایک مدرسہ جو آج بھی ہے، اسی کے قریب ایک مسجد تھی اس میں حضرت امام بخاریؒ درسِ حدیث دیا کرتے تھے۔

بچپن میں بصارت کا فقدان اور عود کرنا :

بچپن میں کسی بیماری کی وجہ سے امام بخاریؒ کی نظر چلی گئی تھی، یہ دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ کو بے حد صدمہ اور دکھ ہوتا تھا، انہوں نے اللہ پاک کے سامنے خوب رو رو کر دعائیں کی، یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اُن پر رحم فرمایا اور اُن کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کا شرف نصیب ہوا۔

وہ فرماتے تھے کہ ''اے اللہ کی بندی دیکھ تیری دعاؤں اور رونے کی وجہ سے اللہ پاک نے تیرے بیٹے کی بینائی لوٹا دی'' صبح ہوئی تو آپ کی نظر بالکل صحیح ہوگئی تھی۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۳۹۳ ج ۱۲﴾۔

اس واقعہ سے امام بخاریؒ کی والدہ ماجدہ کی کرامت ظاہر ہوتی ہے، کہ وہ کس قدر اللہ والی خاتون تھیں اور عابدہ، زاہدہ، مستجاب الدعاء عورت تھیں، امام بخاریؒ کے والد کا انتقال ہوگیا تھا اور ابھی آپ بچے ہی تھے، اس لئے آپ کی ساری تربیت والدہ ماجدہ نے فرمائی تھی۔

آغازِ تعلیم :

محمد بن ابی حاتمؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ امام بخاریؒ سے معلوم کیا کہ حضرت ہمیں بتائیے کہ آپ کے معاملہ کی شروعات کیسے ہوئی؟ یعنی آپ نے علمِ حدیث کا آغاز کیسے کیا، اس پر حضرت امام صاحبؒ نے فرمایا کہ جب میں مکتب میں بچوں کے ساتھ پڑھتا تھا تب ہی سے حدیثِ پاک حفظ کرنے کا شوق میرے دل میں منجانب اللہ ڈالا گیا، میں نے پوچھا کہ حضرت آپ کی عمر اس وقت کتنی تھی؟ فرمایا صرف دس سال یا اس سے بھی کم تھی۔

مکتب سے نکل کر میں نے محدث داخلیؒ وغیرہ کے یہاں جانا شروع کر دیا تھا، ایک دن محدث داخلیؒ لوگوں کے سامنے حدیث بیان کر رہے تھے، حدیث بیان کرتے وقت انہوں نے فرمایا: **سفیان عن ابی الزبیر عن ابراھیم** اس سند پر میں نے اپنے استاذ محترم سے عرض کیا کہ حضرت یہ اسطرح نہیں ہے کیونکہ **ابوزبیر ابراھیم** سے روایت نہیں کرتے، اس پر انہوں نے بچہ سمجھ کر جھڑک دیا، بخاریؒ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت اصل نسخہ دیکھ لیجئے اندر تشریف لے گئے اور اصل نسخہ دیکھ کر آئے اور مجھ سے فرمایا اے بچے پھر کس طرح ہے؟ میں نے عرض کیا: **زبیر بن عدی عن ابراھیم** ہے، حضرت الاستاذ نے قلم لیا اور اپنی کتاب کو صحیح کیا جس میں پڑھا رہے تھے اور بات کی تصدیق فرمائی، محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت امام اسوقت آپ کی عمر کتنی تھی جب آپ نے استاذ صاحب کو لقمہ دیا تھا اور تصحیح فرمائی تھی؟ فرمایا اس وقت میری عمر کُل گیارہ سال تھی۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۳۹۳ ج ۱۲﴾

اس واقعہ سے امام بخاریؒ کا استحضار اور جرأت علمی دونوں کا اندازہ ہوتا ہے اور محدث داخلی کی سلامت طبع اور تواضع کا علم بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک صغیر السن بچہ کی بات کو بھرے مجمع کے سامنے قبول کر لیا جب ان کو احساس ہو گیا کہ یہ صحیح کہتا ہے، اس سے امام بخاریؒ اور ان کے استاذ گرامی دونوں کی رفعت شان کا اندازہ ہوتا ہے، اس کے بعد سے استاذ کی نظر میں شاگرد کی اہمیت اور بھی زیادہ ہو گئی تھی۔

جب آپ کی عمر مبارک ۱۶/ سال تھی اس وقت آپ نے حضرت عبد اللہ بن المبارکؒ جو کبار محدثین وفقہاء وعارفین میں سے ہیں ان کی کتب یاد کر لی تھیں، اسی طرح امام وکیع استاذ امام شافعی تلمیذ امام اعظم کی کتب کو حفظ فرما لیا تھا، عبد اللہ بن المبارک اور

امام وکیع دونوں امام اعظم کے خاص شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں، دونوں اپنے دور کے بزرگ اور دین کے امام مانے جاتے تھے، گویا بچپن ہی میں امام بخاریؒ کو امام اعظم کا فیضان علمی بواسطہ ان کے تلامذہ کی کتب کے حاصل ہوا، پھر وہ امام اعظمؒ سے تکدر کس طرح رکھ سکتے ہیں۔

بلکہ خود اعتراف فرماتے ہیں **وعرفت کلام ھولاء یعنی اصحاب الرأی** یعنی میں اصحاب الرای کے کلام کو جاننے لگا اور اس سے استفادہ کرتا تھا، اگر چہ امام بخاریؒ نے بعد میں اپنے اجتہاد سے بعض مقامات پر مخالفت کی ہے، جس کا ان کو بلکہ ہر مجتہدِ وقت کو حق ہوتا ہے، جو انہوں نے استعمال فرمایا، اسمیں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ علمی دیانت اور رسوخ کا تقاضا ہے، خود امام اعظمؒ کے تلامذہ نے بہت سے مقامات پر آپ سے اختلاف کیا ہے اور امام اعظم نے منع نہیں فرمایا بلکہ قسم دیکر فرمایا کہ دلائل کو دیکھو صرف میری رائے اور کلام کی تقلید نہ کرنا، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے ''**رسم المفتی**'' میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔

امام بخاریؒ کا طلبِ علم میں لگنا:

کچھ بڑے ہو کر امام بخاریؒ اپنے بھائی احمد اور اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ مکہ معظّمہ حج کے لئے گئے، بھائی صاحب والدہ صاحبہ کے ساتھ واپس آگئے اور امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ میں علمِ حدیث کی طلب میں وہیں رہ گیا اور وہاں کبارِ مشائخ سے استفادہ کرتا رہا۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۰۰ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ کے اسفارِ علمیہ:

حرمین شریفین کے علاوہ امام بخاریؒ نے اس وقت کے تمام بلادِ اسلامیہ کا سفر کیا

اور سخت تکلیفیں اور پریشانیاں برداشت کر کے ہر ہر جگہ کے مشائخ سے علم حاصل کیا، بلخ، نیشاپور، بصرہ، کوفہ، مصر، شام، عراق، بغداد، مرو، واسط، دمشق، قیساریہ، عسقلان، حمص، جہاں بھی کوئی محدث معلوم ہوتا وہاں جاتے اور استفادہ کرتے، اسی وجہ سے آپ کے اساتذہ کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہوگئی، فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک ہزار اسّی مشائخ سے استفادہ کیا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۹۵ ج ۱۲﴾

اس وقت بغداد شریف علماء، محدثین، فقہاء، صلحاء کا مرکز تھا اس وجہ سے وہاں امام بخاریؒ تقریباً ۸/مرتبہ اور گئے، امام احمد کا قیام بغداد میں ہی تھا ان سے کثرت سے ملاقات کر کے فیض یاب ہوتے تھے، امام احمدؒ جیسے محدث، فقیہ بغداد ہی میں رہنے پر اصرار کرتے تھے، اور فرماتے کہ اے ابوعبداللہ علم اور اہل علم کو چھوڑ کر تم کہاں خراسان جارہے ہو، امام بخاری کہتے تھے کہ اب میں امام احمدؒ کے قول کو یاد کرتا ہوں۔

۱۷/سال کی عمر میں درس دینا:

ابوبکر الاعین بیان کرتے ہیں کہ ہم نے محمد بن یوسف فریابی کے دروازہ پر امام بخاریؒ سے احادیث سن کر لکھیں حالانکہ ان کے چہرہ پر ڈاڑھی کا ایک بال بھی نہ تھا اور اس وقت ان کی عمر صرف ۱۷/سال تھی۔ (سیر اعلام النبلاء ص ۴۰۱ ج ۱۲)

۱۸/سال کی عمر میں آغازِ تصنیف:

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ جب میں ۱۸/سال کا تھا تو میں نے **قضایا الصحابہ و التابعین** اور ان کے اقوال کو جمع کیا اور یہ عبیداللہ بن موسیٰ کا زمانہ تھا اور میں نے "**کتاب التاریخ**" روضۂ اقدس کے قریب بیٹھ کر چاندنی راتوں میں لکھی اور ہر محدث کا کوئی نہ کوئی واقعہ مجھے معلوم تھا مگر میں نے تطویلِ کتاب کے خوف سے ترک کردیا۔

امام بخاریؒ کا قد اور جسم:

امام بخاریؒ نحیف جسم کے بزرگ تھے اور قد معتدل اور متوسط انداز کا تھا، جیسا کہ "بستان المحدثین" میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ "نحیف الجثۃ بود نہ دراز قامت نہ پست بلکہ میانہ قامت" کہ آپ کمزور جسم کے تھے اور نہ کوتاہ قد بلکہ درمیانہ قد رکھتے تھے۔ ﴿بستان المحدثین ص ۲۶۶﴾

حضرتِ امام کا علمی شوق:

علمی شوق کا یہ عالم تھا کہ صرف سولہ سال کی عمر میں آپ نے عبداللہ بن المبارک کی کتابوں کو اور امام وکیع کی کتابوں کو حفظ کرلیا تھا، **عباس دوریؒ کہتے ہیں کہ میں نے علمِ حدیث کی طلب میں محنت کرنے والا محمد بن اسماعیل جیسا نہیں دیکھا**، ہر شئی لکھا کرتے تھے، لہذا اے لوگو! تم بھی محمد بن اسماعیل بخاری سے جو سنا کرو لکھا کرو۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۰۶ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ کا قوتِ حفظ اور ملکہ یادداشت:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو علمِ حدیث میں ایک محیر العقول کارنامہ آپ سے کرانا تھا اسلئے آپ کو ایسا حافظہ عنایت فرمایا گیا جس کو اگر معجزہ کہا جائے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا، اور یہ بھی در حقیقت معجزہ ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ کی اُمت کے ایک فرد کو اور وہ بھی جو عجمی النسل ہے عربی نہیں ہے، ایسا دل و دماغ اور قوتِ حفظ، ضبط واتقان کی صلاحیت عطا فرمائی گئی جس نے لوگوں کو حیران وششدر کر کے رکھ دیا، در حقیقت یہ حفظِ دین کے لئے ضروری تھا، محمد بن احمد جن کا لقب غنجار ہے، جو بخاریٰ کے باشندہ ہیں اور بڑے زبردست مؤرخ ہیں "**تاریخِ بخاریٰ**" کے مؤلف ہیں اپنی سند کے ساتھ تاریخ بخاریٰ میں لکھتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ میں نے ایک ہزار علماء اور مشائخِ حدیث سے علمِ حدیث سیکھا اور

روایات لی ہیں، اور ہر ایک سے دس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ روایات میرے پاس ہیں اور ہر ایک حدیث کی مکمل سند مجھے یاد ہے (سیر اعلام النبلاء ص ۷۰۴ ج ۱۲۔ طبقات الشافعیہ ص ۲۲۲ ج ۲)۔

اسطرح یہ ذخیرۂ روایات واحادیث ۱۰/لاکھ بنتا ہے جو امام بخاریؒ کو یاد تھا، جس سے امام نے انتخاب فرمایا، اسقدر قوی حافظہ اللہ اکبر! اللہ پاک کی ایک خاص رحمت اور ایک خاص عنایت اور کرم وفضل سے ہی کسی بندہ کو مل سکتا ہے، جس سے کوئی بڑا کام لینا ہو، چنانچہ آپ سے جو کارنامہ وجود پذیر ہوا وہ سب نے دیکھ لیا اور آپ کا فیضان بڑے سمندروں کی طرح جاری ہو گیا، جس طرح بڑے بڑے سمندروں سے دنیا سیراب ہوتی ہے۔

اسی طرح بخاری شریف سے جو علمِ حدیث کا ایک گہرا سمندر ہے دنیا سیراب ہو رہی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک سیراب ہوتی رہے گی۔

محمد ابن ابی حاتم ورّاقؒ کہتے ہیں کہ میں نے حاشد ابن اسماعیلؒ اور دوسرے بزرگوں کو سنا کہتے تھے کہ ابوعبداللہ محمد ابن اسماعیل بخاریؒ ہمارے ساتھ مشائخ بصرہ کے پاس جاتے تھے اور وہ ابھی بچے تھے صرف سنتے تھے لکھتے نہیں تھے یہاں تک کہ کچھ روز اسی طرح گذر گئے، تو ہم نے ان سے کہا کہ تم ایسے ہی وقت ضائع کرتے ہو صرف سنتے ہو لکھتے کچھ بھی نہیں ہو، تمہیں کیا فائدہ ہو رہا ہے؟ تو انہوں نے ہم سے کہا تم لوگوں نے مجھکو اس بارے میں پریشان ہی کر دیا ہے اچھا دکھاؤ تم نے کیا لکھا ہے؟ ہم نے دکھایا جو ہمارے پاس تھا۔

وہ سب پندرہ ہزار احادیث کا مجموعہ بنتا تھا جو ہم نے ان کے سامنے رکھا، کہا اب سنو اور یہ فرما کر انہوں نے وہ سب ہم کو سنانا شروع کر دیا اور ہم اپنے لکھے ہوئے سے ملاتے جاتے تھے ہم نے بالکل درست پایا، پھر فرمایا کہ تم میرے آنے جانے کو بالکل فضول وبے کار سمجھتے ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ میں اپنے ایام ضائع کر رہا ہوں ایسا ہرگز نہیں ہے۔

حاشد ابن اسماعیل کہتے ہیں کہ ہم سب نے جان لیا کہ ان سے کوئی آگے نہیں

بڑھ سکتا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۰۸ ج ۱۲﴾ ﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۱۷ ج ۲﴾

اور لکھتے ہیں کہ بصرہ کے ماہرینِ علم حضرت امام بخاریؒ کے پیچھے دوڑتے تھے حالانکہ وہ نوجوان تھے اور ان کو کسی جگہ بٹھا لیتے اور ہزاروں آدمی وہاں جمع ہو جاتے اکثر حضرات ان سے سن کر احادیثِ شریفہ لکھا کرتے تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۰۸ ج ۱۲﴾

چند ہی روز میں امام بخاری کی شہرت آسمان پر پہنچ گئی جو سنتا، دیکھنے، زیارت وملاقات کرنے، سننے اور لکھنے کے لئے بیتاب ہو جاتا۔

مؤرخ بخاریؒ غنجارؒ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ علی ابن حسین بیکندیؒ کہتے ہیں کہ امام بخاری قدس سرہ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم سب آپ کے ساتھ جمع ہو گئے، ہم میں سے بعض نے کہا کہ میں نے محمد ابن اسحاق ابن راہویہ (جو امام کے استاذ ہیں) سے سنا کہ الحمدللہ مجھے ۷۰ ہزار روایات ازبر یاد ہیں، گویا وہ سب احادیث میری نظروں میں گھوم رہی ہیں جو میری کتابوں میں محفوظ ہیں، یہ سن کر امام بخاریؒ نے فرمایا کہ تم اس پر تعجب کرتے ہو حالانکہ اس دور میں ایک ایسا بھی انسان ہے جس کو دو لاکھ روایات یاد ہیں، اس سے حضرت امام بخاریؒ نے اپنی ذات ہی کو مراد لیا تھا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۱۶ ج ۱۲﴾

﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۱۸ ج ۲﴾

محمد ابن سلام بیکندیؒ کی مدح:

محمد ابن سلام بیکندیؒ امام بخاریؒ کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں، سُلیم ابن مجاہدؒ کہتے ہیں کہ ایک روز میں محمد ابن سلام کے پاس بیٹھا تھا تو فرمایا کہ اگر تم کچھ دیر قبل آتے تو تم کو اپنا ایک شاگرد جو نہایت قلیل العمر ہے ایسا دکھاتا جو ایک معجزہ ہے (ستر ہزار احادیث جس کو یاد ہیں) کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں خود ان کی تلاش میں نکل گیا یہانتک کہ میں نے ان کو پالیا اور ان سے معلوم کیا کہ تمہیں ستر ہزار احادیث حفظ ہیں تم ایسا دعوی کرتے ہو؟ کہا کہ یہ

بات صحیح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ احادیث یاد ہیں اور جس صحابی اور تابعی کی روایت بیان کروں گا ان کی پیدائش کی تاریخیں اور ان کی وفات کی تاریخیں اور ان کے ٹھکانے بھی بتادوں گا ، اور جو بیان کروں گا، اس پر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے دلیل بھی قائم کروں گا، محمد ابن سلام کہا کرتے تھے کہ مجھ پر اپنے شاگرد کا رعب رہتا ہے جب تک یہ چلے نہ جائیں۔ ﴿طبقات الشافعیہ ص۲۲۲ ج ۲﴾

کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں چار بزرگ حفظ کی مضبوطی میں مشہور تھے، خراسان میں امام ابوزرعہ رازیؒ، بخاریٰ میں امام محمد ابن اسماعیل بخاریؒ، سمرقند میں عبداللہ ابن عبدالرحمٰن الدارمیؒ، اور بلخ میں حسن ابن شجاعؒ ۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۳ ج ۱۲﴾﴿تاریخ دمشق ص۲۴ ج ۲۲﴾

آپ کے ضبط و اتقان کی قوت اور یادداشت میں استحکام کی طاقت کو آپ کے اساتذۂ کبار بھی تسلیم کرتے تھے، یہاں تک کہ بڑے بڑے اساتذہ اپنی کتابوں کی اصلاح و درستگی آپ سے کرایا کرتے تھے، چنانچہ عبداللہ ابن یوسف کہا کرتے تھے، اے محمد ابن اسماعیل ہماری کتابوں کو دیکھ لو اور جہاں ان میں کوئی بات ناقابلِ اعتبار سمجھو اس کو ختم کر دو اور مجھے بتاؤ کہ کہاں کہاں اس میں غلطیاں ہیں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۱۹ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ جب میں اپنے استاذ جلیل سلیمان بن حربؒ کے پاس جاتا تو وہ مجھے فرمایا کرتے کہ امام شعبہؒ کی اغلاط کی نشاندہی کرو۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۱۹ ج ۱۲﴾

حاشد ابن اسماعیل کہتے ہیں کہ محمد ابن اسماعیل ایک بار اپنے استاذ و شیخ سلیمان بن حرب کی خدمت میں آئے، حضرت سلیمان نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ ایک زمانہ میں محمد ابن اسماعیل کی شہرت بامِ عروج پر ہوگی۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۰ ج ۱۲﴾

اللہ پاک نے حضرت امام کو عجیب و غریب قوتِ حافظہ عطا فرمایا تھا، جس کو سن کر لوگ

حیران ہو جاتے، بعض یقین کر لیتے اور بعض امتحان لینے کے لئے تیار ہو جاتے، چنانچہ کئی موقعوں پر لوگوں نے آپ کا امتحان لیا مگر اللہ پاک نے ہر جگہ آپ کو کامیاب فرمایا۔

قوتِ حافظہ کے امتحان کا ایک قصہ سمرقند میں پیش آیا، جس کی تفصیل اس طرح ہے، سُلیم ابن مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا کہ جب امام بخاری قدس سرہ سمرقند تشریف لائے تو چار سو علماءِ حدیث جمع ہو گئے اور سات دن تک مشورے کرتے رہے پروگرام بناتے رہے کہ کس طرح محمد ابن اسماعیل کا امتحان لیا جائے، آخر کار یہ طے پایا کہ کچھ حدیثوں کی سندوں اور متون میں تغیر و تبدل کر کے پیش کیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا بہت سی روایتوں کی سندوں میں اور بہت سی روایتوں کی متون میں تبدیلی کر دی گئی اور وہ آپ کے سامنے پڑھی گئی لیکن امام بخاریؒ نے اس سب کو سنا اور کسی کے مغالطہ میں نہ آئے اور آپ نے ہر ایک چیز صاف صاف اور بالکل واضح طور پر بیان کر دی، اس کو دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۱۱ ج ۱۲﴾

اسی قسم کا ایک دوسرا واقعہ بغداد میں پیش آیا، چنانچہ ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے بہت سے مشائخ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ امام بخاریؒ جب بغداد تشریف لائے تو آپ کی شہرت کی وجہ سے وہاں علماء و مشائخِ حدیث کا ایک جمِّ غفیر جمع ہو گیا اور انہوں نے آپ کا امتحان لینے کیلئے سو حدیثیں منتخب کیں ان کی سندوں اور متنوں میں تبدیلی کی اور ہر ایک نے دس دس روایات امام کے سامنے رکھیں، امام بخاریؒ نے ہر ایک کے جواب میں فرمایا **لا اعرفه** یہ سن کر لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور کہہ رہے تھے یہ شخص سمجھ گیا ہے، اور بعض نے یہ بھی سمجھا کہ امام نے اپنے عاجز ہونے کا اقرار کر لیا ہے، جب حضرت نے انکی بیان کردہ تمام روایات کو سنا دیا اور پھر صحیح سندوں اور صحیح متون کے ساتھ

سنایا تو لوگ حیران رہ گئے اور ساتھ ساتھ آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اے فلاں تو نے یہ روایت ایسے بیان کی اور صحیح اس طرح ہے، اس کو دیکھ کر سب لوگ آپ کے قوتِ حافظہ کے قائل اور معترف ہو گئے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۰۹ ج ۱۲﴾ ﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۱۹ ج ۲﴾

سبحان اللہ العظیم ! اس قصہ سے آپ کی بے مثال قوتِ حفظ کا کمال ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے صحیح روایات کو بھی سنایا اور محض ایک دفعہ سن کر ان کی بیان کردہ غلط روایات بھی سنادیں جو بڑی عجیب بات ہے۔

امام کا سفرِ بصرہ:

امام بخاریؒ ایک چلتا پھرتا کتب خانہ تھے، ایک بحرِ ذخّار تھے، آپ کی شہرت تمام بلادِ اسلامیہ میں پھیل چکی تھی، آپ جس طرف بھی رخ کر لیتے لوگوں کا ایک اژدحام آپ کی زیارت وملاقات کے لئے جمع ہو جاتا تھا اور آپ سے فیض یاب ہونے کیلئے مشتاق اور بیتاب ہو جاتا، چنانچہ آپ نے بصرہ کا رخ فرمایا اس سے پہلے بھی آپ اس شہر میں اپنی طالب علمی کے زمانہ میں آچکے تھے، مگر اب کی بار آپ کا آنا ایک دوسری حیثیت کا حامل تھا کہ اب آپ اپنے زمانہ کے بلند پایہ امام، دنیائے حدیث کے شمس وقمر بن چکے تھے۔

عبداللہ ابن محمد ابن ابراہیم زاغونیؒ کہتے ہیں کہ میں نے یوسف ابن موسیٰ المروزی کو سنا فرماتے تھے کہ میں نے بصرہ کی سب سے بڑی مسجد میں ایک شخص کو اعلان کرتے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ اے علم کے چاہنے والو! حدیث کے دیوانو! تمہارے علاقہ میں محمد ابن اسماعیل الامام البخاری تشریف لا رہے ہیں، ان کی زیارت وملاقات کے لئے جمع ہو جاؤ، یہ سن کر ایک جمِّ غفیر اکٹھا ہو گیا اور میں بھی ان کے ساتھ تھا ہم لوگوں نے ایک صالح نوجوان کو دیکھا جو ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا، بڑے اطمینان اور خشوع اور خضوع کے ساتھ

نماز پڑھی، جب نماز سے فارغ ہو گئے ہم سب لوگوں نے ان کو گھیر لیا اور ان سے فرمائش کی کہ آپ ہمارے لئے حدیث بیان کرنے کی غرض سے مجلس قائم کریں۔

چنانچہ انہوں نے اس کو قبول فرمایا اور فرمایا کہ اے اہلِ بصرہ! میں ایک نوجوان آدمی ہوں اور تم نے مجھ سے حدیث بیان کرنے کی فرمائش کی، میں تم سے تمہارے شہر کے محدثین کی ایسی روایات بیان کروں گا جو تمہارے پاس نہیں ہوں گی، چنانچہ آپ نے ایسی بہت سی روایات بیان کیں جو ان کے پاس نہیں تھیں، یہ سب دیکھ کر لوگ متعجب ہو گئے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۰۹ ج ۱۲﴾ ﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۱۹ ج ۲﴾

حضرت امام بخاریؒ کبار علماء کی نظر میں

امام بخاریؒ کے بارے میں حضرت امام احمدؒ کی رائے:

(۱) آپ کے استاذ امام احمد ابن حنبلؒ فرمایا کرتے تھے کہ حافظہ تو چار اشخاص کے پاس ہے ابوزرعہ، محمد ابن اسماعیل، دارمی، حسن ابن شجاع بلخی۔ ﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۲۰ ج ۲﴾

حضرت امام بخاریؒ کے بارے میں امام ترمذیؒ کا خیال:

(۲) امام ترمذیؒ جو آپ کے شاگرد ہیں اور جلیل القدر عظیم المرتبت محدث وفقیہ ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے عراق وخراسان میں عللِ حدیث، معرفتِ اسانید، اور رجالِ حدیث کی تاریخ میں حضرت امام بخاری قدس سرہ سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا اور یہ سب فنِ حدیث کے اہم ابواب ہیں۔

امام بخاریؒ کو اپنی کتاب کی تمام روایات یاد تھیں:

(۳) محمد ابن ابی حاتم نے کہا کہ ایک دن میں نے حضرت امام بخاریؒ سے عرض کیا کہ حضرت امام، حضرت الاستاذ کیا آپ کو اپنی کتاب بخاری شریف کی تمام روایات یاد ہیں؟ تو فرمایا کہ الحمد للہ جو کچھ اس میں ہے وہ سب مجھے یاد ہے، مجھ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ ﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۲۱ ج ۲﴾

امام بخاریؒ کے بارے میں عبداللہ ابن منیر کا قول:

(۴) امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت الاستاذ شیخ المحدثین امام بخاریؒ اپنے استاذ وشیخ عبداللہ ابن منیر کے پاس تھے، جب وہ ان کے پاس سے اٹھ کر جانے لگے تو شیخ

عبداللہ ابن منیرؒ نے امام بخاریؒ سے فرمایا کہ اے محمد ابن اسماعیل بخاری اللہ جل شانہ تم کو اس امت کی زینت ورونق بنائے۔

امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے حضرت الاستاذ کی اس دعا کو قبول فرمایا اور اللہ پاک نے آپ کو واقعی اس امت کی زینت ورونق بنادیا ہے **ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔** ﴿طبقات الشافعیہ ص۲۲۱ ج ۲﴾ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۳۳ ج ۱۲﴾

امام بخاری اور امام ابوزرعہؒ:

(۵) ابراہیم الخواص کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوزرعہؒ کو جو اپنے وقت کے بہت بڑے محدث اور علامۂ زماں تھے امام بخاریؒ کے سامنے عللِ حدیث کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہوئے اس طرح دیکھا جس طرح کوئی بچہ کسی ماہر استاذ کے سامنے علم حاصل کرتا ہے، سبحان اللہ! اس سے امام بخاریؒ کی عظمتِ شان کا اندازہ لگانا چاہئے۔

امام بخاریؒ کے بارے میں یعقوب دورقی کا قول:

(۶) یعقوب ابن ابراہیم دورقی کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ اس امت کے فقیہ ہیں۔

حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کا ارشاد:

(۷) حضرت امام احمد ابن حنبلؒ فرمایا کرتے تھے کہ خراسان میں امام بخاری جیسا دوسرا کوئی پیدا نہیں ہوا۔

اور کبھی اس طرح فرمایا کہ علاقۂ خراسان سے ہمارے پاس کوئی محمد ابن اسماعیل جیسا محدث اور فقیہ نہیں آیا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۳۱ ج ۱۲﴾

محمد ابن ادریس رازیؒ کا قول:

(۸) محمد ابن ادریس رازیؒ نے اس وقت فرمایا جب امام بخاریؒ عراق آ گئے کہ خراسان میں امام بخاری جیسا قوتِ حافظہ والا دوسرا کوئی محدث پیدا نہیں ہوا اور نہ عراق میں ان سے زیادہ علم رکھنے والا کوئی آیا۔ ﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۲۳ ج ۲﴾

امام بخاریؒ امام مسلم کی نظر میں:

(۹) امام مسلمؒ ایک بار اپنے استاذ امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیشانی کا بوسہ دیا اور کہا کہ حضرت مجھے اپنے پاؤں کے چومنے کا موقع بھی دیجیے، آپ استاذوں کے استاذ ہیں محدثوں کے مرجع وسند ہیں حدیث کے ڈاکٹر ہیں یعنی عللِ حدیث کے ماہر ہیں۔ ﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۲۳ ج ۲﴾

امام بخاریؒ کے بارے میں ابو اسحاق سرماریؒ کا قول:

(۱۰) کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ ایک بار اپنے استاذ ابو اسحاق سرماری کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، جب ان کے پاس سے نکلے تو ابو اسحاق نے فرمایا جو حقیقی اور سچا فقیہ دیکھنا چاہے وہ محمد ابن اسماعیل کو دیکھ لے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۱۷ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ کے بارے میں یحییٰ ابن جعفر کا قول:

(۱۱) ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ ابن جعفر سے سنا کہ اگر مجھے قدرت ہوتی کہ میں اپنی عمر میں سے کچھ حصہ امام بخاری کو دے دیتا تو ایسا ضرور کرتا اسلئے کہ میری موت تو فقط ایک ہی آدمی کی موت ہے اور ان کی موت علم کا بہت بڑا نقصان ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۱۸ ج ۱۲﴾

یحییٰ ابن جعفر یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اے محمد ابن اسماعیل اگر تم بخاریٰ میں نہ ہو تو یہاں رہنے کا کوئی لطف ومزہ نہیں۔

امام بخاریؒ کے بارے میں نعیم کا قول:

(۱۲) حضرت نعیم ابن حماد فرمایا کرتے تھے کہ محمد ابن اسماعیل اس امت کے فقیہ ہیں۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۱۹ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ کے بارے میں ان کے استاذ مسدّدؒ کا قول:

(۱۳) حضرت مسددؒ جو امام بخاریؒ کے استاذ ہیں فرمایا کرتے تھے کہ اے خراسان والو! محمد ابن اسماعیل پر کسی کو ترجیح نہ دو۔

امام بخاریؒ کے بارے میں علی ابن المدینیؒ کا قول:

(۱۴) احمد ابن عبد السلام کہتے ہیں کہ ہم نے امام بخاری کا قول ان کے استاذ علی ابن المدینی کے سامنے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو کسی کے پاس جا کر چھوٹا محسوس نہیں کرتا سوائے حضرت علی ابن المدینی کے کہ جب میں ان کے پاس جاتا ہوں تو اپنے آپ کو چھوٹا محسوس کرنے لگتا ہوں، یہ سن کر حضرت الاستاذ نے فرمایا کہ محمد ابن اسماعیل کی کیا بات کرتے ہو؟ وہ ایسا شخص ہے کہ خود انہوں نے اپنے جیسا کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۰ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ امام مالکؒ کے مشابہ تھے:

(۱۵) محمد ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ مجھے ابو مصعب الزہری نے بتایا کہ محمد ابن اسماعیل البخاری ہماری نظر میں امام احمد ابن حنبل سے زیادہ بڑے فقیہ اور محدث ہیں، یہ سن کر میں نے کہا

کہ تم نے حد سے تجاوز کرلیا ہے، کہنے لگے نہیں اگر تم امام مالکؒ کو پاتے اور ان کو دیکھ کر امام بخاری کو دیکھتے تو تم کہتے کہ دونوں حدیث وفقہ میں ایک جیسے ہیں۔﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۰ ج ۱۲﴾

ویسے بھی امام بخاریؒ کو امام مالکؒ کے ساتھ عادات واخلاق اور علم کی قدر واہمیت میں بھی بڑی مشابہت تھی ،جس پر یہ قصہ دلالت کرتا ہے جو فضل الباری ص ۶۷ رج اول میں مذکور ہوا ہے۔

لکھتے ہیں خلیفہ ہارون رشید امام مالکؒ کے معتقد تھے اور بہت ہی ادب کرتے تھے ایک مرتبہ اپنے بیٹوں امین و مامون کو ساتھ لے کر امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ اپنی کتاب مؤطا سے کچھ ہمیں سنایئے۔

امام مالک کا طریقۂ درس یہ نہیں تھا کہ استاذ پڑھے اور طلبہ سنیں بلکہ عام عادت امام کی اس کے برعکس تھی، البتہ احیاناً کسی خصوصیت کی بنا پر اپنی اس عادت کے خلاف خود ہی سناتے تھے، چنانچہ امام محمد ابن الحسن صاحب ابی حنیفہ کو امام مالک نے پانچ سو احادیث پڑھ کر سنائیں، یہ امام محمد کی خصوصیت تھی، امام مالک نے خلیفہ کی درخواست کے جواب میں فرمایا کہ میں نہیں سناؤں گا، اگر مجھ سے استفادہ چاہتے ہو تو پڑھ کر سناؤ میں سنوں گا، خلیفہ نے اس کو منظور کرلیا لیکن یہ خواہش کی کہ اس درس میں عام طلبہ کو شریک نہ کیا جائے۔

امام مالکؒ نے اس بات کو بھی پسند نہ کیا اور فرمایا کہ جن علومِ دین سے خواص کی رعایت کی بنا پر عوام کو روکا جائے تو خواص کو بھی ان سے نفع نہیں پہنچتا، امام مالک نے درسِ حدیث کے آداب کو اسقدر ملحوظ رکھا کہ خلیفہ کی بھی اس بارے میں پرواہ نہ کی۔

اسی طرح ایک واقعہ امام بخاریؒ کو بھی پیش آیا تھا امام سفر سے بخارا واپس آنے والے تھے اہلِ بخارا کو امام کی آمد کا حال معلوم ہوا، تمام اہلِ بخارا نے شاندار استقبال کی تیاری کی،

دُور دُور تک سرِ راہ قبّے قائم کئے گئے لوگ ہزاروں کی تعداد میں جب استقبال کے لئے نکلے تو خالد ابن محمد ذہلی حاکم بخارا بذاتِ خود امام کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکل آیا اور بہت تعظیم وتکریم کی ،امام کے پاس طلبۂ حدیث جمع ہو گئے مسجد میں درس ہونے لگا۔

حاکم بخاریؒ نے امام بخاری سے درخواست کی کہ میرے بیٹوں کو شاہی محل میں آکر حدیث پڑھانا منظور فرمالیں ،امام نے انکار کیا اور فرمایا کہ حدیث پڑھنی ہے تو مسجد میں آکر شریک درس ہونا چاہئے حاکم نے قبول کیا لیکن یہ خواہش کی کہ شہزادوں کو تنہا پڑھائیں دوسرے طلبہ کو ان کے ساتھ شامل نہ کیا جائے ،امام نے اس کی اس خواہش کو بھی رد کر دیا اور فرمایا کہ درسِ حدیث میں ایسی خصوصیت نا مناسب ہے،اس میں عام وخاص سب برابر ہیں کسی کو روکا نہیں جاسکتا،اس پر حاکمِ بخارا کو بہت غصہ آیا اور امامِ بخاری کے درپئے آزار ہو گیا۔

جب امام کو اس کی طرف سے مسلسل تکلیفیں پہنچیں تو امام نے اس کے حق میں بد دعاء کی ،امام کی بد دعاء اس کے حق میں قبول ہوئی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک ماہ بھی نہ گذرا تھا کہ اس کا منہ کالا کیا گیا اور گدھے پر سوار کر کے گلیوں میں گھمایا گیا۔

سیر اعلام النبلاء ص ۴۶۳/ج ۱۲/ میں علامہ ذہبی نے اس قصہ کا تذکرہ کیا ہے۔
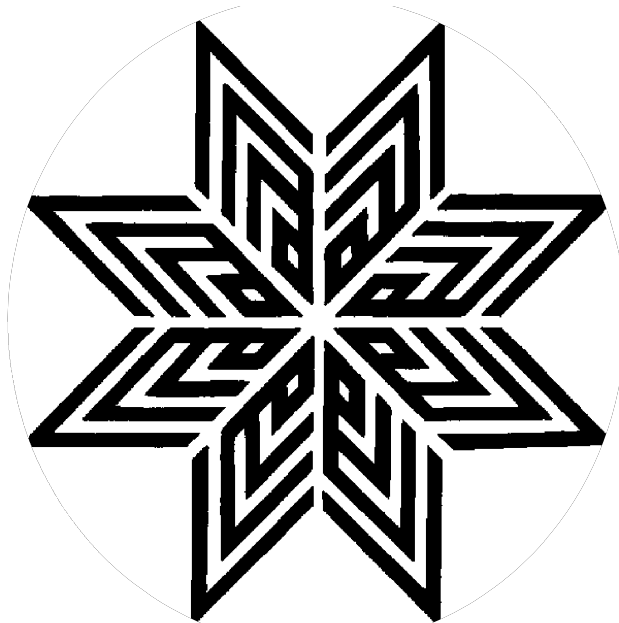
امام بخاریؒ اپنے جلیل القدر استاذ حضرت اسحاق ابن راہویہ کی نظر میں

(۱۶) حاشد ابن اسماعیل کہتے ہیں کہ اسحاق ابن راہویہ فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو! اس نوجوان عالم (محمد ابن اسماعیل) سے سن کر لکھا کرو، اگر یہ نوجوان عالم حسن بصریؒ کے زمانہ میں ہوتا وہ بھی یقیناً ان کے محتاج ہوتے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۱ ج ۱۲﴾

خراسان کے تین بڑے علماء:

(۱۷) علی ابن حجر کہتے ہیں کہ خراسان میں تین بڑے عالم ہیں (۱) ابوزرعہؒ (۲) دارمیؒ (۳) امام بخاریؒ اور میرے نزدیک محمد ابن اسماعیل بخاری ان میں حدیث وفقہ کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۱ ج ۱۲﴾

ابوبکر ابن ابی شیبہ اور محمد ابن عبداللہ ابن نمیر کا قول:

(۱۸) ابوبکر ابن ابی شیبہ اور محمد ابن عبداللہ ابن نمیر دونوں بزرگ محدث فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے محمد ابن اسماعیل جیسا کوئی محدث قوی الحفظ نہیں دیکھا ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۱ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ کے بارے میں ان کے استاذ محمد ابن بشارؒ کا قول:

(۱۹) محمد ابن بشار بندارؒ امام بخاریؒ کے استاذ ہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے سامنے محمد ابن اسماعیل جیسا دوسرا کوئی محدث نہیں آیا، جوان جیسے کمالات رکھتا ہو۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۱ ج ۱۲﴾

ایضاً

(۲۰) حاشد ابن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں بصرہ میں تھا وہاں میں نے شور سنا کہ

محمد ابن اسماعیل بخاری تشریف لا رہے ہیں جب آپ وہاں آ گئے تو محمد ابن بشار بندار نے فرمایا کہ سید الفقہاء آ گئے ہیں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۲ ج ۱۲﴾

ایضاً

(۲۱) محمد ابن بشار کہتے ہیں کہ محمد ابن اسماعیل جب آپ میری احادیث دیکھ لیتے ہو مجھے تب اطمینان ہوتا ہے، ورنہ ڈر لگا رہتا ہے کہ سقیم نہ قرار دیدو۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۱ ج ۱۲﴾

اس سے اندازہ کیجئے کہ امام بخاری کا مقام ''اپنے استاذوں کی نظر میں کتنا وقیع تھا اور وہ اپنے شاگرد کو کیا سمجھتے تھے''۔

ایضاً

(۲۲) محمد ابن یوسف کہتے ہیں کہ ہم لوگ امام بخاری کے ساتھ محمد ابن بشار کے پاس تھے، انہوں نے امام بخاری سے کسی حدیث کے بارے میں معلوم کیا امام بخاری نے جواب باصواب دیا تو انہوں نے فرمایا **ھذاافقه خلق الله فی زماننا** اورامام بخاری کی طرف اشارہ فرمایا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۹ ج ۱۲﴾

حسین ابن حریث کا قول:

(۲۳) ابراہیم ابن خالد مروزیؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عمار حسین ابن حریث کو سنا کہ وہ امام بخاری کی تعریف کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں نے ان جیسا دوسرا نہیں دیکھا گویا وہ تو علم حدیث ہی کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۲ ج ۱۲﴾

علماء وقت کا احترام:

(۲۴) محمود ابن نضر کہتے ہیں کہ میں بصرہ، شام، حجاز، کوفہ گیا تو میں نے وہاں کے علماء

مشائخ کو دیکھا کہ جب امام بخاری کا ذکر ہوتا تھا تو وہ ان کو اپنے اُوپر فضیلت دیتے تھے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۲ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ کی وجہ سے احترام:

(۲۵) محمد ابن یوسف کہتے ہیں کہ میں بصرہ گیا تو وہاں کے محدث عظیم حضرت بندار کے پاس بھی گیا تو انہوں نے مجھ سے معلوم کیا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ تو میں نے کہا کہ خراسان سے، کہا کس جگہ سے؟ بتایا کہ بخاریٰ سے، تو کہا کہ کیا تم محمد ابن اسماعیل بخاری کو جانتے ہو؟ تو کہا کہ میں ان سے قرابت رکھتا ہوں تو یہ سن کر انہوں نے مجھے دوسرے لوگوں پر فوقیت دی اور دوسروں پر ترجیح دینے لگے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۲ ج ۱۲﴾

(۲۶) امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں بصرہ گیا اور وہاں حضرت محمد ابن بشار کی مجلس میں حاضر ہوا تو جب حضرت بندار کی نظر مجھ پر واقع ہوئی تو معلوم کیا کہ تم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا کہ بخاریٰ سے تو کہا کہ اچھا محمد ابن اسماعیل کو کس حال میں چھوڑا وہ کیسے ہیں؟ یہ سن کر میں خاموش رہا لوگوں نے کہا کہ یہی تو محمد ابن اسماعیل بخاری ہیں، یہ سن کر محمد ابن بشار کھڑے ہو گئے اور اٹھکر انہوں نے معانقہ کیا اور ہاتھ پکڑا اور فرمایا مرحباً تم پر تو ہم اتنے زمانہ سے فخر کر رہے ہیں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۲ ج ۱۲﴾

اور یہ بھی فرمایا کہ بصرہ میں ہمارے بھائی ابوعبداللہ، محمد ابن اسماعیل سے زیادہ علم حدیث میں ماہر کامل دوسرا کوئی نہیں آیا اور جب امام بخاری واپس ہونے لگے تو فرمایا کہ اگر جلدی ملاقات نہ ہوئی تو محشر میں انشاءاللہ العزیز ضرور ملاقات ہوگی۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۳ ج ۱۲﴾

سلیم بن مجاہدؒ کا قولؒ:

(۲۷) سُلیم ابن مجاہد کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے ساٹھ سال سے اتنا بڑا افقیہ اور متقی و پرہیز گار اور عابد وزاہد انسان محمد ابن اسماعیل بخاری جیسا دوسرا کوئی نہیں دیکھا۔

﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۲۷ ج ۲﴾

امام بخاریؒ عبداللہ ابن منیر کی نظر میں:

(۲۸) امام بخاریؒ کے استاذ عبد اللہ ابن منیرؒ (ان کا ذکر آگے آئے گا) استاذ ہونے کے باوجود اپنے شاگرد سے استفادہ کیا کرتے تھے اور اس کا برجستہ اظہار بھی کیا کرتے تھے کہ میں محمد ابن اسماعیل کا شاگرد ہوں وہ میرے استاذ ہیں اور ان سے احادیث سن کر لکھا بھی کرتے تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۴ ج ۱۲﴾

اس واقعہ سے شاگرد جلیل کی عظمتِ شان، کمالِ علم، جامعیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور استاذ گرامی کی غایت درجہ تواضع کا بھی پتہ چلتا ہے بالخصوص اس دور میں جبکہ استاذ وشاگرد کے مابین بھی وہ جذبات اور صحیح تعلقات نہ رہے جس سے باطنی فیض ہوتا تھا، نہ شاگردوں کے قلب میں اساتذہ کی عظمت رہی اور نہ اساتذہ کے قلب میں اپنے شاگردوں پر شفقت اور حوصلہ افزائی کا جذبہ رہا، الا ماشاء اللہ۔

ایضاً

(۲۹) انہی عبد اللہ ابن منیر کے اصحاب میں ایک صاحب کسی کام سے بخاریٰ گئے جب واپس ہوئے تو حضرت عبد اللہ ابن منیر نے معلوم کیا کہ وہاں بخاریٰ میں ابوعبد اللہ محمد ابن اسماعیل سے ملاقات ہوئی یا نہیں، کہا کہ نہیں، فرمایا یہاں سے چلے جاؤ، تمہارے اندر کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے جب کہ تم نے بخاریٰ جا کر وہاں کے سب سے

بڑے عالم اور بزرگ محمد ابن اسماعیل سے ملاقات کا شرف حاصل نہ کیا۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۴ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ علماءِ مکہ مکرمہ کی نظر میں:

(۳۰) حاتم ابن مالک ورّاق کہتے ہیں کہ میں نے علماء مکہ کو کہتے سنا کہ امام محمد ابن اسماعیل بخاری ہمارے امام وفقیہ ہیں اور خراسان کے بھی امام وفقیہ ہیں۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۵ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ کے بارے میں ابوحفص کی پیش گوئی:

(۳۱) امام بخاریؒ بچپن میں تحصیل علم کے لئے امام ابوحفص بخاری کے پاس جاتے تھے ایک دن امام ابوحفص بخاریؒ نے فرمایا کہ یہ بچہ لگتا ہے آگے چل کر زبردست عالم ہوگا اور ایک زمانہ میں ان کی بڑی زبردست شہرت ہوگی۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۶ ج ۱۲﴾

چنانچہ ابوحفص کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور امام بخاری اپنے زمانہ کے بہت بڑے اور بہت مشہور محدث ہوئے۔

امام بخاریؒ امام دارمیؒ کی نظر میں:

(۳۲) امام دارمیؒ سے سالم ابن ابی حفصہ کی ایک روایت کے بارے میں معلوم کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو ہم نے محمد ابن اسماعیل کے ساتھ لکھا تھا اور محمد ابن اسماعیل بخاریؒ سالم ابن ابی حفصہ کو ضعیف کہتے تھے، لوگوں نے کہا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ فرمایا محمد ابن اسماعیل بخاری مجھ سے زیادہ حدیث میں نظر وبصیرت رکھتے ہیں۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۶ ج ۱۲﴾

ایضاً

(۳۳) سلیمان ابن مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ ابن عبد الرحمٰن سمرقندی

سے امام بخاری کے بارے میں معلوم کیا تو کہا کہ محمد ابن اسماعیل ہم میں سب سے بڑے عالم اور ماہرِ حدیث ہیں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۶ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ آیۃ من آیات اللہ تھے:

(۳۴) ابوالطیّب حاتم ابن منصور کہتے ہیں محمد ابن اسماعیل بخاری علم وعمل میں آیت من آیات اللہ تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۷ ج ۱۲﴾

امام بخاری کی فضیلت:

(۳۵) ابوعمرو المستنیر ابن عتیق کہتے ہیں کہ میں نے رجاء الحافظ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ محمد ابن اسماعیل کی فضیلت علماء پر ایسی ہے جیسا کہ رجال کو نساء پر فضیلت حاصل ہے اور کہا کہ وہ اللہ کی نشانیوں میں ایک نشانی ہیں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۷ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ حضرت قتیبہ ابن سعید بغلانی کی نظر میں:

(۳۶) حضرت قتیبہؒ امام بخاریؒ کے استاذ وشیخ ہیں انہوں نے ایک مرتبہ امام بخاری سے فرمایا کہ تم میری وہ احادیث دیکھ لیتے جو میں نے سفیان ابن عیینہ سے لکھی تھیں تاکہ مجھے خطاء سے اطمینان ہو جاتا، اس لئے کہ ازدحام کثیر ہوتا تھا اور لوگ لکھنے کے بعد اپنی کتابوں کو پیش کرتے تھے اور میں ایسا نہیں کرسکا، امام بخاری نے یہ کام شروع فرمادیا ہر دن دیکھا کرتے تھے اور خطاء پر علامت ونشان لگادیا کرتے تھے۔

امام بخاری نے حضرت قتیبہ کے سامنے ایک دن ایک حدیث کی غلطی بتائی تو انہوں نے فرمایا کہ وہ صحیح ہے اور اس پر یحییٰ ابن معین اور امام احمد ابن حنبل کی علامت ہے میں تو اس کو بدل نہیں سکتا ہوں اور اہلِ بغداد نے مجھے اسی طرح لکھا ہے۔

امام بخاری نے فرمایا کہ یہ حدیث میں نے دوسرے بزرگوں سے دوسرے انداز سے لکھی ہے وہ صحیح ہے اور چند محدثین کے نام لئے تو حضرت قتیبہ نے امام بخاری کی بات تسلیم کی اوران کی تحقیق قبول فرمائی۔

اور حضرت قتیبہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس ساری دنیا سے علمِ حدیث حاصل کرنے کے لئے طلبہ آئے مگر محمد ابن اسماعیل جیسا کوئی نہیں آیا۔

نیز حضرت قتیبہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر محمد ابن اسماعیل حضرات صحابہ کے دور میں ہوتے تو ایک بہت بڑے مقام پر فائز ہوتے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ محمد ابن اسماعیل صدق وصفا میں ایسے تھے جیسے حضرات صحابہ میں حضرت فاروق اعظمؓ تھے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۳۱ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ کا اکابر کی زیارت کے لئے جانا:

(۳۷) محمد ابن یوسف کہتے ہیں کہ زکریا لؤلؤیؒ اور حسن ابن شجاع بلخی جیسے اکابر، اعلامِ حدیث بھی امام بخاریؒ کے ساتھ ان کی تعظیم واکرام میں مشائخ کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۸ ج ۱۲﴾

اسحاق ابن راہویہؒ کی نظر میں امام بخاریؒ کی عظمت:

(۳۸) حاشد ابن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے اسحاق ابن راہویہؒ کو تخت پر بیٹھے دیکھا اوران کے ساتھ برابر میں امام بخاری بیٹھتے اور سنتے تھے۔

حضرت نے ایک روایت بیان کی **حدثنا عبد الرزاق الخ** امام بخاری نے اس پر نکیر کی تو امام اسحاق کو امام بخاریؒ کی بات تسلیم کرنی پڑی۔

امام اسحاق اپنے نوجوان شاگرد کی عظمت کا برجستہ اظہار فرمایا کرتے تھے **ھو**

ابصر منی کہتے رہتے تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۹ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ عمر ابن زرارہ اور محمد ابن رافعؒ کی نظر میں:

(۳۹) حاشد ابن اسماعیل فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو ابن زرارہ، محمد ابن رافع کو دیکھا (جو دونوں بڑے محدث تھے) کہ امام بخاریؒ سے عللِ حدیث کے بارے میں معلومات کررہے تھے، جب وہ ان کے پاس سے کھڑے ہوکر چلے گئے تو ان دونوں نے حاضرین سے فرمایا کہ اس نوجوان کی قدر کو سمجھو یہ حدیث اور فقہ میں ہم سے بڑھا ہوا ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۹ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ کا علمی مقام:

(۴۰) سُلیم ابن مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام وکیع اور سفیان ابن عیینہ اور ابن المبارک جیسے اکابر زندہ ہوتے تو یہ سب امام محمد ابن اسماعیل بخاری کے محتاج ہوتے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۹ ج ۱۲﴾

امام عبداللہ ابن عبدالرحمٰن الدارمیؒ کا قول:

(۴۱) امام دارمیؒ نے فرمایا کہ میں نے حجاز و عراق کے علماء کی زیارت و ملاقات کی مگر محمد ابن اسماعیل سے زیادہ جامع عالم دوسرا نہیں دیکھا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۳۲ ج ۱۲﴾

اسماعیل ابن ابی اویس کی رائے:

(۴۲) امام بخاریؒ کے استاذ ہیں مگر اپنے شاگرد کی عظمت تسلیم کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ محمد ابن اسماعیل میری کتابوں پر نظر ثانی کردو، یہ کام اب میں نہیں کرسکتا ہوں اور میں زندگی بھر تمہارا مشکور و ممنون رہوں گا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۹ ج ۱۲﴾

اسماعیل ابن ابی اویس یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس قدر مجھ سے فائدہ محمد ابن

اسماعیل نے اٹھایا اتنا کسی دوسرے نے نہیں اٹھایا اور انہوں نے مجھے بھی فائدہ پہنچایا میری کتابوں کی تجدید کردی۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۳۰ ج ۱۲﴾

امام دارمیؒ کا امام بخاریؒ سے استفادہ کرنا:

(۴۳) مشکل احادیث میں امام بخاریؒ سے استفادہ کرتے تھے، حاشد ابن اسماعیل کہتے ہیں کہ امام دارمی مجھے مشکل احادیث دیدیتے اور کہتے کہ امام بخاری سے معلوم کرو مگر ان کو اس کا علم نہ ہونا چاہئے کہ کون معلوم کرا رہا ہے مگر جب میں ان کے سامنے پیش کرتا تو وہ پہچان جاتے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۳۰ ج ۱۲﴾

حاکم کا قول:

(۴۴) امام ابو عبداللہ حاکم نے فرمایا کہ محمد ابن اسماعیل بخاری محدثین کے امام ہیں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۳۱ ج ۱۲﴾

ابن خزیمہ کا قول:

(۴۵) امام ابن خزیمہ نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے احادیث رسول ﷺ کو جاننے اور یادرکھنے والا امام بخاری سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہیں ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۳۱ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ کے سامنے امام مسلم کی حیثیت:

(۴۶) محمد ابن یعقوب حافظ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے امام مسلم کو امام بخاری سے حدیث کے بارے میں اس طرح سوال کرتے ہوئے سنا جس طرح کہ ایک بچہ اپنے بڑے استاذ سے سوال کیا کرتا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۳۲ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ کا بصرہ ورود مسعود اور مجلسِ درس:

(۴۷) حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ جب آپ بصرہ تشریف لائے تو لوگوں نے بیحد قدر دانی کی اور لوگ طلبِ حدیث میں آپ کے پیچھے پیچھے دوڑتے تھے اور ہزاروں لوگ احادیث سننے کے شوق میں جمع ہو جاتے تھے امام بخاری اس وقت بالکل نوجوان تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۳۷ ج ۱۲﴾

بغداد میں درسِ حدیث:

امام بخاریؒ نے بغداد میں بھی پڑھایا، ابوعلی صالح ابن محمد جزرہ کہتے ہیں کہ امام محمد ابن اسماعیل بخاریؒ بغداد میں درس دیتے تو آپ کی مجلس درس میں ۲۰/ ہزار سے زیادہ افراد شرکت کیا کرتے تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۳۳ ج ۱۲﴾

محمد ابن عبدالرحمٰن فقیہ دغولی کہتے ہیں کہ اہلِ بغداد نے امام بخاری کو لکھا تھا ؎

المسلمو ن بخير مابقيتَ لهم

وليس بعدَک خير حين تُفْتَقَدُ

(مسلمان بخیر وسلامت رہیں گے جب تک کہ آپ باقی وحیات ہیں) اور آپ کے بعد کوئی خیر نہیں رہے گی جب کہ ''آپ مفقود ہو جاؤ گے'' یعنی دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۳۴ ج ۱۲﴾

عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابوحاتم کو دیکھا کہ احمد ابن سیّار مؤرخ کی خوب تعریف کیا کرتے تھے۔

انہوں نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ محمد ابن اسماعیل بخاری نے علم حدیث حاصل کیا، علماء سے ملاقات کی اور رحلت وسفر کی صعوبتیں اُٹھائیں، مہارت وبصیرت حاصل کی

اور عمدہ طریقہ پر احادیث کو حفظ کیا اور بہت بڑے فقیہ بنے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۳۴ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ نے حجاز، عراق، خراسان، ماوراء النہر میں درس دیا اور وہاں کے لوگوں نے آپ سے احادیث سنیں اور لکھیں حالانکہ آپ نوجوان عالم تھے۔

﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۱۵ ج ۲﴾

امام بخاریؒ کا نیشاپور تشریف لانا:

حضرت امام المحدثین نے جب نیشاپور کا قصد فرمایا تو وہاں کے لوگ شرف ملاقات وزیارت کے لئے بیحد مشتاق ہوگئے اور چار ہزار افراد نے شہر سے باہر آپ کا استقبال کیا جو گھوڑوں پر سوار تھے، ان کے علاوہ جو خچروں اور گدھوں پر سوار تھے اور پیدل تھے وہ ایک بہت بڑی تعداد میں الگ تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۳۷ ج ۱۲﴾

نیشاپور علماء، صلحاء، محدثین، فقہاء، صوفیاء کا شہر اور قیام گاہ تھا، وہاں بڑے بڑے محدثین موجود تھے، ان میں شیخ محمد ابن یحییٰ ذہلی کا بہت زیادہ چرچا اور شہرہ تھا، وہ اپنے دور کے محدث اور امام مانے جارہے تھے، جب ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ جاکر ان سے استفادہ کرو۔

چنانچہ لوگوں نے نو وارد امام کی طرف خوب التفات کیا اور امام بخاری تھے ہی اس قابل کہ جہاں جاتے مرجع خلائق بن جاتے، لوگ سب کو بھول جاتے اور امام بخاری سب پر چھا جاتے دوسرے علماء محدثین کے حلقے پھیکے پڑ جاتے۔

یہاں بھی ایسا ہی ہوا محمد ابن یحییٰ ذہلی کا حلقۂ درس پھیکا پڑ گیا اور مجلس کی رونق چلی گئی اور لوگ امام بخاری کے یہاں جمع ہونے لگے۔

طبقات الشافعیہ ص ۲۲۸ /ج ۲ /میں لکھا ہے کہ یہ دیکھ کران کو حسد ہونے لگا اور انہوں نے امام بخاری کے بارے میں کلام کرنا شروع کر دیا جس سے کہ لوگ بدظنی میں مبتلا ہو جائیں اور ان کی طرف سے ہٹ جائیں۔

اس کے لئے انہوں نے مسئلہ خلق قرآن کو اُٹھایا، یہ اس دور کا معرکۃ الآراء مسئلہ تھا اور اسمیں بڑے بڑے اعلامِ امت کا امتحان ہو چکا تھا، کہا کہ ان سے یہ مسئلہ معلوم کرو کیا کہتے ہیں، چنانچہ اگلے روز جب امام بخاری کا حلقۂ درس گرم ہوا اور لوگ کثیر تعداد میں جمع تھے تو ایک شخص نے یہ مسئلہ معلوم کیا کہ اے ابوعبداللہ! اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو امام بخاریؒ نے اعراض فرمایا، اس نے پھر پوچھا، امام نے پھر اعراض کیا، اس نے پھر پوچھا تو امام بخاری نے التفات فرمایا اور کہا **القرآن کلام اللّٰہ غیر مخلوق، وافعال العباد مخلوقة والامتحان بدعة** کہ قرآن اللہ پاک کا کلام غیر مخلوق ہے اور ہمارے افعال (قرأت) مخلوق وحادث ہیں اور امتحان لینا بدعت ہے۔

اس پر لوگوں نے شور وشغب کر دیا اور لوگ ان کے پاس سے جدا ہونے شروع ہو گئے، نتیجہ یہ نکلا کہ امام بخاری اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔

اور ان کے کلام کا مطلب غلط کر کے پھیلا دیا گیا جس سے لوگوں میں ان سے بدظنی پیدا ہو گئی اور ان کی صحیح مراد کو چھپا لیا گیا۔

امام فرماتے ہیں کہ میرا مطلب ایسا نہیں تھا مگر پروپیگنڈہ کی دنیا چھا گئی اور حقیقت کو دبا دیا گیا، اللہ پاک کی پناہ حسد ایسی بُری بلاء ہے۔

امام بخاری نے فرمایا **لفظی بالقران مخلوق** یعنی میرا تلاوت کرنا قرآن کریم کی مخلوق ہے، کیونکہ یہ ہمارا فعل ہے اور افعالِ عباد مخلوق ہیں، حادث ہیں اور کلامِ الٰہی جو

صفت ہے باری تعالیٰ کی وہ قدیم ہے ازلی ہے۔

خود محمد ابن یحییٰ ذہلی بھی ایسا ہی سمجھتے تھے کیونکہ اگر وہ یہ سمجھتے کہ الفاظ جو شفتین سے نکلتے ہیں قدیم ہیں تو یہ خود ایک بڑا خطرناک مسئلہ ہو جاتا اور ان کے بارے میں ایسی ناسمجھی کی بات کا تصور نہیں ہوسکتا ہے۔

باوجود اس کے وہ یہ کہتے تھے کہ ایسا کہنے والا بدعتی ہے اور اس لائق نہیں ہے کہ اس کے پاس بیٹھا جائے اور اس سے کلام کیا جائے اور جو قرآن کریم کو مخلوق جانے وہ کافر ہے، انہوں نے اس بارے میں وہ مراد لیا جو امام احمدؒ نے مراد لیا تھا کہ اس بارے میں زیادہ غور وفکر کرنا اچھا نہیں ہے۔ ﴿طبقات الشافعیہ ص۲۳۰ ج ۲﴾

علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ اس قول کو لیکر محمد ابن یحییٰ ذہلی نے کہنا شروع کر دیا کہ بخاری کا قول خطرناک ہے، اور جہمیہ سے بھی برا ہے۔

احمد ابن سلمہ کہتے ہیں کہ میں امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے ان سے کہا کہ یہ شخص اس شہر میں جو لوگوں کے درمیان مقبول ہے اسطرح کا پروپیگنڈہ کر رہا ہے، اور ہم اس کو سمجھانے سے قاصر ہیں، یہ سن کر امام بخاریؒ نے اپنی داڑھی پر ہاتھ رکھا، افسوس کی حالت میں اور کہا **افوض امری الی اللہ ، ان اللہ بصیر بالعباد** ، یا اللہ آپ جانتے ہیں کہ میرا نیشا پور میں کوئی خاص مقصد نہیں تھا، کہ یہاں بڑائی یا عزت وشہرت، یا حصول مال کیلئے آیا ہوں بلکہ میں نے اپنے وطن میں مخالفین کی وجہ سے جانا پسند نہیں کیا بس یہ بات ہے اور کچھ نہیں ہے، اور یہ شخص میرے علم کی وجہ سے بلاوجہ مجھ سے حسد کر رہا ہے اور میں یہاں سے نکل چلا جاؤں گا۔

پروپیگنڈہ اتنا زبردست ہو چکا تھا کہ سب لوگوں نے امام بخاریؒ کا ساتھ

چھوڑ دیا اور مشایعت کرنے کیلئے سوائے میرے اور کوئی ساتھ نہ نکلا۔

پورے شہر کے علماء میں صرف حضرت امام مسلم قدس سرہ نے آپ کا ساتھ دیا اور جب محمد ابن یحییٰ ذہلی اور امام بخاریؒ کے درمیان یہ نفرت کا قضیہ رونما ہو گیا تو امام مسلمؒ نے چادر اُٹھائی اور محمد ابن یحییٰ ذہلی کے پاس سے نکل گئے اور جو کچھ ان سے سنا تھا وہ سب ان کو واپس کر دیا اور امام بخاریؒ کے ہم مسلک ہو کر ان کی طرح کہنے لگے اور آخر تک امام بخاریؒ سے محبت اور عقیدت کا تعلق رکھا اور بہت زیادہ احترام فرمایا کرتے تھے۔

محمد ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ ایک شخص امام بخاری قدس سرہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ حضرت فلاں شخص آپ کو کافر کہہ رہا ہے، فرمایا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: **اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہ احد ھما** جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے، اگر وہ مستحق کفر نہیں ہوتا جس کو کہا گیا ہے تو کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

بہت سے حضرات امام بخاری کو یہ کہتے کہ حضرت فلاں فلاں یہ کہہ رہا ہے فرماتے کہ اللہ پاک فرماتے ہیں **وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهِ** ان آیات سے تردید فرماتے، لوگ کہتے کہ آپ ان پر بددعا فرما دیجئے جو آپ پر ظلم کر رہے ہیں اور غلط تہمتیں لگا رہے ہیں، فرماتے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرو گے، اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے ظالم پر بددعا کرتا ہے اس نے اس سے ایک طرح کا بدلہ وصول کر لیا لہذا میں ایسا نہیں کرتا اللہ پاک ہی کے حوالہ کرتا ہوں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۶۲ ج ۱۲﴾

مسئلہ خلقِ قرآن:

اس مسئلہ میں امام بخاری قدس سرہ سے قبل امام احمد ابن حنبل قدس سرہ پر آزمائش

آ چکی تھی مگر حضرت امام احمد ابن حنبل نے جس زبردست صبر وتحمل کا مظاہرہ فرمایا تھا اس کی برکت سے اہل حق کی فتح ہوگئی تھی اور حضرت امام احمد ابن حنبل کی مقبولیت اس درجہ پہنچی کہ امامت کا مقام حاصل ہوگیا اور فرمانِ باری تعالیٰ وَجَعَلْنَا هُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ کا مصداق بن گئے تھے اور معتزلہ جو قرآن کریم کے مخلوق ہونے کے قائل تھے ان کا مسلک باطل قرار پایا تھا اور ختم ہوگیا، امام بخاریؒ اور محمد ابن یحییٰ ذہلیؒ سب اہل حق تھے اور سب کا مسلک ایک ہی تھا کہ قرآن کریم کلام الٰہی غیر مخلوق ہے مگر پھر بھی حسد نے یہ سب گل کِھلائے ، اللہ پاک سبکو معاف فرمائے وہ بھی بڑے آدمی تھے نیک صالح آدمی تھے، حضرت امام بخاریؒ کے قول کو معتزلہ کے عقیدہ کے رنگ میں پیش کیا گیا حالانکہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب بخاری شریف میں معتزلہ کی بہت تردید فرمائی ہے، اور اہل سنت والجماعت کے مسلک و مذہب کو بہت مدلل فرمایا ہے، مگر یہ فرماتے کہ ہماری قرأت اور کتابت یہ ہمارے افعال ہیں اور ہم مخلوق ہیں اسی طرح ہمارے افعال بھی مخلوق اور حادث ہیں۔

ہماری حرکات ، اصوات ، تلاوت ، کتابت مخلوق ہیں اور وہ قرآن جو تلاوت کیا جاتا ہے سینوں میں محفوظ ہے، لوح محفوظ میں موجود ہے صفتِ باری تعالیٰ ہے ازلی اور قدیم ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۵۵ ج ۱۲﴾

حضرت امام بخاریؒ کی نماز:

مؤرخ بخاریٰ غنجار لکھتے ہیں کہ بکر ابن منیر نے کہا ہے کہ محمد ابن اسماعیل بخاریؒ ایک رات نماز میں مشغول تھے بچھوّ نے ۱۷ بار ڈنک مارا، جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا دیکھو کس چیز نے مجھے کاٹا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۱ ج ۱۲﴾

طبقات الشافعیہ میں ہے کہ نہ حضرت نے نماز توڑی اور نہ متغیر ہوئے بدستور نماز میں مشغول رہے۔ ﴿طبقات الشافعیہ ص۲۲۳ ج ۲﴾

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام کی نماز میں کتنا استغراق وانہماک ہوتا تھا اور کس قدر لذت ومحویت کا عالم طاری رہتا تھا، نماز کی لذت نے تکلیف کو بھلا دیا، اسی قصہ کو مزید بیان کرتے ہوئے محمد ابن ابی حاتمؒ لکھتے ہیں کہ امام محمد ابن اسماعیل بخاری کو ایک باغ میں بلایا گیا، جب آپ نے اپنے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھادی تو سنن کے بعد نوافل میں مشغول ہوگئے، جب آپ نماز سے فارغ ہوگئے تو آپ نے اپنے بعض احباب سے فرمایا دیکھو میری قمیص کے نیچے کیا ہے، تو ایک بچھو تھا جس نے ۱۶ر۱۷ر جگہ ڈنک مارا تھا، تو بعض احباب نے کہا کہ حضرت آپ نے نماز کیوں نہ توڑ دی شروع ہی میں جب اس نے ڈنک مارا تھا؟ حضرت نے فرمایا کہ میں نے ایک سورت شروع کر رکھی تھی میں نے اس کو چھوڑ نا پسند نہیں کیا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۴۲ ج ۱۲﴾ ﴿تاریخ دمشق ص۲۷ ج ۲۲﴾

حضرت امام بخاریؒ اتنی علمی مشغولیات کے باوجود ہمیشہ تہجد پڑھا کرتے تھے جو اس بات کی بڑی دلیل ہے کہ آپ عابد وزاہد، ولی کامل، متبع رسول محدث تھے۔

حضرت امام بخاریؒ کا تہجد پڑھنا:

سخت سردی کا زمانہ ہوتا یا بارش وغیرہ کا، سفر ہو یا حضر ہر حال میں امام بخاریؒ تہجد پڑھا کرتے تھے اور رات کے وقت خود بیدار ہوتے مگر اپنے خادم کو بیدار نہ کرتے ،محمد ابن ابی حاتم ورّاق کہتے ہیں کہ حضرت امام بخاری قدس سرہ تہجد کی مستقلا تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے اور میں سفر میں حضرت کے ساتھ ہوا کرتا تھا تو آپ مجھے بھی بیدار نہ کرتے تھے، میں نے عرض کیا کہ آپ خود ہی بہت تکلیف اُٹھاتے ہیں کسی کام کے لئے

مجھ کو بیدار نہیں کرتے ہیں، تو فرماتے کہ تم ابھی نو جوان ہو میں تمہاری نیند کو خراب نہیں کرنا چاہتا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۱ ج ۱۲﴾

اس واقعہ سے جہاں امام بخاریؒ کی عبادت کا اندازہ ہوتا ہے وہیں اُن کے اخلاقِ عالیہ کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے، اللہ پاک ان کے درجات کو بہت بلند فرمائے اور ہمیں بھی ان جیسی عبادت، علم واخلاق عطا فرمائے۔

امام بخاریؒ کا غیبت سے اجتناب کرنا:

غیبت جس پر قرآن کریم نے بہت سخت وعید بیان کی ہے اور اس کو اپنے مردہ حقیقی بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر فرمایا ہے اور اس کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے اور روایت میں اس کو زنا سے سخت بتایا گیا ہے، اور آج بہت کم لوگ ہیں جو اس مرض سے اجتناب و پرہیز کرتے ہوں گے، مگر حضرت امام بخاریؒ نے اتنے سخت حالات آنے کے باوجود بھی کسی کی غیبت نہیں کی، یہ بہت اُونچا مقام ہے جو امام کو حاصل تھا، محمد ابن ابی حاتم ورّاق کہتے ہیں کہ امام بخاری نے مجھ سے فرمایا کہ اس بارے میں آخرت میں میرا کوئی خصم اور مقابل نہ ہوگا، میں نے کسی کی غیبت کبھی نہیں کی، میں نے کہا کہ آپ نے اپنی ''**کتاب التاریخ**'' میں جو بہت سے لوگوں پر نقد کیا ہے اس میں تو لوگوں کی غیبت ہے، فرمایا کہ وہ تو میں نے دوسروں کے اقوال نقل کئے ہیں میں نے اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہا ہے اور رسول ﷺ نے فرمایا تھا **بئس مولی العشیرۃ یابئس اخ العشیرۃ** ایک شخص کے بارے میں پوری روایت اسطرح ہے کہ ایک بار ایک شخص نے آپ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو فرمایا **بئس اخ العشیرۃ** قبیلہ کا برا آدمی ہے مگر اجازتِ ملاقات دیدی اور جب وہ آ گیا تو بہت اچھی طرح باتیں کی، اسپر حضرت

عائشہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے پہلے تو ایسا فرمایا اور بعد میں جب وہ آ گیا تو خوب اچھی طرح گفتگو کی، فرمایا وہ برا ہے تو میں کیوں برا بنوں، وہ شخص برا ہے جس کو لوگ اس کے شر سے بچنے کیلئے ترک کر دیں۔ بخاری، ترمذی میں یہ روایت موجود ہے۔

امام بخاریؒ کا تقویٰ و پرہیز گاری:

کوئی بھی عالم اور ولی تقویٰ کے بغیر صاحب کمال نہیں بن سکتا ہے، تقویٰ ہی سے انسان عروج پر پہنچتا ہے۔

اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کی تعریف کرتے ہوئے اس وصف کا خاص طور پر تذکرہ فرمایا ہے اور بار بار اس کی تاکید فرمائی ہے، اللہ پاک نے متقین کے لئے سعادت دنیویہ اور کرامت اخرویہ کے تعلق سے ۱۲/انعامات کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۱) تقویٰ کو اللہ پاک نے بڑے کاموں میں سے شمار فرماتے ہوئے تعریف کی قال اللہ تعالی وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر کہ اگر صبر کرو اور تقوی سے کام لو تو یہ بڑے حوصلہ کی بات ہے۔

(۲) تقویٰ کی وجہ سے منجانب اللہ حفاظت ہوتی ہے قال اللّٰہ تعالی: وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَایَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئاً کہ اگر تم صبر کرو اور تقوی سے کام لو تو کفار و فجار کے مکر و فریب اور غلط تدبیریں تم کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔

(۳) تقویٰ سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُحْسِنُوْنَ بیشک اللہ پاک ان لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں (مدد و تائید) کے ساتھ جو ان سے ڈرتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں۔

(۴) تقوی کی برکت سے رزق کی دشواریاں دُور ہوتی ہیں، جیسا کہ اللہ پاک نے

ارشادفرمایا وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجاً وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِب جوحق تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ پاک اس کیلئے پریشانیوں سے نکلنے کے لئے راستہ نکال دیتے ہیں اور اس کواسطرح رزق عطافرماتے ہیں جس کااس کوگمان بھی نہیں ہوتا ہے۔

(۵) تقویٰ کی برکت سے انسان کے سب کام درست ہوجاتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْااتَّقُوااللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلاًسَدِیْداً یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ کہ اے ایمان والو! اللہ پاک سے ڈرواور سچی بات کہواللہ پاک تمہارے سارے کام صحیح اوردرست کردیں گے۔

(۶) تقویٰ کی برکت سے گناہوں کی معافی ہوجاتی ہے اللہ پاک فرماتے ہیں وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ کہ اللہ پاک تمہارے گناہوں کومعاف فرمادیں گے۔

(۷) تقویٰ کی برکت سے اللہ پاک کی محبت حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْن کہ اللہ پاک متقی حضرات سے محبت کرتے ہیں۔

(۸) تقوی کی برکت سے اعمال کی قبولیت ہوتی ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْن بیشک اللہ پاک متقی حضرات کے اعمال قبول فرماتے ہیں۔

(۹) متقی حضرات کااکرام واعزاز ہوتاہے، اللہ پاک فرماتے ہیں اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ بیشک تم میں سب سے زیادہ قابل اکرام اللہ پاک کے یہاں وہ ہوگا جوتم میں زیادہ متقی ہوگا۔

(۱۰) ''موت کے وقت بشارت حاصل ہوتی ہے'' اللہ پاک فرماتے ہیں اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْآخِرَۃِ وہ لوگ جو ایمان اورتقویٰ اختیار کئے ہوئے تھے ان کو دنیا میں بھی بشارت حاصل ہوتی ہے اور

آخرت میں بھی بشارت حاصل ہوگی۔

(۱۱) نجات تقویٰ کے ساتھ وابستہ ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا پھر ہم ان کو نجات دیں گے جو اللہ پاک سے ڈرتے تھے۔

(۱۲) ''جنت میں دائمی نعمتیں متقیوں ہی کو حاصل ہوں گی'' اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازاً حَدَآئِقَ وَاَعْنَاباً الخ بیشک متقی حضرات کے لئے کامیابی ہے اور باغات ہوں گے اور انگور ہوں گے۔

امام بخاری کے تقویٰ کے واقعات:

حضرت امام بخاری قدس سرہ کے والد ماجد بہت بڑے مالدار، غنی ومتمول آدمی تھے اور دولت کی کثیر مقدار چھوڑ کر فوت ہوئے تھے امام کو اپنے والد ماجد کے ترکہ میں سے کافی دولت ملی تھی مگر وہ تمام دولت آپ نے فی سبیل اللہ طلب علم میں خرچ کی حتی کہ بعض اوقات امام کو فاقہ کی وجہ سے گھاس کھانے کی نوبت آ گئی تھی۔ ﴿فضل الباری ص ۶۵ ج ۱﴾

سوال سے احتراز اور نُصرتِ الٰہی:

علامہ شمس الدین الذہبیؒ سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۸ رج ۱۲ رمیں بحوالہ محمد ابن ابی حاتم لکھتے ہیں کہ میں نے امام بخاری کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس درمیان میں کہ میں اپنے استاذ وشیخ حضرت آدم ابن ابی ایاس کے پاس علم میں مشغول تھا میرے پاس سے خرچے ختم ہوگئے اور مجھے گھاس کھا کر گذارہ کرنا پڑا مگر میں نے اپنی حالت کا کسی سے اظہار نہیں کیا، جب تین روز اسی حالت میں گزر گئے تو رات میں ایک شخص آیا جس کو میں جانتا نہ تھا اس نے مجھے ایک دینار کی تھیلی دی اور یہ کہکر چلا گیا کہ اس کو اپنے اوپر خرچ کرلیا کرو۔

حسین ابن محمد سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری قدس سرہ کے اندر تین بڑی ممتاز

صفات ہیں ان عمدہ دیگر صفات کے ساتھ جو وہ اپنے اندر رکھتے تھے۔

(۱) قلیل الکلام تھے۔

(۲) لوگوں کے مال و دولت پر ان کی نظرِ طمع بالکل نہ تھی، وہ مستغنی آدمی تھے۔

(۳) وہ لوگوں کی طرح مختلف معاملات میں اپنا وقت خراب نہ کرتے تھے، ان کی تمام مشغولیات علم کے سلسلہ میں ہوتی تھیں، **کل شغله کان فی العلم** ۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۸ ج ۱۲﴾

بغیر تنخواہ کے خدمتِ حدیث:

سلیم ابن مجاہد کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ خالص اللہ پاک کی رضاء جوئی کے لئے لوگوں کو علم حدیث کی تعلیم دیا کرتے تھے، اس تعلیم پر وہ لوگوں سے کچھ لیا نہیں کرتے تھے اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں نے امام بخاریؒ جیسا فقیہ اور محدث اور بزرگ تقویٰ و پرہیز گاری میں کامل انسان نہیں دیکھا اور آپ بڑے عابد و زاہد ولی انسان تھے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۹ ج ۱۲﴾

حضرت الامام قدس سرہ العزیز کا مزید تقویٰ، حسنِ نیت، صدقِ عزیمت اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بار امام کی خدمت میں کچھ ہدایا پیش کئے گئے، ایک تاجر نے حاضر ہو کر ان ہدایا کو خریدنے کی خواہش ظاہر کی اور پانچ ہزار درہم نفع کے لگائے، امام نے فرمایا کل آؤ اس وقت سوچ کر جواب دوں گا، وہ تاجر چلا گیا امام نے اپنے دل میں ارادہ کرلیا تھا کہ اس معاملہ کو قبول کرلوں گا اس کے بعد ایک دوسرا تاجر آیا اور اس نے دس ہزار درہم نفع کے لگائے۔

ظاہر ہے کہ فتوی کے اعتبار سے امام پر کوئی پابندی نہیں تھی، کیونکہ آنے والے تاجر

سے کوئی معاملہ صراحۃً طے نہیں ہوا تھا امام نے صرف یہ فرمایا تھا کہ کل آنا، تب جواب دُوں گا ۔مگر دل میں اس کے ساتھ معاملہ کرنے کے لئے ارادہ ہو گیا تھا، اس وجہ سے آپ نے دوسرے تاجر سے معذرت فرمادی حالانکہ آپ کو نفع میں پانچ ہزار درہم زیادہ مل رہے تھے یہ آپ کا کمال تقویٰ ہے۔اور فرمایا **لاأحب ان انقض نیتی۔** ﴿تاریخ دمشق ص ۲۸ ج ۲۲﴾

اور یہ صرف اسوجہ سے کہ اعمال کا ایک وجود مخفی طور پر عنداللہ نیت سے ہو جاتا ہے اگرچہ اس پر فقہی احکام مرتب نہیں ہوتے ہیں، اس دقیق تحقیق کی بناء پر امام بخاریؒ نے اپنے آپ کو اللہ پاک کے سامنے کاذب ہونے سے بچایا۔

سبحان اللہ! حضرت امام قدس سرہ کی نظر کس قدر دقیقہ رس تھی اگرچہ یہ چیز لوگوں سے مخفی ہے۔ ﴿فضل الباری ص ۶۶ ج ۱﴾۔

حضرت علامہ ذہبیؒ نے بھی اس قصہ کو لکھا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۷ ج ۱۲﴾

قرض خواہ کے ساتھ رحم دلی کا معاملہ:

علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ آپ کا ایک صاحب کے ذمہ ۲۵ / ہزار روپیہ بطور قرض تھا، مگر وہ بہت تنگ کرتا تھا اور ادھر ادھر بھاگتا رہتا تھا، دوسرے حضرات نے امام صاحب سے بارہا کہا کہ ہم اس کو پکڑ لیں اور اس کے لئے فلاں فلاں اس دور کے حکام وسلاطین سے بات کریں گے اور ہم نے حضرت کو بتائے بغیر جب اس کے بارے میں حکام وسلاطین سے بات کی اور سختی کرانی چاہی تو حضرت نے منع فرمادیا اور اس کو بہت سہولت دیدی کہ تم ہر سال صرف دس درہم دیدیا کرو، اللہ اکبر! امام بخاری کا تقویٰ کتنا تھا اور اخلاق کس قدر وسیع تھے، ۲۵ / ہزار درہم میں کتنے حضرت کو وصول ہوئے ہوں گے اللہ ہی جانتے ہیں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۶ ج ۱۲﴾

حضرت امام بخاری قدس سرہ ایک صاحب کے مکان میں بطور کرایہ دار رہتے تھے اور کافی زمانہ رہے مگر فرماتے تھے کہ میں نے کبھی اس کی دیوار اور زمین میں سے کچھ لیکر استنجے کی ضرورت پوری کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا اس بات کا خیال رکھا کہ مکان دوسرے کا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۷ ج ۱۲﴾

بیع میں تقویٰ:

حضرت امام کو باندی کی ضرورت تھی آپ ایک صاحب کو ساتھ لیکر باندیاں دیکھنے گئے وہاں خوبصورت سے خوبصورت باندیاں تھیں مگر ایک باندی جو صورت وشکل میں زیادہ اچھی نہ تھی آپ نے اس کو دیکھا اور دیکھتے ہوئے آپ کا ہاتھ اس کی ٹھوڑی پر لگ گیا۔

آپ نے ساتھی سے فرمایا کہ اسی کو خرید لو، ساتھی نے کہا کہ دوسری اور باندی خوبصورت اور کم قیمت کی بھی موجود ہیں، مگر حضرت امام نے اسی کو خریدا اور فرمایا اب یہ بات مناسب معلوم نہیں ہوتی جب اس کو مس کر لیا گیا تو اب اسی کو خریدنا ہے، چنانچہ اسی باندی کو خریدا گیا حالانکہ آپ کو قیمت زیادہ ادا کرنی پڑی۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۷ ج ۱۲﴾

اعلیٰ درجہ کی قناعت وصبر:

عمر ابن حفص الاشقر کہتے ہیں کہ ہم لوگ محمد ابن اسماعیل کے ساتھ بصرہ میں محدثین کے پاس علم سیکھتے تھے اور لکھتے تھے اچانک محمد ابن اسماعیل چند روز ہمیں نظر نہ آئے ہم نے ان کو تلاش کیا تو وہ ہمیں ایک مکان میں ملے جس میں وہ تنہا تھے اور ان کے پاس کپڑے نہ تھے جو ان کے پاس تھے وہ سب ختم ہو چکے تھے، ہم نے ان کے لئے دراہم جمع کئے اور ان کو کپڑے پہنائے تب وہ باہر نکلے۔

اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سخت سے سخت ضرورت میں بھی امام دور طلب

علمی میں بھی کسقدر محتاط رہتے تھے اور سوال سے بچتے تھے جبکہ آج کل کے طلبہ میں یہ چیز عنقاء ہوتی جارہی ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۸ ج ۱۲﴾

امام بخاریؒ مستجاب الدعوات تھے:

محمد ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے محمد ابن اسماعیل بخاری کو سنا فرماتے تھے کہ مسلمان کو ایسی حالت میں نہ ہونا چاہیئے کہ وہ دعا کرے اور وہ قبول نہ ہو، یہ سنکر ان کے بھائی کی اہلیہ نے کہا کہ شیخ کیا آپ کو اپنے بارے میں اسکا تجربہ ہے اور اپنے بارے میں اس کا علم ہے جو آپ یہ فرمارہے ہیں؟ فرمایا جی ہاں مجھے اس کا تجربہ ہے میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دو بار دعا کی اور دونوں بار قبول ہوئی، اسکے بعد میں دعا کم کرتا ہوں یہ خیال کر کے کہ اگر ایسا ہوتا رہا تو میرے اعمال صالحہ کے بدلہ وعوض مجھکو دنیا ہی میں مل جائے گا یا میرا اجر وثواب کم ہو جائے گا جو میرے لئے نقصان کی بات ہوگی، پھر فرمایا مسلمان کو جھوٹ بولنے اور بخل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۸ ج ۱۲﴾

امام بخاری کی سخاوت، جود وکرم:

اللہ پاک نے حضرت امام کو جہاں علمی کمالات سے نوازا تھا وہیں آپ کی فطرتِ سلیمہ میں جود وسخاوت بھی اعلیٰ درجہ کی رکھی تھی۔

اور علم کے ساتھ ساتھ جود وسخاوت کا وصف بہت کم خوش قسمت لوگوں میں جمع ہوتا ہے، الحمد للہ علے احسانہ میرے والدِ بزرگوار حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب قدس سرہ العزیز بانی ومؤسس جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ کی ذات والا میں بھی یہ اوصاف وکمالات بدرجۂ اتم موجود تھے، اللہ پاک ان کے درجات بلند فرمائے اور اپنی عنایات سے خاص مقامات عطا فرمائے (آمین)۔

محمد ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ امام بخاری کے پاس کچھ آراضی تھی جس کو آپ کرایہ پر دیا کرتے تھے، اسکا سالانہ کرایہ سات سو (۷۰۰) دراہم آپ کو وصول ہوتے تھے جو اس دور کی بڑی رقم ہوتی تھی، وہ شخص جس کے پاس آپ کی زمین کرایہ پر تھی کبھی کبھی آپ کی خدمت میں اپنے کھیت میں سے کچھ ککڑیاں بھیجدیا کرتا تھا اور آپ کو عمدہ ککڑیوں کا شوق تھا اس کے عوض میں حضرت امام بخاری اس کو سو (۱۰۰) دراہم کا عطیہ دیا کرتے تھے جبکہ ان کی قیمت معمولی ہوتی تھی۔

محمد ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام بخاری کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک زمانہ میں میری ہر ماہ کی آمدنی پانچ سو درہم ہوتی تھی مگر میں یہ سب رقومات علم پر خرچ کردیا کرتا تھا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۹ ج ۱۲﴾

حضرت امام بخاریؒ نے بخاریٰ کے قریب ایک رباط (سرائے) بنوالی تھی جس کے تعاون کے لئے آپ کے بہت سے متعلقین ومحبین جمع ہوگئے تھے اور اس کی تعمیر میں امام نے بنفسِ نفیس شرکت فرمائی اینٹیں وغیرہ خود لگاتے تھے اور جب لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت ہم کرلیں گے تو آپ نے فرمایا کہ اسکا نفع ہمیں بھی درکار ہے، پھر آپ نے سب موجود افراد کی دعوت فرمائی جو سو (۱۰۰) سے زیادہ افراد تھے جس میں آپ کا کافی مال خرچ ہوا تھا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۵۰ ج ۱۲﴾

اس میں امام بخاری کا عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر تھا جیسا کہ مسجد نبوی شریف کی تعمیر میں خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ لیا تھا، جبکہ حضرات صحابہ کرامؓ عرض کرتے کہ ہمیں کرنے دیجئے مگر فرماتے کہ میں بھی ثواب کا محتاج ہوں، اوکما قال۔

آپؒ اپنے اصحاب پر بہت زیادہ خرچ کرنے والے تھے:

اپنے دوستوں اور شاگردوں پر خرچ کرنے میں آپ کا ہاتھ بہت وسیع تھا، اکثر وبیشتر دیتے رہتے تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۵۰ ج ۱۲﴾

الغرض جود وسخاوت میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر چلنے کی پوری کوشش کرتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑے سخی تھے آپ کی سخاوت وعطاء ہواؤں سے بھی زیادہ تھی **كان اجود من الريح المرسلة** (بخاری)۔

اور بڑے اولیاء اللہ کا حال ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ اپنا مال خرچ کر کے قرب باری تعالی تلاش کرتے ہیں اور بلند مراتب حاصل کرتے ہیں، کیونکہ سخی اللہ پاک سے قریب تر ہوتا ہے بہ نسبت بخیل کے، اس وجہ سے جاہل سخی اللہ پاک کو عابد بخیل سے زیادہ پسندیدہ ہے اور جود وسخا ایک ایسی شاخ ہے جس کا براہ راست تعلق جنت سے ہے یہ شاخ آدمی کو جنت میں پہنچاتی ہے اور اس کو بلند درجات عطا ہوتے ہیں۔

حضرت امام کا عفوودرگذر:

عبداللہ ابن محمد صارفی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام بخاری کے پاس تھا ان کے گھر میں باندی آئی وہ گھر میں داخل ہونا چاہتی تھی، حضرت امام کے سامنے روشنائی کی دوات رکھی تھی وہ اس کے پاؤں سے گر گئی آپ نے غصہ کی حالت میں فرمایا کیسے چلتی ہو؟ اس نے جواب دیا جب جگہ ہی نہ ہو تو کیسے چلوں **اذا لم يكن طريق كيف امشي** آپ نے بجائے غصہ کرنے اور مارنے کے ہاتھ پھیلائے اور فرمایا جاؤ ہم نے تم کو آزاد کر دیا، لوگوں نے کہا اس نے آپ کو غصہ میں ڈالا اور آپ نے اس کو آزاد فرما دیا، فرمایا جو میں نے کیا ہے میں اس پر راضی وخوش ہوں کیونکہ معاف کرنا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۵۲ ج ۱۲﴾

حضرت امام کا کمال تیراندازی:

حضرت امام بخاری قدس سرہ کو جذبۂ جہاد کی وجہ سے تیر اندازی سے بہت زیادہ دل چسپی تھی اور اس فن میں بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے کہ عمر بھر میں آپ کے صرف دو تیروں نے خطا کی تھی، ایک مرتبہ حضرت امام اپنے ساتھیوں کے ساتھ جن میں محمد ابن ابی حاتم ورّاق بخاری بھی تھے تیر اندازی کے لئے نکلے اور شہر ''فربر'' کے باہر باب فرضہ پر پہنچے سب نے تیر اندازی کی، حضرت امام نے جو تیر چلایا وہ پل کے ایک ستون پر لگا جس نے اس ستون کو نقصان پہنچایا، حضرت امام اپنے گھوڑے سے اترے اور وہاں سے تیر نکالا اور پھر تیر اندازی چھوڑ دی اور ہم سے فرمایا واپس چلو ہم گھر آئے اور ہمیں پل والے کے پاس لے گئے اور ہم سے فرمایا کہ اس سے کہو کہ ہمیں دوسرا ستون بنانے کی اجازت دیدو کیونکہ ہم نے تمہارا نقصان کر دیا ہے یا اس کا عوض قبول کر و یا ہمیں معاف کر دو، آپ کے ساتھیوں نے اس سے کہا تو اس نے کہا کہ حضرت کو کہو کہ میرا سارا مال و دولت آپ پر قربان ہے میں نے معاف کر دیا ہے، ہم نے حضرت کو ان کا یہ پیغام پہنچایا یہ سنکر حضرت امام کا چہرہ خوشی کے مارے چمکنے لگا اور بہت زیادہ خوش ہوئے اور اس خوشی میں آپ نے تین سو درہم خیرات کئے اور پانچ سو روایات املا کرائیں، سبحان اللہ! تیر اندازی کے ساتھ ساتھ ورع وتقویٰ کس درجہ کا تھا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۴ ج ۱۲﴾

شعر گوئی:

صاحب فضل الباری لکھتے ہیں کہ امام بخاری کا اصل فضل وکمال تو فنِ حدیث میں تھا اور ان کے اس کمال پر علماء اُمت میں سلف اور علماء متاخرین نے جو آراء پیش کی ہیں اُن کا بتمامہ نقل کرنا مشکل ہے، جس شخص کے اساتذہ وشیوخ اس سے اس قدر متاثر ہوں کہ اسے

مناظروں میں حکم بنائیں کوئی سید الفقہاء کا لقب دے، بڑے بڑے محدثین اس کے تلمذ پر فخر کریں اوراس پر اعتماد واعتراف کا یہ عالم ہو کہ اس کے اساتذہ اپنی تصانیف اصلاح کے لئے اسے پیش کریں اس کے مقامِ حدیث اور قبولیت پر کچھ کہنے کے لئے کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے، اس اصل فضل وکمال کے ساتھ امام بخاریؒ نے ارتجالاً کچھ اشعار بھی کہے ہیں، بندہ مولف کہتا ہے ان آراء کا ایک بڑا حصہ ہم نے ذکر کر دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہم ان کے چند اشعار بھی نقل کرتے ہیں۔

اِغْتَنِمْ فِی الفَرَاغِ فَضْلَ رُکُوْعٍ

فَعَسٰی اَنْ یَکُونَ مَوْتُکَ بَغْتَۃً

فرصت کے لمحات میں نماز کے حصول کو غنیمت سمجھو

اس بات کا ہر وقت امکان ہے کہ تمہاری موت اچانک آجائے

کَمْ صَحِیحٍ رَأیْتُ مِنْ غَیْرِ سُقْمٍ

ذَہَبَتْ نَفْسُہُ الصَحِیْحَۃُ فَلْتَۃً

میں نے اپنی زندگی میں متعدد لوگوں کو صحت مند دیکھا

مگر یکبارگی اور اچانک وہ موت کا شکار ہو گئے

علامہ تاج الدین السبکی نے بھی اپنی مشہور کتاب ''طبقات کبریٰ'' میں امام بخاریؒ کے مزید دو شعر نقل کئے ہیں:

مَثْلُ البَہَائِمِ لاتَرَی آجالَھَا

حتیٰ تُسَاقَ اِلیٰ الْمَجَازِرِ تُنْحَرُ

اہل غفلت کی مثال چوپایوں کی سی ہے جن میں اپنی عاقبت کا کوئی احساس نہیں ہوتا

ہے، بالآخرانہیں مذبح خانہ کی جانب لیجایا جاتا ہےاور وہ ذبح کردئے جاتے ہیں

خَالِقُ النَاسِ بِخَلُقٍ وَاسِعٍ　　　لَاتكُنْ كَلْبًا عَلٰى النَاسِ تَهِرُّ

تم لوگوں سے حسن اخلاق کا برتاؤ کرو　　　اس کتّے کے مانند نہ بنو جو بھونکتا ہی رہتا ہے

﴿فضل الباری ص ۶۸ ج ا﴾ ﴿بستان المحدثین ص ۲۷۵﴾ ﴿طبقاتِ کبریٰ ص ۲۳۵ ج ۲﴾

حضرت امام کمالِ اخلاق کے پیکر:

محمد ابن ابی حاتم ورّاق کہتے ہیں کہ میں حضرت امام کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھا اور بطور خادم ہوتا تھا، آپ رات میں ۱۵/۲۰ مرتبہ بیدار ہوئے ہر مرتبہ خود ہی آگ جلاتے تھے اور احادیثِ شریفہ پرنشان لگادیتے تھے اور درمیان میں کچھ کچھ آرام بھی فرمالیا کرتے اور پھر اخیر شب میں تہجد بھی پڑھتے، مگر مجھے بیدار نہ فرمایا کرتے تھے۔

میں نے یہ سب جان لیا اور عرض کیا آپ نے خود ہی سب تکلیف فرمائی مجھے بیدار نہ کیا، فرمانے لگے کہ تم جوان آدمی ہو میں نے تمہاری نیند میں خلل ڈالنا اچھا نہیں سمجھا اس لئے یہ سب تکلیفیں خود ہی برداشت کی۔ ﴿تاریخ دمشق ص ۲۶ ج ۲۲﴾

الحمدللّٰہ ثم الحمدللّٰہ ! ایسے عمدہ اخلاق رکھنے والے اور اپنے چھوٹوں پر شفقت کرنے والے اولیاء اللہ میں میرے والد ماجد فانی فی اللہ، عاشق رسول اللہ، جامع الکمالات، عالم ربانی، منبع فیض یزدانی، حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، سخت علالت کے دوران سردی گرمی کی راتوں میں خدّام کو بیدار نہ کرتے خود ہی اپنا کام کرنے کی کوشش کرتے، وضو فرماتے اور نماز تہجد پڑھتے اور خوب رو رو کر دیر تک دعائیں کرتے، اللہ پاک ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان اوصاف سے نوازے (آمین یارب العالمین)۔

دورِ ابتلاء وآزمائش:

اس عالمِ فانی میں جو دار الامتحان اور دار المحن اور سجن مؤمن ہے ابتلاؤں اور پریشانیوں سے کون بچ پاتا ہے، ہے خاص طور پر اس کے نیک بندے جن کیلئے ایسے حالات کا آنا کوئی نئی بات نہیں ہے، جن میں انہیں صبر وضبط، تحمل و برداشت کرنا پڑتا ہے اور صابرین کیلئے جو بشارتیں منجانب اللہ تعالیٰ مقرر اور موعود ہیں وہ انہیں حاصل ہوتی ہیں، اسی وجہ سے ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ نے صبر کو نصف ایمان قرار دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ صبر بہت اعلیٰ صفت ہے، جس میں انسان کا مخفی جوہر ظاہر ہوتا ہے اور اس کے درجات بلند ہوتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے صبر وتقویٰ کی وجہ سے بہت سے حضرات کو امامت کا منصب عطا فرما دیا اور بار بار بشارت اور بلند درجات کا ذکر فرما کر اس صفتِ حسنہ پر اُبھارا ہے، اگر ان تمام آیات اور روایات کو یہاں لکھا جائے تو بات بہت طویل ہو جائے گی، بہرحال صبر وتحمل کے معاملہ میں حضرات انبیاء سب سے بڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، **اشد بلاءً الانبياء ثم الامثل فالامثل** حضرات انبیاء علیہم السلام میں حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ پر تکالیف اور امتحانات کا ایک طویل دور گذرا اور انہوں نے بے مثال صبر کا مظاہرہ فرمایا ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ کا صبر جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے، **سَتَجِدُنِيٓ إِنْ شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰبِرِينَ** سے ذکر فرمایا پھر حضرت یعقوبؑ کا صبر وتکلیف یہاں تک کہ فرمایا گیا **وَٱبْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ ٱلْحُزْنِ وَهُوَ كَظِيمٌ**.

حضرت زکریا علیہ السلام کا صبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت اور ان کا صبر وضبط حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر وضبط، بیماریوں کی وجہ سے خاص شخص کا دُور ہو جانا

اورسوائے زوجہ کے سب کاالگ ہوجانا حضرت موسیٰؑ کا صبر وضبط یہاں تک کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **رحم اللّٰہ موسیٰ لقداوذی باکثرمن ھٰذافصبر۔**

اور سید الاولین والآخرین رحمۃ للعالمین کا ضبط وتحمل وعفو وصبر یہاں تک کہ فرمایا **لقداخفت فی اللّٰہ ومایخاف احد ولقد اوذیت فی اللّٰہ ولم یوذاحد۔**

﴿ترمذی ص۳۷ ج۲﴾

(مجھے اس قدر ڈرایا گیا اتنا اور کسی کو نہیں ڈرایا گیا اور مجھے اس قدر ایذا پہونچائی گئی اتنی کسی اور کو نہیں پہونچائی گئی)، پھر حضرات صحابہ کرام کے صبر وضبط، تحمل وعفو کے حالات پھر ائمہ کبار امام اعظم، امام مالک، امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے اوپر آنے والے امتحانات کی ایک طویل داستان ہے۔مرشد کامل حضرت مولانا شاہ محمد احمدؒ فرماتے ہیں ؎

محبت ہماری محبت نہیں ہے
وہ جب تک نہ لیں امتحانِ محبت

امام بخاریؒ کے درجات بلند ہونے تھے،اسی وجہ سے ان کو ان حالات سے گذرنا پڑا اسباب اسی قسم کے بنتے چلے گئے، قیام نیشاپور میں وہاں کے بعض بڑے علماء کی طرف سے جو آپ کے شیخ واستاذ بھی ہوتے تھے حسد کے معاملات سامنے آئے جن کی تفصیل سابق میں گذر چکی ہے، چونکہ یہ وہ دور تھا کہ آپ کا طوطی بول رہا تھا اور ہر خاص وعام کے قلب ودماغ پر آپ ہی کا تسلط تھا، آپ کا اقبال پورے عروج پر تھا ہر شخص کی زبان پر بخاری، بخاری رہتا تھا، جس کی وجہ سے دوسرے علماء حسد میں مبتلا ہو گئے۔

بقول حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ کسی ممتاز شخصیت کی عظمت اور شہرت جس قدر زیادہ ہوتی ہے، اسی قدر اس کے مخالف اور حاسد بھی پیدا ہو جاتے ہیں، کیونکہ

اس کی فائق عظمت وشہرت کے سامنے احساس کمتری انہیں تکلیف دینے لگتا ہے اور یہ چیز بسا اوقات حسد پیدا کر دیتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات اکابر بھی بمقتضائے بشریت اس مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ﴿فضل الباری ص ۶۸ ج ۱﴾۔

بالکل یہی صورتِ حال حضرت امام بخاری قدس سرہ کے ساتھ پیش آئی، نیشاپور میں ایک زمانہ میں ایسا شاندار وجاندار استقبال ہوا تھا تاریخ میں ایسا احترام واکرام کسی اور کا نہیں ہوا تھا کوئی خاص وعام، والی وحاکم، عالم وبزرگ ایسا نہ تھا جس نے اپنے احترام کے جذبات نچھاور نہ کئے ہوں۔ ع

کبھی عرش پر ہیں کبھی فرش پر ہیں

یہ شانِ محبت یہ آنِ محبت

پھر مسئلہ خلقِ قرآن اُٹھایا گیا اور اس کو آپ کے اخراج کا ذریعہ بنایا گیا اور سب نے ساتھ چھوڑ دیا مگر امام مسلمؒ نے ساتھ نہ چھوڑا، وہاں سے اخراج کے بعد آپ نے اپنے وطن بخاریٰ کی طرف رخ فرمایا وہاں بھی اولاً یہی ہوا، بہت زبردست استقبال ہوا، میلوں تک قبے لگائے گئے تھے اور پورے شہر نے خوش آمدید کہا تھا اور دراہم ودنانیر نثار کئے گئے تھے، پھر کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ حاکمِ بخاریٰ کے ساتھ تلخی کی نوبت آگئی، وہ اپنے بیٹوں کی تعلیم کے لئے اپنے خاص محل میں بلانا چاہتا تھا، مگر آپ نے فرمایا: **انا لا اذل العلم** میں علم کو ذلیل نہیں کرتا، پڑھنا ہے تو یہاں آنا ہوگا پھر اس نے کچھ خصوصیت کے ساتھ پڑھانے کی فرمائش کی مگر حضرت امامؒ نے فرمایا عام طلبہ کے ساتھ بیٹھنا ہوگا، اس کے بعد دونوں کے درمیان وحشت بڑھ گئی اور مخالفت کا باب کھل گیا، ادھر حاکمِ بخاریٰ نے سوچا کہ ایک دم اگر ان پر کوئی کارروائی کروں گا تو تمام لوگ میرے مخالف ہو جائیں گے، اس لئے

اس نے بعض علماء کو استعمال کیا اور محمد ابن یحییٰ ذہلی کا پرچہ جس میں امام بخاری کے بارے میں لکھا تھا (کہ مخالفِ سنت ہیں اور معتزلہ جیسا عقیدہ رکھتے ہیں ،قرآن کریم کو مخلوق کہتے ہیں) اس کو ملا اور اس نے یہ پرچہ اہلِ بخاریٰ کو سنایا ، اس کے باوجود عام اہلِ بخاریٰ امام بخاری کو چھوڑنے کو تیار نہ تھے ، مگر اس نے بخاریٰ سے نکلنے کا آرڈر کر دیا امام بخاری قدس سرہ العزیز نے وہاں سے نکلنے میں ہی عافیت سمجھی اور آپ اپنا وطن چھوڑ کر نکل گئے ، اس طرح ترکِ وطن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و مشابہت حاصل ہوئی ، بعد میں اس حاکم کا حال خراب ہوا اور گدھے پر بٹھا کر رُسوا کیا گیا ، سچ ہے **من عادیٰ لی ولیاً فقدا ذنته بالحرب** جو میرے ولی سے دشمنی رکھے گا ، اس سے میرا اعلانِ جنگ ہے۔

﴿حلیۃ الاولیاء﴾ ۔

پہلے نیشا پور چھوڑا اور اب اپنا وطن بھی چھوڑنا پڑا ، اپنے وطن میں ہیں مگر بے وطن ہیں ، اللہ اکبر ! کس قدر تکلیف و اذیت کا سامنا کرنا پڑا ، **ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ** زمین اپنی وسعتوں کے باوجود تنگ ہوگئی ، ایسی صورت حال میں آپ جس قدر پریشان ہوئے ، ظاہر ہے مگر یہ سب پریشانی ظاہر میں تھی اور رضاء بالقضاء کی وجہ سے قلب مجلیٰ و مزکیٰ اور مطمئن تھا ع

ہے ہر وقت اک کیف و مستی کا عالم

جہاں سے الگ ہے جہانِ محبت

علامہ ذہبی قدس سرہ العزیز ابراہیم ابن معقل نسفی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ میں نے محمد ابن اسماعیل کو دیکھا اس روز جس روز آپ کو بخاریٰ سے نکالا گیا تھا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت ایک دن وہ تھا کہ آپ پر دراہم و دنانیر وغیرہ

نثار کئے جارہے تھے اور شاندار استقبال ہوا تھا اور ایک آج کا دن ہے کیسا لگ رہا ہے؟ فرمایا لا ابالی اذ اسلم دینی جب میرا دین صحیح وسالم باقی ہے تو میں اس کی پرواہ نہیں کرتا ہوں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۶۳ ج ۱۲﴾

میرے مرشد ومحبوب حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحبؒ فرماتے ہیں۔

ہمہ وقت خنداں ہمہ وقت رقصاں

مکینِ محبت مکانِ محبت

سبحان اللہ! کس قدر بڑا مقام ہے رضا بالقضاء کا جو آپ کو حاصل تھا، بقول علامہ ابن تیمیہ قدس سرہ کے مخالفین سے فرمایا کہ تم میرا کیا بگاڑ لوگے میں ہر دن اپنے ساتھ جنت لئے پھرتا ہوں، یعنی ہر حال میں راضی بالقضاء ہوں، پھر غم اور رنج بھی اور خوشی ومسرت بھی سب برابر ہوتے ہیں اور بندہ مصائب وآلام میں راحت محسوس کرنے لگتا ہے۔

شیخ ومحبوب مولانا شاہ محمد احمدؒ فرماتے ہیں۔

ہر حال میں محبوب کی مرضی پہ ہو راضی

ہے جانِ محبت یہی ایمانِ محبت

الغرض بخاریٰ سے نکلے تو ''بیکند'' کی جانب تشریف لے گئے اور لوگ آپ کے ساتھ دو قسم کے ہوگئے کچھ اچھا اعتقاد رکھنے والے اور کچھ نفرت کرنے والے، یہاں تک کہ اہلِ سمرقند نے آپ کی خدمت میں دعوت نامہ ارسال کیا اور آپ سے وہاں قیام فرمانے کی فرمائش کی آپ نے سمرقند کا ارادہ فرمایا اور وہاں لوگوں کو آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو بہت سے خوش ہوئے اور بعضوں نے مخالفت کی یہاں تک کہ اختلاف وانتشار پیدا ہوگیا، ابھی سمرقند پہونچنے میں کچھ مسافت باقی تھی، اس کے قریب موضع ''خرتنگ'' میں جہاں حضرت امام کے

کچھ عزیز قریب قیام پذیر تھے،ان کے پاس ٹھہرے وہاں آپ کو خبر ملی کہ سمرقند میں اختلاف ہے،ایک فریق آپ کے قیام سے راضی ہے اور دوسرا فریق مخالف ہے،اس خبر سے امام بخاری قدس سرہ کو بہت صدمہ ہوا اور آپ نے تہجد کی نماز میں دعا کی کہ اے اللہ میرے اُوپر زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود تنگ ہوگئی ہے،اس لئے مجھے اپنے پاس بلا لے۔

رونا کبھی، ہنسنا کبھی، جلنا کبھی بجھنا

الوانِ محبت ہیں، یہ الوانِ محبت

غالب ابن جبرئیل جن کے یہاں قیام تھا فرماتے ہیں کہ میں نے خود یہ دعا کرتے سنا جس کے کچھ روز بعد ہی مریض ہوگئے اور مرض بڑھتا گیا۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴٦٦ ج ۱۲﴾

علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے امام بخاریؒ کے اس قصہ سے تمنائے موت کے جواز پر استدلال کیا ہے،مگر مشہور مسلک عدم جواز ہے، کیونکہ احادیث شریفہ میں ممانعت آئی ہے،لیکن مسلم کے بعض طرق میں اتنا اضافہ ہے لضر نزل بہ یعنی محض دنیوی تکالیف کی وجہ سے تمنائے موت ممنوع ہے،مگر ایسی صورت میں کہ دین کا تحفظ اور تبلیغ واظہار مشکل ہو جائے تمنائے موت جائز ہے،حضرت امام بخاریؒ نے دوسری صورت میں تمنائے موت کی تھی ،حضرت امام بخاریؒ کے تفوق اور بڑھتے ہوئے اثر ونفوذ کی بناء پر حاسدین ومعاندین کے غلط تشہیر اور اشتعال پیدا کر کے نفرت پھیلانے کی وجہ سے جو صورت حال دین کی نشر واشاعت میں رکاوٹوں کی پیدا ہوگئی تھی، اس کی وجہ سے تمنائے موت کی، نہ کہ محض دنیوی تکلیف ومصیبت کی وجہ سے بعد میں حضرت امام کو معلوم ہوا کہ اہل سمرقند نے تحقیق واقعات کے بعد بلا لینے کے لئے اتفاق کرلیا ہے اور سب خوش

ہیں تو آپ نے تیاری کی اور سواری طلب فرمائی ،موزے پہنے اور عمامہ باندھا، ایک طرف سے غالب ابن جبرئیل نے سہارا دیا اور دوسری طرف سے کسی اور نے سہارا دیا۔

وفات حسرتِ آیات:

امام کی دعا قبول ہو چکی تھی امام سواری کی طرف چند ہی قدم بڑھے تھے کہ فرمایا ضعف بہت ہو چکا ہے مجھے لٹا دو آپ کو لٹا دیا گیا، آپ پر نزع کا عالم طاری ہو گیا پسینہ جاری ہو گیا، جنت کے مناظر سامنے آنے لگے، ملاء اعلیٰ کی طرف کشش بڑھ گئی اور غایت شوق میں روح مقدس قفصِ عنصری سے محبوب تعالیٰ کی زیارت کے لئے پرواز کرگئی انا للّٰہ و انا الیه راجعون یہ ۲۵۶ھ کا واقعہ ہے۔ ﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۳۳ ج ۲﴾ ﴿فضل الباری ص ۲۷ ج ۱﴾

عید الفطر کی شبِ مبارک میں جو ''لیلۃ الجائزہ'' انعامِ ربّانی کی رات ہوتی ہے، اللہ پاک کا پیارا بندہ عاشقِ رسول جو زندگی بھر خدمت حدیث کرتا رہا انعامِ ربانی پانے کے لئے لیلۃ الجائزہ میں واصل بحق تعالیٰ ہو گیا تا کہ انعاماتِ ربانیہ سے اپنی عید منائے، ظاہر ہے کہ عاشقِ مولیٰ کی عید یہی ہے کہ اپنے مولیٰ کی زیارت کرے اور ان کی رضا کو پالے اور رَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّةُ نَعِيم کے مزے اور بہاریں دیکھے۔

سبحان اللہ! جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد پیدا ہوئے تھے اور عید الفطر کے دن نماز ظہر کے بعد دفن ہوئے۔

حضرت امام بخاری کے انتقال کی خبر نے پورے علاقہ میں تہلکہ مچا دیا، عاشقِ رسول کا جنازہ تھا، اس دھوم دھام سے اٹھا کہ سارا شہر سمرقند ساتھ تھا، عید الفطر کے دن ظہر بعد اس علم وعمل کے پہاڑ کو خرتنگ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

سچ کہا کسی کہنے والے نے ؎

زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے

زمین نے ایسے آسمانِ معرفت وعلم کو اپنے اندر لے لیا۔

اللہ اکبر!!!

ع مدتوں کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا۔

کل عمر مبارک ۶۲ رسال ہوئی، آپ کا سنِ ولادت، مدتِ عمر، اور سنِ وفات اس عبارت سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

ولد فی صدق وعاش حمیداً ومات فی نور

اس میں صدق کے اعداد ۱۹۴، حمید کے اعداد ۶۲، اور لفظ نور کے اعداد ۲۵۶ ہوتے ہیں، جو علی الترتیب پیدائش، عمر، وفات کے سِن کو ظاہر کرتے ہیں۔

☆☆☆ **کان البخاری حافظاً ومحدثا** ☆☆☆

☆☆☆ **جمع الصحیح مکمل التحریر** ☆☆☆

☆☆☆ **میلاده صدق ومدة عمره** ☆☆☆

☆☆☆ **فیها حمید وانقضی فی نور** ☆☆☆

بعد دفن قبر سے خوشبو پھیلنا:

اللہ پاک اپنے نیک بندوں کو کرامات سے بھی نوازتا ہے، کسی ولی کی کرامت حیات میں اور کسی کی بعد میں ظاہر ہوتی ہے۔

دفن کے بعد آپ کی قبر مبارک (جو روضة من ریاض الجنةتھی) سے بہت تیز خوشبو مشک وعنبر جیسی مہکتی رہی اور لوگوں نے بطور تبرک آپ کے مزار سے مٹی اُٹھانا شروع کر دیا یہاں تک کہ جب قبر کی حفاظت مشکل ہوگئی تو مزار کا نشان باقی رکھنے کے لئے

اس کا انتظام کرنا پڑا کہ لوگ مٹی نہ لیجاسکیں یعنی احاطہ بنانا پڑا تھا۔

دوسری بڑی کرامت قبر پرنور کا مینار:

علامہ ذہبیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ قبر مبارک کے اوپر نور کے لمبے ستون دکھائی دیتے تھے جن کو دیکھ کر لوگ تعجب کرتے تھے۔

اللہ اکبر! یہ سب منجانب اللہ آپ کے مقام ومرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے اور حاسدین ومعاندین کی تنبیہ کے لئے ہوا، یہ دیکھ کر بہت سوں نے قبر کے پاس توبہ کی اور آپ کی عظمت کے دل وجان سے قائل ومعترف بن گئے۔

وخرج بعض مخالفيه الىٰ قبره واظهروا التوبة والندامة مما كانوا شرعوا فيه من مذموم المذهب۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۶۷ ج۱۲/ طبقات الشافعیہ ص۲۳۳ ج۲﴾

محمد ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ ابومنصور غالب ابن جبرئیلؒ کو آپ سے بے حد محبت ہوگئی تھی، آپ کی وفات کے بعد وہ بھی بہت کم زندہ رہے اور وصیت کی کہ حضرت امام بخاری قدس سرہ کے قریب ان کو بھی دفن کیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

﴿طبقات الشافعیہ ص۲۳۴ ج۲﴾

امام بخاریؒ پر رسول ﷺ کی روحانی توجہ

محمد ابن محمد بن مکی جرجانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے شیخ عبد الواحد ابن آدم طواویسیؒ کو سنا کہ میں نے خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب کی جماعت تھی آپ کسی جگہ پر کھڑے ہیں، میں نے سلام کیا حضرت نے سلام کا جواب دیا، بندہ نے عرض کیا حضور والا یہاں کیسے کھڑے ہوئے ہیں فرمایا کہ محمد ابن اسماعیل بخاری کی انتظار میں ہوں، کچھ عرصہ بعد جب مجھے حضرت امام کی

موت کی خبر معلوم ہوئی میں نے غور وفکر کیا تو یہ بالکل وہی وقت تھا جس وقت میں امام بخاری واصل بحق تعالیٰ ہوئے تھے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۶۸ ج ۱۲/ طبقات الشافعیہ ص ۲۳۲ ج ۲﴾

آپ کو بارگاہِ رسالت میں یہ مقبولیت آپ کی عظیم دینی خدمات، حدیثِ پاک کے ساتھ غایت درجہ اشتغال وانہاک، عمل واتباعِ سنت، اللہ پاک کے عشق ومحبت اور ان کے راستہ میں طویل مجاہدات کی بناء پر حاصل ہوئی تھی یہ خاص انعام ہے جو قسمت والوں کو حاصل ہوتا ہے۔

محمد ابن ابی حاتم ورّاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بار خواب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور محمد ابن اسماعیل بخاریؒ کو دیکھا آپ علیہ السلام کے پیچھے پیچھے جارہے ہیں اور حضور جس جگہ قدم رکھتے ہیں حضرت امام بخاری بھی وہیں قدم رکھتے ہیں، اس میں بالکل واضح اشارہ ہے کہ آپ بالکل متبعِ سنت تھے، اس طرح کا خواب ایک دوسرے بزرگ کے حوالہ سے بھی نقل کیا گیا ہے۔ ﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۲۱ ج ۲﴾

فربری کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور پاک ﷺ کی زیارت کی اور دیکھا کہ کسی جگہ جارہا ہوں تو حضور پاک علیہ السلام نے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ میں نے عرض کیا محمد ابن اسماعیل کے پاس فرمایا جاؤ اور ان کو میرا اسلام کہنا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۴۳ ج ۱۲﴾

ان خوابوں سے آپ کا مقبول الٰہی اور مقبول رسول ہونا سمجھ میں آتا ہے اور ایسے خوابات اللہ پاک کی بڑی بھاری نعمت ہے، جیسا کہ امام بیہقی نے شعب الایمان میں فرمایا ہے فصل فی الرؤیاالتی ھی نعمۃ من نعم اللّٰہ تعالیٰ (ص ۱۸۴ ج ۴)۔

عن ابی الدرداء قال سالت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن

هذه الآية لهم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیاء وفی الآخرۃ قال البشریٰ الرویاء الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ وفی الآخرۃ الجنۃ یعنی سچے خواب خود ایمان والا دیکھتا یا اس کے بارے میں دوسروں کو دکھائے جاتے ہیں یہ اس کے لئے بہت بڑی بشارت ہوتے ہیں۔

الحمدللّٰہ ثم الحمد للّٰہ ! میرے والد بزرگوار، منبع الفیوض الالٰہیہ والبرکات الربانیہ حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اللہ پاک نے اس نعمت سے نوازا تھا، مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت بے غایت سے مشرف ہوئے زیارت کا شرف حاصل ہوا، حضور والا نے فرمایا شریف احمد ہمارے پاس سے بہت جلدی جارہے ہو، یہ سنکر آپ تڑپ اُٹھے اور والد صاحبؒ نے اپنا قیام اور زیادہ کیا، نیز جس دن بدھ کو والد بزرگوارؒ کا وصال ہوا، اس روز کی شب میں ۲ ربجے اپنے خادم مولوی محمد زبیر کشمیری متعلم جامعہ ہذا سے فرمایا دوپہر سے قبل مجھے یہاں سے چلا جانا ہے اور آپ سہارنپور ہسپتال میں زیرعلاج تھے اس نے عرض کیا حضرت ڈاکٹر اجازت دیدیں گے تب ہی تو جاسکیں گے یعنی سہارنپور سے گنگوہ، آپ نے فرمایا کہ ابھی ابھی مجھے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور حضور پاک فرمارہے ہیں کہ تم دوپہر سے قبل ہمارے پاس آجاؤ۔

سبحان اللہ العظیم ! اللہ کے پیارے بندہ نے جیسا بتایا ویسا ہی ہوا، سوانو بجے سہارنپور میں ہی اللہ پاک کو پیارے ہوگئے اور چہرہ نور سے اس قدر منور تھا کہ ہر شخص پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی، زندگی میں اس قدر ہشاش بشاش منور بارونق، خوش منظر رنگ اور نور نہیں دیکھا گیا، ہونٹوں پر زبردست مسکراہٹ تھی، اللہ پاک ان کے درجات بلند

فرمائے، چونکہ ان کی تحریض، دعا اور توجہ ہی اس مبارک کتاب کی تالیف کا اصل سبب ہے، اور وہ میرے محبوب میرے محسن عظیم تھے، اس لئے ان کے تذکرہ میں مجھ پر اعتراض نہ کرنا چاہئے بلکہ ان کی شخصیت کا اعتراف کرکے دعائیں کرنی چاہئے۔

بھول جاؤں ان کو یہ ممکن نہیں　　　یاد آتے ہیں وہ مجھکو دم بدم

وہ جس کی برکت سے مجھے ایمان ہوا حاصل، اللہ ان کو جنت میں جگہ دے، اللہ ان کو جنت میں جگہ دے۔

حضرت امام بخاریؒ کی برکات بعد الوفات:

حضرت امام بخاری قدس سرہ العزیز کے وصال کے ایک زمانۂ دراز بعد اس علاقہ میں قحط پڑ گیا، پانی کی بے انتہاء قلت واقع ہوگئی، بارش بند ہوگئی تالاب خشک ہو گئے، لوگ پریشان ہو گئے، بار بار دعائیں کی گئیں مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، قاضی سمرقند کی خدمت میں ایک رجل صالح آیا اور عرض کیا میری سمجھ میں ایک بات آئی ہے کہ آپ لوگوں کو لیکر حضرت امام بخاری کی قبر پر جاؤ اور ان کی قبر خرتنگ میں ہے اور وہاں دعا کرو ممکن ہے کہ اللہ پاک قبول فرما کر رحم فرمائے، قاضی سمرقند نے یہ مشورہ قبول کیا اور لوگوں کو ساتھ لیجا کر وہاں دعا کی اور لوگ قبر کے پاس خوب روئے اور امام کے وسیلہ سے دعائیں کیں اللہ پاک نے دعائیں قبول فرمائیں اور خوب بارش ہوئی، اتنی زبردست بارش ہوئی کہ لوگوں کو سات روز تک خرتنگ میں ہی ٹھہرنا پڑا، وہاں سے سمرقند آنا بھی مشکل ہو گیا، حالانکہ خرتنگ اور سمرقند کے درمیان صرف تین میل کا فاصلہ تھا۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۶۹ ج ۱۲﴾ ﴿طبقات الشافعیہ ص ۲۳۴ ج ۲﴾

مسلک امام بخاریؒ:

امام بخاریؒ کے مذہب کے بارے میں پانچ اقوال ملتے ہیں،ان اقوال کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) سب سے مشہور قول یہ ہے کہ وہ مجتہد مطلق تھے کسی کے مقلد نہیں تھے، یہ قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور علامہ انور شاہ کشمیری وغیرہ کا ہے۔

(۲) شوافع نے ان کو شافعی شمار کیا ہے یہ قول علامہ تاج الدین سبکی وغیرہ کا ہے اور اس قول کی بنیاد صرف یہ چیز ہے کہ مشہور اختلافی مسائل میں ان کی موافقت کی ہے حالانکہ مخالفت بھی کی، اصل میں ان کا اجتہاد جہاں پہنچتا ہے وہ اس کے مطابق فرماتے ہیں، اس سے یہ سمجھنا کہ بالکل اس امام کے متبع ہیں درست نہیں ہے، بہت جگہ امام بخاری نے احناف کی تائید وحمایت بھی کی ہے تو کیا ہم بھی تمہاری طرح حنفی کہنے لگیں جب کہ بہت سے احناف محدثین سے آپ نے روایت لی ہے تو یہ اور بھی قرینہ ہے اس کے باوجود آپ کو حنفی کہنا صحیح نہ ہوگا۔

(۳) حنابلہ ان کو حنبلی قرار دیتے ہیں اور اس قول کی بنا اس پر ہے کہ ان کو امام احمد ابن حنبل سے تلمذ حاصل تھا اور بہت زیادہ محبت تھی اور امام احمدؒ ان کو اپنے پاس بغداد ہی میں رکھنا پسند فرماتے تھے، جس پر امام بخاریؒ نے بعد میں افسوس بھی کیا تھا کمامر۔

(۴) وہ مجتہد منتسب الی الشافعی تھے۔

(۵) نہ وہ مجتہد ہیں اور نہ مقلد ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ فرماتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ امام بخاریؒ کے تراجم وابواب میں جو بالغ نظری پائی جاتی ہے اس کے پیشِ نظر ان کو کسی فقہی مسلک کا پابند نہیں کہا

جا سکتا ہے وہ کسی مسلک کے متبع نہ تھے بلکہ خود ایک مجتہد کی شان رکھتے تھے۔

﴿فضل الباری ص۶۴ ج۱﴾

ہمارے حضرت شیخ زکریا قدس سرہ مقدمہ ''لامع'' ص ۱۵/ پر لکھتے ہیں کہ ان ائمہ حدیث کو علماء کے ایک گروہ نے مجتہد قرار دیا ہے اور ایک طبقہ نے مقلد قرار دیا ہے اور میرے نزدیک اسمیں تفصیل ہے، امام ابوداؤد متشدد حنبلی ہیں جیسا کہ امام طحاوی متشدد حنفی ہیں، امام ترمذیؒ شافعی ہیں اور امام بخاریؒ کو شوافع نے شافعی کہا ہے، مگر میرے نزدیک سب سے راجح قول یہ ہے کہ وہ مستقل مجتہد تھے جیسا کہ اس پر مخفی نہیں ہے جو بخاری میں درک رکھتا ہے۔ اور امام مسلمؒ اور ابن ماجہؒ کا مسلک علی التحقیق معلوم نہیں۔

﴿والبسط فی مقدمۃ اللامع﴾

امام بخاریؒ اور امام اعظم ابوحنیفہؒ:

حضرت امام بخاریؒ کو امام اعظم کا مسلک جس طرح پہنچا آپ نے اس طرح بیان فرمایا اور اسمیں اپنی دقت فہم سے اگر کچھ خامی محسوس کی تو آپ نے وہ بھی بیان کی، یہ الگ بات ہے کہ امام اعظم کی نظر فقہ کے باب میں امام بخاری قدس سرہ سے بہت زیادہ دقیق اور باریک تھی اور صحیح دلائل پر مبنی تھی جہاں تک امام بخاری کی نگاہ نہ پہنچی۔

علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب ''الجامع الصحیح'' میں متعدد مقامات پر خصوصاً **کتاب الحیل** اور **کتاب الاکراہ** میں امام اعظم پر **قال بعض الناس** کہہ کر سخت تعریض کی ہے، جس کی وجہ بعض لوگوں نے یہ بیان کی ہے کہ امام بخاری اور مشہور حنفی فقیہ ابوحفص کے درمیان کچھ کشاکش تھی اور رضاعت کے ایک مسئلہ میں ان دونوں کا اختلاف ہوگیا تھا جس میں امام بخاری کو خفت اُٹھانی پڑی تھی

،اور بخاریٰ سے نکلنا پڑا، وہ مسئلہ یہ تھا کہ دو بچوں نے اگر کسی ایک بکری یا ایک گائے کے تھن سے اس کا دودھ پیا ہو تو کیا ہوگا؟ سائل نے پہلے امام بخاری سے یہ مسئلہ معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی، پھر ابو حفص سے معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا کہ کچھ نہ ہوگا، کسی عورت کا دودھ پیتے تو کچھ ہوتا بکری کا دودھ پینے سے کچھ نہ ہوگا ،اور امام ابو حفصؒ نے فرمایا مسائل اور فتویٰ کے لئے ہمیں چھوڑ دیں اور آپ صرف حدیث پڑھایا کریں، یہ بہتر ہے۔

اس قصہ کو فقہاء جیسے صاحب **البحر الرائق** اور دیگر شراح ہدایہ نقل کرتے ہیں۔ ﴿البحر الرائق ص ۲۲۹ ج ۳﴾

مگر اس قصہ کی صحت میں کلام ہے اور اس واقعہ کی نسبت امام بخاری قدس سرہ کی طرف ایک اختراع معلوم ہوتا ہے، امام جیسے فقیہ النفس مجتہد اس سے بلند ہیں کہ اس قسم کی بات فرمائیں، حضرت علامہ مولانا عبدالحی لکھنوی قدس سرہ نے الفوائد البہیۃ ص ۱۸ر پر ابو حفص کبیر کے ترجمہ میں اس قصہ کے وقوع کو مستبعد قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔

ثم ذكر حكاية اخراج البخاری وهی حكاية مشهورة فی كتب اصحابنا ذكرها ايضاً صاحب العناية من شراح الهدايه لكنی استبعد وقوعها بالنسبة الی جلالة قدر البخاری ودقة فهمه وسعة نظره وغور فكره مما لا يخفی علی من انتفع بصحيحه وعلی تقدير صحتها فالبشر يخطی۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کشاکش اور کشمکش کو امام اعظم پر تعریضات کا سبب قرار دینا بالکل غلط ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ امام بخاری کو جو مسلک امام اعظم کا پہنچا اور جسطرح پہنچا انہوں نے اس کو ذکر فرمایا اور اس پر اپنے اجتہادی ذوق سے رد وقدح

فرمائی اوراعتراض فرمایاوہ سراسر نیک نیتی پر مبنی ہے۔

لیکن ہمارے لئے دونوں (امام اعظمؒ اور امام بخاریؒ) کی عظمت بالکل مسلم ہے اورایک کی حمایت اور دوسرے کی تنقیص کرنا مسلک اہل حق کے بالکل خلاف ہے اور ہمیشہ غلط لوگوں کا طریقہ رہا ہے، اہل حق کو بہت احتیاط کرنی چاہئے۔

﴿فضل الباری ص ٦٥ ج ١﴾

سبحان اللہ! علامہ شبیر احمد عثمانیؒ شارح بخاری وشارح مسلم نے کتنی پیاری بات فرمائی جو آب زر سے لکھنے کے لائق ہے اور بزرگوں کے باہمی اختلاف میں ان کے متعلقین کے لئے بہترین ہدایت ہے۔

تصانیف حضرت امام بخاریؒ

حضرت امام بخاری قدس سرہ کی بخاری شریف کے علاوہ اور بھی بہت سی تصانیف ہیں، بقول علامہ قسطلانیؒ کے آپ کی جملہ تصانیف بے انتہاء مفید ہیں ان کے فائدہ کا انکار وہی احمق کرسکتا ہے جسے شیطان نے پاگل بنادیا ہواوران تمام تصانیف میں سب سے اعلیٰ اور افضل **أصح الكتب بعد كتاب الله تعالىٰ** جامِع صحیح ہے۔

(١) قضايا الصحابه والتابعين   **(٢) التاريخ الكبير**

(٣) الأدب المفرد   **(٤) التفسير الكبير**

(٥) التاريخ الأوسط   **(٦) الجامع الكبير**

(٧) اسامى الصحابة   **(٨) كتاب المبسوط**

(٩) الجامع الصغير فى الحديث   **(١٠) كتاب الكنىٰ**

(١١) كتاب الرقاق   **(١٢) التاريخ الصغير**

(۱۳)المسند الكبير (۱٤)كتاب الوحدان

(۱۵)كتاب الأشربة (۱٦)خلق افعال العباد

(۱۷)كتاب الفوائد (۱۸)كتاب الهبة

(۱۹)جزء القرأة خلف الامام (۲۰)رفع اليدين

(۲۱)كتاب الضعفاء الصغير (۲۲)كتاب العلل

(۲۳)الجامع الصحيح للبخاری ان کتابوں کے تفصیلی تعارف کے لئے فضل الباری اور ظفر المحصلین کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

الجامع الصحیح :

حضرت امام عالی مقام قدس سرہ کی تمام تصانیف میں ''الجامع الصحیح'' کو جو مقام حاصل ہوا ہے وہ ظاہر ہے، اس لئے اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جامع صحیح کے تعلق سے چند باتیں ذکر کردی جائیں۔

نام کتاب:

اس مقدس کتاب کا مکمل نام اسطرح ہے، الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من سننه و ايامه۔

جامع: اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کتاب کے اندر حدیث کے آٹھوں ابواب موجود ہیں۔

سیر، آداب، تفسیر وعقائد فتن، احکام، اشراط ومناقب

مسند: اس وجہ سے کہ اس میں روایات سند متصل کے ساتھ مرفوعاً منقول ہیں

آثار وغیرہ جو مذکور ہوئے ہیں وہ بالتبع ہیں اور تراجم میں ہیں۔

صحیح : اس وجہ سے کہ امام بخاریؒ نے اس میں صحت کا زبردست التزام فرمایا ہے ان کی تحقیق کے مطابق اسمیں کوئی روایت ضعیف نہیں ہے۔

المختصر : سے اشارہ ہے کہ اسمیں تمام صحیح حدیثوں کو جمع نہیں کیا گیا، خود امام بخاری سے منقول ہے کہ ۶ / لاکھ حدیثوں میں سے میں نے اس کتاب کومختصر کیا ہے یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے فرمایا **ما کتبت فی الصحیح الا ماصح، وترکت کثیراً من الصحاح لحال الطول** ، اس میں جتنی حدیثیں ہیں وہ سب صحیح ہیں اور بہت سی صحیح احادیث کوطول سے بچنے کے لئے میں نے قصداً ترک کر دیا ہے۔

من امور رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم سے آپ کے اقوال کی طرف اشارہ ہے اور **سننه** سے آپ کے افعال وتقریرات کی جانب اشارہ ہے اور **ایامه** سے غزوات کی طرف اور ان تمام واقعات کی طرف اشارہ ہے جو آپ کے عہد مبارک میں پیش آئے۔ ﴿ظفر المحصلین ص۱۲۳﴾

سببِ تالیفِ کتاب:

امام بخاری قدس سرہ سے منقول ہے کہ میں اپنے استاذ اسحاق بن راہویہ قدس سرہ کی خدمت میں تھا تو حضرت الاستاذ نے عام خطاب کرتے ہوئے فرمایا **لو جمعتم کتاباً مختصراً لسنن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم** امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میرے دل میں اس تالیف کا خیال پیدا ہوگیا۔

دوسرا سبب خواب کو بتایا جاتا ہے، امام بخاری قدس سرہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوخواب میں دیکھا کہ میں آپ کی خدمت میں کھڑا ہوں اور

میرے ہاتھوں میں پنکھا ہے اس کے ذریعہ سے میں بدن مبارک سے مکھیوں کو دفع کر رہا ہوں، بعض معبرین سے میں نے اس کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ تم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کذب کو دور کرو گے یعنی احادیث شریفہ کے ذخیرہ میں سے موضوع اور ضعیف حدیثوں کو چھانٹ کر نکال دو گے۔

اس طرح میرے قلب میں یہ جذبہ پیدا ہوا، **فھو الذی حملنی علی اخراج الجامع الصحیح ۔** ﴿قسطلانی ص ۲۹ ج ۱/ وغیرہ﴾

سنِ تالیف:

حضرت امام بخاری قدس سرہ نے کب اس کتاب مقدس کی ابتداء فرمائی اور کب انتہاء فرمائی اس کے بارے میں صاف وضاحت نہیں ملتی ہے البتہ حضرت شیخ الحدیث زکریاؒ نے فرمایا کہ واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء تالیف کی ۲۱۷ھ سے ہے اور ۲۳۳ھ میں اختتام ہوا ہے، یعنی کُل سولہ سال صرف ہوئے۔

کُل زمانۂ تصنیف:

حضرت علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاری قدس سرہ نے فرمایا **خرجتہ من نحو ستمائۃ الف حدیث و صنفتہ فی ست عشرۃ سنۃً و جعلتہ حجۃً فیما بینی و بین اللّٰہ تعالی** ص ۲۹/ ج ۱/ کہ میں نے ۶/ لاکھ احادیث سے اس مجموعہ کا انتخاب کیا ہے اور سولہ سال کی مدت میں اس کو لکھا ہے اور اس کو میں نے اپنے اور اپنے رب کے درمیان حجت بنایا ہے۔

کُل زمانۂ تصنیف میں روزہ رکھنا:

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی قدس سرہ نے حضرت شیخ الہندؒ سے نقل فرمایا ہے کہ

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ امام بخاریؒ زمانہ تصنیف کے پورے سولہ سال روزہ دار رہے اوراس طرح روزہ رکھتے تھے کہ کسی کو علم نہ ہوتا تھا، حتی کہ اہلِ خانہ کو بھی معلوم نہیں ہوسکا۔

﴿فضل الباری ص ۶۱ ج ۱﴾

مقامِ تصنیف:

بعض علماء نے فرمایا کہ آپ نے جامع صحیح کو بخارا میں تالیف فرمایا اور بعض نے کہا ہے کہ مکہ معظّمہ میں لکھا اور بعض لوگوں نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ میں لکھا اور بعض نے بصرہ کہا ہے مگر امام بخاری سے منقول ہے **صنفت کتابی الجامع فی المسجد الحرام ومادخلت فیه حدیثاً حتی استخرت اللّٰه تعالی وصلیت رکعتین وتیقنت صحته۔** ﴿قسطلانی ص ۲۹ ج ۱﴾

حافظ ابن حجرؒ نے تطبیق دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ ابتداء تالیف کی اور ترتیب ابواب کی مسجد حرام میں کی اور احادیث شریفہ کی تخریج مختلف بلاد میں کبھی اپنے شہر میں اور کبھی دوسرے شہروں میں جیسا جیسا موقع ہوتا رہا لکھتے رہے، کیونکہ اس مقدس کتاب کی تالیف میں سولہ سال لگے اور سولہ سال آپ کا مکہ میں قیام ثابت نہیں ہے۔

قال الحافظ ابن حجرؒ والجمع بین هذاوبین ماروی انه کان یصنفه فی البلادانه ابتدأ تصنیفه وترتیب ابوابه فی المسجد الحرام ثم کان یخرج الاحادیث بعد ذلک فی بلده وغیرها ویدل علیه قوله انه اقام فیه ست عشرة سنة فانه لم یجاور بمکة هذه المدة کلها۔ ﴿قسطلانی ص ۲۹ ج ۱﴾ ﴿هدی الساری ص ۵۱۴﴾

علامہ ابن عدیؒ نے مشائخ محدثین کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام نے تراجم حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر اور منبر شریف کے درمیان لکھے اور ہر

بار ترجمہ لکھتے وقت دو رکعت پڑھتے تھے اور اس کے تحت حدیثیں لکھتے تھے۔

تالیف میں ادب کا اہتمام:

امام بخاریؒ نے اپنی اس مقدس کتاب کی تالیف میں وہ ادب و اہتمام ملحوظ رکھا جس کی مثال دیگر مؤلفین اور ان کی تالیفات میں نہیں ملتی ہے، چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ جب کسی حدیث کے لکھنے کا ارادہ کرتے تو اول غسل کرتے دو رکعت نفل ادا کرتے اور پھر اسے لکھتے اور تراجم قبر مبارک اور منبر شریف کے درمیان لکھتے اور ہر ترجمہ پر دو رکعت نفل ادا کرتے۔ ﴿بستان المحدثین ص ۱۷۲﴾

نیز شیخ فربریؒ کہتے ہیں کہ حضرت امام بخاریؒ نے مجھے فرمایا کہ میں نے ہر حدیث لکھنے سے قبل غسل کیا پھر دو رکعت پڑھی اور حدیث کی صحت کے بارے میں استخارہ کیا پھر اس کو لکھا، اللہ اکبر اس قدر زبردست اہتمام جس کی مثال لانا مشکل ہے۔

﴿قسطلانی ص ۲۹ ج ۱﴾ ﴿وکذا فی ہدی الساری﴾

فضلیتِ کتاب و برکات:

چونکہ حضرت مؤلف علّام نے اپنی اس تالیف میں اس قدر اہتمام فرمایا اور روایات کی تحقیق و تدقیق میں بھی نہایت حزم و احتیاط سے کام لیا، جہاں بھی ذرا شک ہوا اس کی روایات چھوڑ دی اور احتیاط کا یہ عالم کہ ایک بار آپ طلبِ حدیث میں ایک محدث کے پاس گئے دیکھا کہ ان کا گھوڑا ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ نکلا تو محدث نے اس کو اپنی چادر کا پلہ اس طرح دکھلایا جیسے اسمیں دانہ ہو چنانچہ گھوڑا یہ دیکھکر واپس آ گیا امام بخاری نے یہ تماشا دیکھکر معلوم کیا کہ حضرت آپ کی چادر میں واقعی دانہ تھا؟ محدث صاحب نے کہا نہیں بلکہ میں نے اس تدبیر سے اس کو بلایا، امام بخاری نے فرمایا لا اٰخذ الحدیث

عن مَن یکذب علی البھائم جو شخص جانوروں کو دھوکہ دیتا ہے اس کا کیا بھروسہ کہ وہ انسانوں کو دھوکہ نہ دیتا ہوگا۔

جس مقدس کتاب کی جمع وترتیب میں اس قدر خیال رکھا گیا ہو، اوپر سے مؤلف کا تقویٰ وطہارت، خلوص وللّٰہیت، دعا وتضرع، عبدیت واخبات اس پر مستزاد ہو، اس کتاب کو ایسی فضیلت کیوں نہ حاصل ہوگی، چنانچہ حضرت علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کی فضیلت مسلم ہے اور یہ طے ہے کہ یہ کتاب تمام کتب مؤلفہ فی الحدیث میں سب سے عمدہ اور سب سے اہم اور سب سے اصح اور مقبول ہے، ہر دور کے علماء نے اس کو پسند فرمایا اور تمام کتب پر فوقیت دی۔ اسی وجہ سے ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' بخاری شریف قرار پائی۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب:

حضرت ابوزید المروزی کہتے ہیں کہ میں رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان لیٹ گیا تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں آپ فرمارہے ہیں کہ اے ابو زید! کب تک تم شافعی کی کتاب پڑھتے رہوگے اور ہماری کتاب نہیں پڑھتے ہو، میں نے عرض کیا کہ حضور والا آپ کی کتاب کونسی ہے؟ فرمایا جامع محمد ابن اسماعیل بخاری، یعنی بخاری شریف، اس خواب کو حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری میں نیز علامہ قسطلانیؒ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیزؒ بستان المحدثین ص ۲۷۵ میں فرماتے ہیں کہ اس قسم کا خواب امام الحرمین سے بھی منقول ہے۔

حضرت علامہ ذہبیؒ نے ''تاریخ الاسلام'' میں ذکر فرمایا ہے، بہرحال جامع بخاری تو وہ تمام اسلامی کتابوں میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہے بعد کتاب اللہ تعالیٰ، اسی طرح

امام نسائی نے فرمایا کہ تمام کتابوں میں سب سے اجود اور سب سے عمدہ کتاب بخاری شریف ہے، بے شمار عارفین اور علماء، صلحاء کا تجربہ ہے کہ بخاری شریف کا ختم کرنا مشکلات اور عویصات کے حل کے لئے مجرب نسخہ ہے، شیخ ابومحمد عبداللہ ابن ابی جمرہ نے بہت سے حضرات سے یہ بات نقل کی ہے۔

حافظ ابن کثیر نے فرمایا بلاشبہ اس کتاب کی قرأت کی برکت سے بارشیں نازل ہوتی ہیں اور تمام اہل اسلام کا اس مقدس کتاب کی مقبولیت پر اتفاق ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ''**أشعة اللمعات**'' میں فرمایا کہ بارہا بہت سے بزرگوں نے اپنی مرادوں کے حصول کے لئے اور مہمات کی کفایت اور قضاوحاجت اور رفع بلیات اور شفاء امراض اور شدائد ومشکلات سے نجات کے لئے اس مقدس کتاب کا ختم کیا اور ہمیشہ فائز المرام ہوئے اور اس کو تریاق مجرب پایا، اور یہ بات محدثین کرام کے یہاں شہرت وتواتر کے ساتھ منقول چلی آرہی ہے۔

شیخ جمال الدین محدثؒ نے اپنے استاذ شیخ سید اصیل الدینؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے ایک سوبیس بار سے زیادہ اس کا تجربہ کیا جس غرض اور مقصد کے لئے اس کتاب مقدس کو پڑھا وہ مطلوب حاصل ہوا۔ ﴿مقدمہ لامع ص ۲۳﴾

یہی بات تقریباً امام المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے ''بستان المحدثین'' ص۲۷۴ر میں فرمائی ہے، فرماتے ہیں ''وخواندن ایں جامع در اوقات شدت وخوفِ دشمن ومرض وقحط ودیگر بلاتریاق مجرب است'' یعنی وقتِ شدت، خوفِ دشمن، سختی مرض، قحط سالی اور دیگر بلاؤں میں اس جامع صحیح کا پڑھنا تریاق کا کام دیتا ہے، چنانچہ اکثر اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

ابوجعفر عقیلی کہتے ہیں کہ جب حضرت امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کو لکھا تو حضرت

امام علی ابن المدینیؒ اور حضرت امام احمد ابن حنبلؒ اور حضرت امام یحییٰ ابن معینؒ وغیرہ کے سامنے پیش کیا تو ان کبار علماء اجلہ محدثین نے اس کو بیحد پسند فرمایا اور اس کو بالکل صحیح قرار دیا سوائے چار احادیث کے، عقیلی فرماتے ہیں کہ ان چار احادیث میں بھی امام بخاریؒ کی تحقیق ہی درست ہے۔ ﴿مقدمہ لامع ص ۲۴﴾

انتہائی درجہ مقبولیت:

الغرض اس کتاب کو اللہ پاک نے ایسی خاص مقبولیت عطا فرمائی جو اور کسی کتاب کو حاصل نہ ہوسکی، حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخاریؒ کی حُسنِ نیت کا نتیجہ یہ تھا کہ یہ جامع اس قدر مقبول ہوئی کہ ان کی زندگی میں ہی اسے نوے ہزار آدمیوں نے آپ سے بلاواسطہ سنا۔

جن میں سب سے آخری شاگرد فربریؒ ہیں اور آج کل ان کی روایت ہی علو اسناد کی وجہ سے شائع اور مشہور ہے۔ ﴿بستان المحدثین ص ۱۷۲﴾

اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت اہل اسلام اس سے مستفیض و مستنیر ہوتے رہیں گے، اور عرب وعجم کے لاکھوں مدارس میں اس کا درس بڑی عظمت سے ہوتا ہے، اللہ پاک سب کو قبول فرمائے اور ہمیں اس سے خوب فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

مقصودِ کتاب:

ہر مؤلف ومصنف کا اپنی تالیف میں کوئی خاص مقصد رہتا ہے، حضرت امام بخاری قدس سرہ کا مقصد صرف احادیثِ صحیحہ پر واقفیت اور اطلاع ہے، اسی وجہ سے امام نے اس کا التزام واہتمام فرمایا کہ اپنی کتاب میں وہ صرف صحیح احادیث ہی جمع کریں گے۔

یہ اصل موضوع ہے جو بخاری شریف کے نام سے مستفاد اور ماخوذ اور مفہوم ہوتا

ہے،مگراس کے ساتھ ساتھ امام نے یہ بھی خیال فرمایا کہ ان کی کتاب ’’**فوائد فقهیه**‘‘ ’’**نکات حدیثیه**‘‘ اورتفسیری حکمتوں اور تاریخی صحیح معلومات سے اور دیگر فوائد علمیہ سے بھی کتاب مزین ہو،تو آپ کے ذہن ثاقب نے متون حدیث سے بیش بہا معانی اور مضامین مستنبط کر دئے اور کتاب کے ابواب میں آیات قرآنیہ کے اعتناء کے ساتھ وہ علمی خزانے جمع کر دئے جس کی مثال دیگر کتابوں میں نہیں ہے،اگرچہ صحاح کا اخراج اور بیان حضرت امام مسلم قدس سرہ کا مقصود بھی ہے مگر انہوں نے صرف احادیث صحیحہ کی تخریج پر اکتفاء فرمایا اوران سے استنباط واستخراج نہیں فرمایا صرف اتنا کیا کہ حدیث کے تمام طرق ایک جگہ جمع کر دئے تاکہ متون کا اختلاف ظاہر ہو جائے اور اسانید اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ سمجھ میں آجائیں، اور امام ابو داؤدؒ نے ان روایات کا قصد فرمایا جن سے فقہاء نے استدلال فرمایا ہے چاہے وہ صحیح ہوں یا حسن وغیرہ،مگر صالح للعمل ہونی چاہئیں۔

اسی وجہ سے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی کتاب میں ایسی روایات ذکر نہیں کی جن کے ترک پر محدثین کا اجماع واتفاق ہو یا انہوں نے ضعیف کہا ہو، اور امام ترمذی قدس سرہ نے شیخین کے طریقہ اور ابو داؤد کے طرز کو جمع کرنے کی سعی فرمائی ہے بلکہ مذاہبِ فقہاء، تابعین اور احادیث کا درجہ اور راویوں کے احوال کا اضافہ بھی فرما دیا جس سے ان کی کتاب انفع اور اسھل بن گئی ہے، امام بخاریؒ چونکہ خود مجتہد صاحب الرائے، اُونچے درجے کے فقیہ ہیں، اس وجہ سے احادیث صحیحہ سے فقہ کا استنباط واستخراج عجیب شان سے فرماتے ہیں اور ہر باب میں اپنی تحقیق رکھتے ہیں، اس لئے مشہور ہو گیا ’’**فقه البخاری فی تراجمه**‘‘ کہ ان کا مختار مسلک ہر مسئلہ میں ان کے تراجم سے ظاہر ہوتا ہے۔ ﴿والتفصیل فی مقدمۃ اللامع ص۲۴﴾۔

اُسلوبِ کتاب:

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت مؤلف علام کا مقصود صرف صحیح احادیث کا جمع کرنا ہی نہیں ہے بلکہ تراجم ابواب اور ان میں بیان کردہ مسائلِ فقہیہ، نکات، اسرار وحکم پر استدلال اور احادیث شریفہ سے ان کا استنباط مقصود ہے، چنانچہ حضرت پہلے عنوان یعنی ترجمہ قائم کرتے ہیں اس کے اثبات کے لئے اگر آیات مل جائیں تو آپ سب سے پہلے آیات ذکر فرمایا کرتے ہیں، اور بعض اوقات صرف آیات پر ہی اکتفاء کر لیتے ہیں اور بعض اوقات آثارِ صحابہ، اقوال تابعین، ارشاداتِ ائمہ، فقہاء کے فتاویٰ سے اس کی تائید کرتے ہیں، اس کے بعد باب کے تحت اپنی پوری سند کے ساتھ حدیث کی روایت کرتے ہیں، اور کبھی سند معلق سے حدیث وارد کرتے ہیں اور کبھی بغیر سند کے بھی حدیث ذکر کر دیتے ہیں، پھر حضرت امام کبھی باب کے تحت احادیث کثیرہ روایت کرتے ہیں اور کبھی صرف ایک ہی حدیث ذکر کرتے ہیں، یہ اس صورت میں ہے جبکہ انہیں ترجمۃ الباب کے لئے اپنی شرائط پر احادیث مل جائیں، اور کبھی کسی حدیث کا ذکر نہیں کرتے، بلکہ کسی حدیث کے بعینہ الفاظ یا اس کے ہم معنی الفاظ کو عنوانِ باب بنا کر اشارہ کرتے ہیں کہ اس عنوان کے تحت ان کی شرائط پر حدیث نہیں مل سکی اور عنوان باب کو الفاظِ حدیث کے ساتھ تعبیر کر کے یہ اشارہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث فی نفسہ لائقِ حجت ہے، کبھی امام بخاریؒ ایک حدیث کو متعدد جگہ ذکر کرتے ہیں اس سے ان کا مقصود ان متعدد مسائل کا اثبات ہوتا ہے جن سے متعلق ابواب کے تحت وہ اس کو ذکر فرما رہے ہیں۔ ھذا کلہ من ظفر المحصلین۔

شروطِ بخاری:

صاحب کشف الباری حضرت علامہ مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی فرماتے

ہیں کہ شروط کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مصنفین کتب تالیف کے وقت بعض امور کو پیش نظر رکھتے ہیں، انہیں کے مطابق کتاب میں مضامین لاتے ہیں ان سے ہٹ کر کچھ ذکر نہیں کرتے، ائمۂ ستہ نے بھی اپنی کتابوں میں کچھ شروط کا لحاظ کیا ہے، لیکن ان اکابر سے یہ تصریح منقول نہیں ہے کہ میں نے فلاں شرط پیشِ نظر رکھی ہے بلکہ بعد کے بعض علماء نے ان کی کتابوں سے مطالعہ کر کے ان شروط کا استنباط کیا ہے، چنانچہ علامہ قسطلانیؒ نے شیخ ابوالفضل محمد ابن طاہر المقدسی سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: **اعلم ان البخاری ومسلما ومن ذکرنا بعدھم یعنی اصحاب السنن الاربعة لم ینقل عن واحد منھم انه قال شرطت ان اخرج فی کتابی مما یکون علی الشرط الفلانی وانما یعرف ذلک من سبر کتبھم فیعلم بذلک شرط کل رجل منھم۔**

﴿قسطلانی ص ۱۹ ج ۱﴾ ﴿مقدمۃ اللامع ص ۲۵﴾

اور حافظ مقدسی کا شروط ائمہ پر مستقل رسالہ ہے، ان کے علاوہ اور بھی حضرات کے رسالے ہیں، سب سے پہلے اس سلسلہ میں حافظ ابوعبداللہ ابن مندہ نے رسالہ لکھا تھا ان رسائل کا تذکرہ حضرت شیخ زکریاؒ نے مقدمہ لامع ص ۲۵ / پر کیا ہے، اور شروط بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام ایسی حدیث کی تخریج کرتے ہیں جس کی سند متصل ہو جس کا راوی صادق، مسلمان، غیر مدلس اور غیر مختلط، عدالت کی تمام صفات کے ساتھ متصف ہو، **سلیم الذھن، قلیل الوھم، سلیم الاعتقاد، ضابط، متحفظ** ہو۔

یہی بات علامہ قسطلانیؒ نے لکھی ہے کہ حدیث ثقہ سے منقول ہونی چاہئے اور صحابی تک ثقات واثبات حضرات من غیر اختلاف نقل کرتے ہوں اور اس کی سند متصل غیر مقطوع ہو۔ ﴿قسطلانی ص ۲۰ ج ۱﴾

پھر اگر صحابی سے روایت کرنے والے دو راوی ہوں تو بہتر ہے ورنہ ایک راوی کی روایت بھی لے لیتے ہیں جبکہ سند صحیح ہو، البتہ امام مسلم نے ایسے راویوں کی روایت لے لی ہے جن کی حدیثوں کو امام بخاری نے شبہ کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ راوی کی مروی عنہ سے کم از کم ایک بار ملاقات ضرور ہوئی ہو۔

تیسری یہ ہے کہ رُواۃ ایسے ہوں جو اہل حفظ و اتقان میں سے ہوں اور اپنے اساتذہ کی طویل صحبت پائی ہو، کبھی ان سے بھی حدیث لے لیتے ہیں جو طویل الملازمۃ نہیں ہوتے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ امام بخاریؒ اپنی صحیح میں کسی مدلس کی روایت اس وقت تک ذکر نہیں کرتے جب تک کہ وہ تحدیث کی صراحت نہیں کرتا خواہ وہ صراحت اسی حدیث میں ہو یا کسی اور سند میں ہو۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اگر کسی ایسے شخص کی روایت تخریج کی ہو جس پر کلام ہو اس کی وہ روایت نہیں لیتے ہیں جس پر نکیر کی گئی ہو۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ اگر راوی میں کسی قسم کا قصور ہو اور اس کی روایت دوسرے طریق سے مروی ہو جس سے قصور کی تلافی ہو جاتی ہو تو ایسی حدیث بھی امام بخاریؒ کی شرط کے تحت داخل ہو جاتی ہے۔

صاحب ''کشف الباری'' نے یہ عمدہ خلاصہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا یہ چند شروط ہیں کچھ مزید شروط اور بھی ہیں جو فتح الباری وغیرہ سے تتبع کے بعد نکل سکتی ہیں۔

﴿کشف الباری ص ۱۶۶ ج ۱﴾

مرتبۂ کتاب:

جاننا چاہئے کہ محدثینِ کرام نے کتبِ حدیث کو پانچ مراتب پر تقسیم فرمایا ہے جن کی تفصیل حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنے مختصر رسالہ ”**ما یجب حفظه للناظر**“ میں بیان فرمائی ہے۔

خلاصہ یہ ہے سب سے پہلا طبقہ ان کتابوں کا ہے جو صرف احادیث صحیحہ پر لکھی گئی ہیں کوئی بھی روایت ان کتابوں میں ضعیف نہیں ہے موضوع تو کہاں، ان میں صحیح بخاری اعلی درجہ رکھتی ہے اسی طرح مسلم شریف اور صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ وغیرہ کتابیں ہیں۔

(۲) وہ کتابیں ہیں جن میں کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جو قابل عمل نہ ہو بلکہ اس کتاب میں **صالح للعمل صالح الاستدلال** روایات کا ذخیرہ ہے۔

جیسے سننِ ابو داؤد، جامعِ ترمذی، مسندِ احمد اور بقول اکثر محدثین نسائی بھی اسی قبیل سے ہے اور بعض بزرگوں نے نسائی کو ابوداؤد پر مقدم کیا ہے۔

(۳) وہ کتابیں جن میں ہر قسم کی احادیث موجود ہیں حسن، صالح، منکر جیسے سنن ابن ماجہ ومسند طیالسی، مسند عبدالرزاق، مسند سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ مسند ابویعلی، مسند بزار وغیرہ۔

(۴) اور چوتھے نمبر پر وہ کتب ہیں جن میں اکثر احادیث ضعیف ہیں، جیسے حکیم ترمذی کی ”**نوادر الأصول**“ اور **تاریخ الخلفاء** اور **تاریخ ابن عساکر** وغیرہ۔

(۵) نمبر پانچ پر وہ کتب ہیں جو موضوعات کے تذکرہ پر مشتمل ہیں جیسے **موضوعات ابن الجوزی** ” **موضوعات الکبریٰ** “ وغیرہ، عقیلی کی

”**کتاب الضعفاء**“۔

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ جملہ کتب احادیث میں سب سے اعلی واولی صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہے۔

امام نووی نے تقریب میں فرمایا ہے صحیح مجرد میں سب سے پہلی کتاب، جامع بخاری ہے پھر مسلم ہےاور یہ دونوں قرآن عزیز کے بعد سب سے اصح کتابیں ہیں۔

بخاری اور مسلم میں کونسی زیادہ اصح وافضل ہے جملہ محدثین اور خواص وعوام نے عرب وعجم ،شمال وجنوب، مشرق ومغرب میں بخاری ہی کو اصح وافضل مانا ہے اور بعض مشائخ مغرب نے مسلم شریف کو بخاری پر ترجیح دی ہے،اس سے ان کی مراد اگر یہ ہے کہ اگر امام مسلمؒ نے احادیث صحیحہ کے ساتھ کسی چیز کو ملانا پسند ہی نہیں فرمایا تب تو ان کی بات درست ہو بھی سکتی ہے اور اگر اس کے علاوہ کچھ اور مراد ہو تو بالکل غلط ہے اور ان کا قول مردود ہے اور بعض حضرات نے حسنِ ترتیب اور احادیث کے سہولت سے مل جانے کی وجہ سے بھی مسلم کو زیادہ پسند کیا ہے۔

اور حافظ ابن الملقن نے فرمایا بعض حضرات کو میں نے دیکھا کہ فرماتے تھے کہ دونوں کتابیں برابر ہیں اور اس قول کی طرف علامہ قرطبیؒ کا میلان معلوم ہوتا ہے۔

بھر حال:

بخاری شریف سب سے اعلی درجہ اور اول مرتبہ کی کتاب ہے اور اس اعتبار سے بھی کہ بخاری میں متکلم فیہ راوی صرف اسّی ہیں جب کہ مسلم شریف میں متکلم فیہ راوی ایک سو ساٹھ ہیں، اسی طرح روایات متکلمہ فیہا بخاری میں کم ہیں بنسبت مسلم شریف کے کہ اس میں زیادہ ہیں، اس وجہ سے بھی بخاری کا مقام بڑھا ہوا ہے، نیز اس وجہ سے بھی کہ امام

بخاریؒ نے بالاصالہ رواۃ کے سب سے اعلیٰ طبقہ یعنی **قوی الضبط والاتقان کثیر الملازمت مع الشیخ** سے روایات لی ہیں اور دوسرے طبقہ یعنی **قوی الضبط والاتقان قلیل الملازمت مع الشیخ** سے جو روایات لی ہیں وہ استشہاد اور تائید میں لی ہیں، جبکہ امام مسلمؒ نے ان دونوں طبقوں سے بالاستقلال روایات لی ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ تیسرے طبقہ سے بھی یعنی **قلیل الضبط والاتقان کثیر الملازمت مع الشیخ** روایات لی ہیں اگر چہ وہ استشہاداً ہیں اور حضرت امام شافعی قدس سرہ نے جو فرمایا **ما تحت ادیم السمآء اصح من کتاب مؤطا** تو چونکہ اس وقت تک بخاری کی تالیف نہیں ہوئی تھی، امام بخاری اس وقت صرف دس سال کے تھے جب امام شافعی دنیا سے ۲۰۴ھ میں رخصت ہوئے، اس وقت ان کے سامنے مؤطا ہی تھی اور وہ بھی امام مالک کی کتاب جو ان کے استاذ و شیخ ہیں جن کی فضیلت و امامت مسلم ہے۔

(مقدمۃ الامع ص ۴۰ / وغیرہ)

اور صحاح ستہ میں بالکل آخری کتاب ابن ماجہ ہے اور بعض نے اس کو صحاح میں داخل ماننے سے انکار کیا ہے جیسا کہ امام نوویؒ ہیں، انہوں نے اصول میں صرف پانچ کتب ہی کا نام لیا ہے اور ابن ماجہ کا تذکرہ نہیں فرمایا، بلکہ سب سے پہلے جنہوں نے ابن ماجہ کو صحاح میں داخل مانا حافظ محمد بن طاہر مقدسی ہیں اور بعض محدثین نے صحاح ستہ میں موطاء امام مالک کو شامل کیا ہے، جیسے رزین بن معاویہ عبدری مالکی ہیں، محدثین حضرات نے ابن ماجہ کے بدلہ دارمی کو مانا ہے جیسا کہ ابوسعید خلیل علائی ہیں، اسی طرح یہ قول شیخ عابد سندھی نے **حصر الشارد فی اسانید الشیخ محمد عابد**، میں شیخ صلاح الدین علائی سے بھی نقل کیا ہے اور بعض ہمارے بزرگوں نے طحاوی کو ماننے کی بھی رائے دی ہے کہ

وہ اپنے باب میں عدیم النظیر کتاب واقع ہوئی ہے۔ ﴿مقدمہ لامع ص ۴۳﴾۔

خصائصِ کتاب و عادات مؤلف:

سب سے بڑی خصوصیت کتاب بخاری کی اس کے بے نظیر تراجم ہیں جن کو کتاب کی روح اور جان کہنا چاہیئے ،اس سلسلہ میں تفصیل سے قبل مختصر دوسری خصوصیات لکھی جاتی ہیں اوران پر کلام بعد میں کیا جائے گا۔

(۱) بسم اللہ کا اہتمام ہے تالیف کتاب میں جہاں بھی کچھ فترت اور فاصلہ واقع ہو جاتا ہے امام بسم اللہ لکھا کرتے ہیں نیز کتب کے آغاز میں بسم اللہ بکثرت تحریر فرماتے ہیں۔

(۲) اگر کوئی بات ثبوت کے اعتبار سے مضبوط ہوتی ہے تو امام بخاریؒ اس کو صیغہ جزم سے ذکر فرمایا کرتے ہیں اور اگر اسمیں کچھ ضعف ہوتا ہے تو صیغۂ تمریض **یقال ،رُوِی عنه ،نُقِل ،ذُکِر عنه، جاء عنه کذا، بلغنا عنه** وغیرہ سے ذکر فرمایا کرتے ہیں۔

بعض ترجموں میں کچھ باتیں صیغۂ جزم کے ساتھ اور بعض باتیں صیغہ تمریض کے ساتھ لایا کرتے ہیں ان کے نزدیک یہ سب ثبوت دلیل وسند پر مبنی ہوتا ہے۔

(۴) یہ بات تفصیلاً گذری ہے کہ بخاری شریف کا شدائد اور مصائب میں پڑھنا مفید ہے۔

(۵) جب امام بخاری **قال فلان** فرمایا کرتے ہیں تو یہ مذاکرہ پر محمول ہوتی ہے نہ کہ بطریق تحدیث۔

(۶) امام بخاری اثبات احکام کے لئے آیات قرآنیہ کثرت کے ساتھ ذکر فرمایا کرتے ہیں۔

(۷) بخاری شریف کی ایک بڑی خصوصیت اس کی ۲۲ ر ثلاثیات ہیں جن میں

مؤلف علام سے صاحب الرسالہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف تین واسطہ ہوتے ہیں، حاشیہ پران کی علامت ونشان لکھا گیا ہے، خوشی کی بات یہ ہے انمیں سے اکثر امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگردوں سے مروی ہیں، ۱۱/ ثلاثیات مکی بن ابراہیمؒ سے مروی ہیں جو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے خاص شاگرد تھے اور تین محمد بن عبداللہ انصاریؒ سے منقول ہیں جو امام زفرؒ صاحب امام اعظمؒ کے خواص میں سے تھے۔

(۸) بخاری میں تکرار روایات نہیں ہوتا ہے خود حضرت امام نے یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ میری کتاب میں مکررات بالکل نہیں ہیں، حافظ ابن حجر قدس سرہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ایک ہی حدیث مکمل سند اور متن دونوں اعتبار سے مکرر ہو ایسا ہرگز نہیں ہوتا ہے ضرور مغایرت رہتی ہے، چاہے وہ مغایرت سند میں ہوگی یا متن میں ہوگی کہیں اختصاراً ہے، کہیں موصولاً ہے، کہیں تعلیقاً ہے۔

امام ربانی، عالم حقانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ بظاہر بخاری شریف میں مکررات بہت زیادہ ہیں مگر حقیقت میں وہ مکرر نہیں ہیں کیونکہ سند یا متن کا اختلاف تکرار سے نکال دیتا ہے، **عندالمحدثین** ۔

اور تمام مکررات میں ضرور بالضرور تفاوت پایا جاتا ہے چاہے قلیل تفاوت ہی کیوں نہ ہو۔

اور بعض حضرات محدثین نے فرمایا اس کے باوجود کچھ روایات ایسی بھی ضرور ہیں جہاں بعینہ سند اور متن میں تکرار پایا جاتا ہے، چنانچہ علامہ قسطلانی نے ایسی روایات کی تعداد ۲۱/ بتائی ہے اور بعض نے ۲۲/ بتائی ہے اور بعض نے اس سے بھی زیادہ۔

(۹) صحابہ وتابعین کے آثار سے مسائل مختلف فیہا کی وضاحت کرتے ہیں اور جب

مختلف آثار ذکر کرتے ہیں تو جواُن کے نزدیک راجح ہوتا ہے اس کو مقدم فرمایا کرتے ہیں۔

(۱۰) امام بخاری بہت سی چیزوں کی شروعات بھی بیان فرمایا کرتے ہیں جیسے بدء الوحی، بدء الاذان، بدء الخلق وغیرہ۔

(۱۱) کبھی کبھی ایک روایت بہت جگہ بیان فرمایا کرتے ہیں اور ہر جگہ اس سے الگ الگ مسئلہ پر استدلال کرتے ہیں اور نکات عجیبہ، علوم ومعارف نکالا کرتے ہیں۔

(۱۲) کبھی ایک ہی روایت ایک صحابی کی سند سے اور اسی کو پھر دوسرے صحابی کی سند سے بیان فرمایا کرتے ہیں تاکہ وہ روایت غرابت سے نکل جائے۔

(۱۳) کبھی بعض راوی ایک حدیث کو مکمل اور بعض مختصر لاتے ہیں تو امام بخاریؒ اس کو اسی طرح بیان فرماتے ہیں تاکہ ناقلین سے شبہ کا ازالہ ہو جائے۔

(۱۴) امام بخاریؒ نے تمام روایات، وضوو غسل، نماز واستخارہ کے بعد لکھیں، کمامر تفصیلہ۔

(۱۵) کتاب کے اخیر میں موت کو یاد دلایا کرتے ہیں **کما یقول الشیخ زکریا**ؒ اور حافظ ابن حجر فرمایا کرتے ہیں کہ کسی لفظ سے کتاب کے اختتام کی طرف اشارہ فرمایا کرتے ہیں۔

﴿والبسط فی مقدمة اللامع لشیخ المشائخ محمد زکریا رحمه الله رحمة واسعة﴾

تراجم بخاری:

صاحب کشف الباری مدظلہ العالی لکھتے ہیں ص ۱۶۶ ج ۱ میں کہ حضرت امام ہمام بخاریؒ کی کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت اس کے تراجم ہیں، ایسے تراجم نہ ان سے پہلے کسی نے قائم کئے اور نہ ان کے بعد کسی نے قائم کئے، ان کے بعض تراجم آج تک

معرکۃ الآراء بنے ہوئے ہیں اوران کی صحیح مراد آج تک متعین نہیں کی جاسکی، ہرشخص اپنی معلومات اور قرائن کی مدد سے تعیینِ مراد کی کوشش کرتا ہے۔

صاحب ظفر المحصلین لکھتے ہیں کہ عموماً محدثین کرام اپنی اپنی کتابوں میں اپنے مذاق وطبیعت کے لحاظ سے ترجمۃ الباب منعقد کرتے ہیں ترمذی ابوداؤد کے تراجم بہت آسان ہوتے ہیں ان میں نظر وفکر کی کوئی خاص ضرورت پیش نہیں آتی، الا ماشاء اللہ لیکن پھر بھی تراجم ابوداؤد تراجم ترمذی سے اعلی اور وزن دار ہیں۔

کتاب نسائی کے تراجم قدرے مشکل تراجم ہیں، بعض مقامات پر امام بخاری کی شاگردی کا حق ادا کردیا ہے، اور توارد بھی ممکن ہے اور شیخ کی اتباع بھی ممکن ہے کہ ان کا ترجمہ زیادہ پسند آگیا اسلئے بعینہ اسی کو لے لیا ہو، امام مسلم نے کوئی ترجمہ لکھا ہی نہیں اور حاشیہ پر جو تراجم ہیں وہ دوسرے حضرات کے تراجم ہیں، بہرِکیف محدثین کے نزدیک ترجمۃ الباب بمنزلہ دعویٰ کے ہوتا ہے اور پیش کردہ احادیث بمنزلہ دلیل کے ہوتی ہے، اس لحاظ سے فیصلہ کیا جاتا ہے کہ ترجمۃ الباب اور حدیث میں مطابقت ہے یا نہیں۔

(ظفر المحصلین ص ۱۲۹)

حضرت امام بخاریؒ کا ترجمہ منعقد کرنے میں اپنا مخصوص انداز ہے اور وہ مختلف طریقوں سے ترجمے قائم کرتے ہیں۔

(۱) بعض اوقات حدیث پاک ہی کو ترجمہ بناتے ہیں اور اس کے حدیث نبوی ہونے کی صراحت بھی کرتے ہیں۔

(۲) کبھی امام بخاری حدیث رسول کو ترجمہ بناتے ہیں لیکن اسمیں تھوڑا سا تصرف اور تبدیلی کردیتے ہیں اور اسکا مقصد حدیث کی تشریح ہوا کرتا ہے۔

(۳) کبھی امام بخاری ایسی حدیث کو ترجمہ بناتے ہیں جو ان کی شرط کے مطابق نہیں ہوتی پھر اس کو دیگر روایات سے مؤید فرماتے ہیں۔

(۴) بہت سی جگہوں پر امام بخاریؒ اپنے الفاظ سے ترجمہ قائم کرتے ہیں اور اسمیں ابہام چھوڑتے ہیں اور اس ابہام کی مختلف وجوہ ہوتی ہیں جیسے تعارض ادّلہ یا توسع کبھی دلیل مبہم ہونے کی وجہ سے ترجمہ مبہم رکھتے ہیں۔

(۵) کبھی امام بخاریؒ ترجمہ کو واضح اور فیصلہ کن انداز میں قائم کرتے ہیں جیسے باب وجوب صلاة الجماعة ،باب التیمم ضربة ۔

(٦) کبھی امام بخاری قدس سرہ **ھل** کے ساتھ استفہامیہ ترجمہ لاتے ہیں اور ایسا دلیل کے محتمل ہونے کی وجہ سے کرتے ہیں۔

(۷) اور کبھی امام بخاری قدس سرہ ترجمہ استفہامیہ قائم کرتے ہیں اور روایات وآثار کے ذریعہ اس کا جواب پیش کرتے ہیں۔

(۸) اور کبھی تفصیل کی جانب اشارہ کرنے کے لئے ترجمہ استفہامیہ لاتے ہیں۔

(۹) کبھی حضرت امام بخاری ترجمہ **من قال کذا** اور **من فعل کذا** کے عنوان سے قائم فرماتے ہیں اور ایسا کبھی تو عموم حکم کی طرف اشارہ کرنے کے لئے فرماتے ہیں، اور کبھی مسلک مختار کو بیان کرنے کے لئے اور کبھی یہ عنوان اخلاق وآداب پر تنبیہ کرنے کے لئے اختیار کرتے ہیں۔

(۱۰) بعض اوقات تاریخی واقعات کو بیان کرنے کے لئے ترجمہ قائم کرتے ہیں۔

(۱۱) بعض اوقات امام بخاری ایسا ترجمہ لاتے ہیں جو بظاہر بے فائدہ معلوم ہوتا ہے مگر فی الحقیقۃ اسمیں کوئی اہم فائدہ مضمر ہوتا ہے۔

(۱۲) کبھی امام بخاریؒ بدأ الحکم کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ترجمہ قائم کرتے ہیں۔

(۱۳) کبھی امام بخاری دفع اشکال کے لئے ترجمہ قائم کرتے ہیں۔

(۱۴) کبھی حضرت امامؒ جمع بین الروایات کے لئے ترجمہ قائم کرتے ہیں۔

(۱۵) کبھی امام باب کے تحت روایات متخالفہ کو ذکر فرمایا کرتے ہیں، اسمیں اشارہ اس طرف ہوا کرتا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے۔

(۱۶) کبھی امام ترجمہ مقید لایا کرتے ہیں اور روایت مطلق ہوتی ہے اس میں اسطرف اشارہ ہوتا ہے کہ روایت میں ترجمہ کی قید ملحوظ ہے اس کا اطلاق مراد نہیں ہے۔

(۱۷) کبھی ترجمہ مطلق ہوتا ہے اور روایت میں قید ہوتی ہے اسمیں امام بخاری اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ روایت میں قید مذکور اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے۔

(۱۸) کبھی ترجمہ خاص ہوتا ہے اور اس کے تحت روایت عام ہوتی ہے اشارہ ہوتا ہے کہ روایت کا عموم معتبر نہیں ہے۔

(۱۹) کبھی ترجمہ تو عام ہوتا ہے اور روایت خاص، اشارہ ہوتا ہے کہ روایت کی خصوصیت ملحوظ نہیں ہے۔

(۲۰) کبھی ترجمہ شرط کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور اس کا جواب بھی ترجمہ میں موجود ہوتا ہے۔

(۲۱) کبھی امام ترجمہ شرطیہ لاتے ہیں اور جواب صحابی یا تابعی کے اثر سے بیان کرتے ہیں۔

(۲۲) کبھی ترجمہ شارحہ ہوا کرتا ہے۔

(۲۳) کبھی کسی امام کی تائید کے لئے ترجمہ لاتے ہیں۔

(۲۴) کبھی کسی امام کی تردید کے لئے ترجمہ لاتے ہیں۔

(۲۵) بعض اوقات ترجمہ میں کئی امور مذکور ہوتے ہیں لیکن امام بخاریؒ ان میں سے صرف ایک کے لئے روایت لاتے ہیں دوسرے امور کے بارے میں روایات پیش نہیں کرتے اس کی بھی وجوہات مختلف ہوا کرتی ہیں۔

(الف) جن امور کے لئے روایت پیش کی ان کا اثبات اور جن کے لئے روایت پیش نہیں کی ان کی نفی مقصود ہوتی ہے۔

(ب) کبھی ایسے موقع پر دوسری روایت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو خود بخاری میں ہی موجود ہوتی ہیں۔

(ج) کبھی ایسی روایت کی طرف اشارہ ہوا کرتا ہے جو بخاری میں مذکور نہیں ہے اور اس سے اپنا مدعا ثابت کرتے ہیں۔

یہ سب تفصیل تو وہاں ہے جہاں امام بخاری ترجمہ قائم کرنے کے بعد حدیث کی سند پیش کرتے ہیں جبکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ آیت کو ترجمہ بناتے ہیں پھر وہاں نہ حدیث مسند لاتے ہیں اور نہ معلق وہ آیت ہی دعویٰ اور وہ آیت ہی اس دعویٰ کی دلیل ہوتی ہے۔

کبھی اپنی طرف سے ترجمہ لاتے ہیں اور اس کے ساتھ آیت یا حدیث معلق کو ذکر کرتے ہیں ایسی صورت میں وہ آیت اور معلق حدیث اس ترجمہ کے لئے دلیل بنتی ہے۔

باب بلا ترجمہ

بہت سی دفعہ امام بخاری باب بلاعنوان لاتے ہیں اس سلسلہ میں شراح مختلف توجیہات کیا کرتے ہیں۔

(ا) امام بخاریؒ کو سہو ہو گیا اس وجہ سے امام بخاریؒ ترجمہ قائم نہ کر سکے۔

(۲) امام کو سہو ونسیان تو نہیں ہوا بلکہ کاتب کو سہو ہو گیا ہے، یعنی مصنف کا قائم کیا ہوا ترجمہ کاتب سے سہواً ترک ہو گیا ہے۔

(۳) بعض شراح فرمایا کرتے ہیں کہ قصداً بیاض چھوڑی تھی اور ترجمہ قائم کرنے کا ارادہ تھا لیکن بعد میں موقع نہیں ملا، لیکن اس جواب پر نقد کیا گیا ہے کہ امام نے کتاب کی تکمیل کے بعد ایک عرصۂ دراز تک درس دیا تھا اور ہزاروں شاگردوں نے پڑھا تھا پھر کیسے رہ گیا، بہرحال نہ اس کو سہوِ مؤلف ہی کہا جا سکتا ہے اور نہ سہوِ کاتب ہی کہا جا سکتا ہے کیونکہ دو چار جگہ ایسا باب نہیں ہے بلکہ بکثرت ہے۔

(۴) شراح کتاب کی ایک بڑی جماعت نے اس کو **کالفصل من السابق** قرار دیا ہے یعنی سابق باب کے لئے فصل کی طرح ہوتا ہے من وجہٍ سابق باب سے بھی تعلق ہوتا ہے اور من وجہ اس کا مستقل درجہ بھی ہوتا ہے۔

(۵) حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں کہ بعض مقامات میں باب بلا ترجمہ تشحیذ اذہان کے لئے ہوتا ہے، یعنی حضرت امام کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ باب کی روایت کو پیشِ نظر رکھ کر قاری خود ایسا ترجمہ قائم کرے جو بخاری کی شان کے مطابق ہو اور تکرار بھی لازم نہ آئے، اس طرح ذہن تیز ہوتا ہے اور استخراجِ مسائل اور استنباط کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، کبھی حضرت مؤلف باب سابق سے پیدا شدہ اشکال کو دفع کرنے کے لئے باب بلا ترجمہ لاتے ہیں۔

(۶) باب بلا ترجمہ تکثیر فوائد کے لئے ہوتا ہے، یعنی باب کی روایت سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں، اگر کسی ایک کی صراحت کر دی جائے تو قاری کا ذہن صرف اسی پر موقوف ہو جائے گا اور دیگر فوائد اس کے ذہن سے غائب ہو جائیں گے۔

(۷) کبھی باب بلا ترجمہ رجوع الی الاصل ہوتا ہے یعنی ایک ہی سلسلہ کے ابواب

چلے آرہے ہوتے ہیں، درمیان میں کچھ ضمنی تراجم آجاتے ہیں تو اصل سلسلہ کی طرف رجوع کے لئے باب بلاترجمہ لایا جاتا ہے۔

(۸) علامہ عینی نے بعض مقامات میں یہ بھی فرمایا کہ امام تکثیر طرق کی طرف اشارہ کرنے کے لئے باب بلاترجمہ لاتے ہیں۔

(۹) حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ کبھی باب بلاترجمہ تحویل کے طور پر ہوتا ہے جیسے ایک سند کو ذکر کرتے ہیں اور **ح** لاتے ہیں اس کے بعد دوسری سند کو ذکر کرتے ہیں یہ تحویل **من سند الی سند** ہے آگے چل کر دونوں سندیں مل جاتی ہیں۔

﴿کشف الباری ص ۱۷۹ ج ۱﴾

مقدمۂ لامع میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا قدس سرہ العزیز نے بہت طویل کلام فرمایا ہے اور تراجم امام کے مقاصد بہت مفصل ومطول بیان کئے ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ بعض مرتبہ امام بخاری جو حدیث ذکر کرتے ہیں وہ ترجمہ پر بالکل دلالت نہیں کرتی بلکہ اس کے بہت سے طرق ہوتے ہیں اور بعض طرق سے ترجمہ اشارۃً یا عموماً ثابت ہوتا ہے۔

بعض مرتبہ حضرت امام ترجمہ کے اندر ایسی حدیث مرفوع لاتے ہیں جو امام کی شرط کے مطابق نہیں ہوتی اور باب میں دوسری کوئی حدیث جو اس کی شاہد ہوتی ہے، لاتے ہیں وہ آپ کی شرط کے موافق ہوتی ہے۔

بعض اوقات ترجمہ میں کوئی مسئلہ ذکر کرتے ہیں جو آپ کا استنباط ہوتا ہے نصِ حدیث یا اشارۂ حدیث یا عمومِ حدیث سے۔

بعض اوقات ترجمہ ایسے لفظ کے ساتھ ہوتا ہے جس سے اس حدیث کے معنی ومراد کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو آپ کی شرط کے مطابق نہیں ہوتی ہے، اس بارے میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے بھی کلام فرمایا ہے اور حضرت شیخ الہند قدس سرہ نے مستقلاً اس پر

رسالہ لکھا ہے جس میں پندرہ اصول وحقائق ذکر فرمائے ہیں۔

حضرت شیخ زکریاؒ نے ان کو مفصلاً ذکر فرمایا ہے اور بعض حضرات نے اُردو میں وہ رسالہ نقل کیا ہے اور وہ رسالہ مطبوع بھی ملتا ہے یہ مختصر رسالہ اس کا متحمل نہیں ہے۔

بخاری کے تراجم ابواب پر بہت سے محدثین کرام نے مستقلاً کتابیں بھی لکھی ہیں، جن میں حافظ ناصر الدین ابن المنیر کی کتاب "**المتواری علی تراجم البخاری**"۔

شیخ ابوعبداللہ محمد بن عمر بن رشید بستیؒ کی "**ترجمان التراجم، تعلیق المصابیح علی أبواب الجامع الصحیح**"۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی "**شرح تراجم البخاری**"۔

اور حضرت شیخ الہند کا مختصر رسالہ "**شرح تراجم البخاری**"۔

اور حضرت شیخ زکریا قدس سرہ کی **الأبواب والتراجم** نہایت جامع کامل ومکمل کتاب ہے اور تمام شروحات کا بہترین خلاصہ اور لب لباب ہے۔

حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ کی بھی ایک کتاب ہے۔

تعدادِ کتب اور تعداد روایات:

حضرت علامہ قسطلانی مقدمہ **ارشادالساری** ص ۲۸ ج ۱ میں فرماتے ہیں کہ کتابیں ایک سو (۱۰۰) سے زائد ہیں، اور ابواب تین ہزار چار سو پچپن ہیں، اور کل احادیث شریفہ، بقول علامہ ابن الصلاحؒ کے سات ہزار دوسو پچھتر (۷۲۷۵) ہیں احادیثِ مکررہ کے ساتھ اور تکرار کے حذف کے ساتھ چار ہزار ہیں یہی امام نوویؒ کی رائے بھی ہے۔

﴿وکذا قال الکرمانی فی اول شرح ص ۳ ج ۱﴾۔

اور اسی کو حافظ ابن کثیر نے اختیار کیا ہے، حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ میری تحقیق یہ ہے کہ مکررات کے ساتھ سات ہزار تین سو ستانوے احادیث ہیں، معلقات اور متابعات کے علاوہ، حافظ نے اول تعداد پر (۱۲۲) کا اضافہ فرمایا ہے اور تکرار کے علاوہ کل دو ہزار چھ

سودو احادیث ہیں، بخاری شریف میں کچھ روایات مرفوعہ موصولہ ہیں، کچھ معلقات ہیں اور کچھ متابعات ہیں۔تعلیقات (۱۳۴۱) رایک ہزار تین سو اکتالیس ہیں۔

تفصیل کے لئے ''قسطلانی ص ۲۸ ج ۱'' اور ''کشف الباری'' کا مطالعہ کیجئے، ان دونوں قولوں میں بہت سے محدثین کرام نے حافظ ابن حجرؒ کے قول کو راجح فرمایا ہے۔

حضرت امام بخاری کے تلامذہ ۹۰ رہزار تھے:

محمد بن یوسف فربریؒ کہتے ہیں کہ حضرت امام بخاریؒ سے ان کی کتاب بخاری شریف کو خود ان سے براہ راست ۹۰ رہزار افراد نے سنا تھا، جن میں میرے علاوہ دوسرا کوئی ان سے روایت کرنے والا باقی نہیں ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۶۹ ج ۱۲﴾

یہ تو امام بخاریؒ کے بلا واسطہ شاگردوں کی تعداد ہے اور ساری دنیا کے علماء امام بخاری کے شاگرد ہی ہیں، جہاں کہیں ان کی اس مقدس کتاب کو پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

شروح بخاری کا اجمالی ذکر:

صاحب کشف الظنون نے ۷۹ رانا سی شروح وحواشی ومختصرات کا تذکرہ کیا ہے اور حضرت شیخ زکریا قدس سرہ نے مقدمہ لامع میں ۱۳۲ شروح وحواشی واما لی کا تذکرہ فرمایا ہے اور صاحب ھدیۃ الدراری حضرت مولانا فضل الرحمٰن اعظمی مدظلہ العالی نے ۶۸ رکا تذکرہ تفصیلاً فرمایا ہے۔

اور ظفر المحصلین میں ۴۲ رکا تعارف موجود ہے اور شیخ محمد عصام عرار الحسینی نے اتحاف القاری میں ان تمام حضرات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے جنہوں نے بخاری کی خدمت کی ہے شرح لکھی یا حاشیہ وغیرہ لکھا ہے۔

مشہور شارحین کرام

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ:

آپ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن حجرؒ ہیں آل حجر کی طرف نسبت ہے، جو آپ کے اجداد میں کسی کا لقب تھا ''عسقلان'' ساحلِ فلسطین پر ایک شہر ہے، **المصری الشافعی شیخ الاسلام والمسلمین** تھے، قاہرہ مصر میں ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے، ۸۵۲ھ میں انتقال ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابن حجر کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی وہ ایک دن شکستہ خاطر اور رنجیدہ دل ہوکر ایک بزرگ شیخ صناقبری کی خدمت میں پہنچے تو فرمایا کہ تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہوگا جو اپنے علم سے دنیا کو مالا مال کردے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ اپنے زمانہ کے **سید الحفاظ سید المحدثین** تھے زبردست قوت حافظہ کے مالک تھے، علم وعمل اخلاص وللّٰہیت کے پیکر جمیل تھے، تواضع وعبدیت میں بے مثال تھے، بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں، جن کی تعداد ایک سو پچاس اور بعض نے اور بھی زیادہ بتائی ہے، آپ کی تصانیف کو قبولیتِ عامہ تامہ حاصل ہوئی اور لوگ ان کو حاصل کرنے کے لئے دوڑ پڑے، دنیا میں کوئی طالبِ حدیث آپ کی تحقیقات سے بے نیاز نہیں ہوسکتا ہے، تمام علوم وفنون میں کامل ومکمل تھے، عمل وعبادت زہد وتقویٰ کے بھی امام تھے، اپنے تمام اوقات کو تصنیف وتالیف، افتاء وقضاء اور اعمال صالحہ میں لگاتے تھے، اپنے زمانہ کے کبار محدثین وفقہاء سے شرف تلمذ حاصل رہا جن میں شیخ زین الدین عراقی اور شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی بھی ہیں، آپ کی ذات سے امت کو اسقدر فیض پہنچا

جس کا جواب نہیں ہے تمام اہل اسلام کی گردنوں پر آپ کا علمی احسان ہے۔

علم حدیث میں ''فتح الباری شرح بخاری'' بہت عمدہ اور مستند کتاب ہے جس سے تمام بعد کے حضرات نے فائدہ اُٹھایا اور قیامت تک اُٹھاتے رہیں گے، اس شرح کی شروعات ۸۱۷ھ میں ہوئی تھی اور اختتام ۸۴۲ھ میں ہوا، تقریباً پچیس سال میں یہ کام مکمل ہوا حضرت شاہ عبدالعزیز ''بستان المحدثین'' میں فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجرؒ کی بہترین تصنیف یہی کتاب فتح الباری ہے، جس سے فراغت پر انہوں نے بہت خوشی منائی اور پانچسو دینار دعوت میں خرچ فرمائے، حضرت علامہ سیوطی نے فرمایا کہ حضرت حافظ ابن حجر کو بیس ہزار سے زیادہ احادیث حفظ یاد تھیں اس وجہ سے آپ کو حافظِ حدیث کہا جاتا تھا اور قرآن کریم تو بچپن میں حفظ کر لیا تھا گویا حافظِ قرآن وحدیث تھے، بڑے بڑے علماء آپ کی جلالت وعظمت کے قائل تھے اور اپنے اُوپر ان کو فوقیت دیتے تھے۔

﴿بستان المحدثین ص ۳۰۲﴾

اتنے تمام کمالات کے ساتھ آپ احناف کے حق میں نقصان دہ تھے رجال احناف کو آپ سے بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے، ان کے نقائص ظاہر کر دیتے اور محاسن سے اغماض کر لیتے تھے **کماقال العلامه انورشاه کشمیری**ؒ اسی لئے کہا گیا ہے **لا ینبغی ان یؤخذمن کلام ابن حجر ترجمة حنفی متقدم ولا متأخر۔**

﴿مقدمہ لامع ص ۱۲۷﴾

لیکن علم حدیث میں آپ کے گرانقدر کارنامے مثل آفتاب وماہتاب روشن رہیں گے، علم حدیث اور اسماء رجال میں آپ سے بہت بڑی خدمت ہوئی **تهذیب التهذیب ،لسان المیزان، تقریب التهذیب، بلوغ المرام، فتح الباری وغیر ذلک**

ایسے جلیل القدر کارنامے ہیں جن سے آپکا فیض جاری ساری ہے اور رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً، اللہ پاک آپ کے درجات بے حد بلند فرمائے اور اعلی علیین میں بلند ترین مقام عطا فرمائے۔

علامہ عینی صاحب عمدۃ القاریؒ

آپ بدرالدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی عینتابی قاضی القضاۃ ہیں، عین تاب کی طرف منسوب ہو کر عینی سے شہرت ہوئی، عین تاب بہت عمدہ اور بڑا شہر ہے اور وہاں قلعے بھی ہیں، حلب سے تین مراحل پر واقع ہے وہیں نشو ونما ہوئی، آپ کے والد بھی عالم فاضل تھے، ان سے اور دوسرے حضرات سے علم حاصل کیا، قلیل عمر میں حافظِ قرآن ہو گئے تھے حلب میں تحصیل علم کے لئے زیادہ قیام رہا، پھر مصر وشام، دمشق، قدس وغیرہ گئے اور زبردست عالم فاضل بن گئے، عربی اور ترکی زبان کے ماہر کامل تھے، آپ علم وعمل زہد وتقویٰ، عبادت وسخاوت میں بے مثال تھے، آپ زمانہ کے کبارِ محدثین میں شمار ہوتے تھے یہاں تک کہ آپ حافظ ابن حجرؒ کے استاذ وشیخ بھی تھے اور عمر میں ان سے بڑے بھی تھے۔

اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں جہاں بھی احناف پر اعتراضات کئے ان سب کا آپ نے اپنی شرح میں جواب دیا اور جب آپ کی کتاب ظاہر ہوئی تو دوسرے شراح دیکھتے کہ دیکھتے رہ گئے کہ آپ ان کے تمام اعتراضات کا جواب دے چکے تھے۔

آپ اپنے زمانہ کے امامِ ہمام اعلی درجہ کے فقیہ، محدث تھے اور تمام علوم وفنون میں فردِ فرید تھے، آپ حافظ ابن حجر سے گیارہ سال بڑے تھے اور انتقال بھی حافظ سے تین سال بعد ۸۵۵ھ میں ہوا، تقریباً ۲۷ر سال میں آپ کی شرح عمدۃ القاری مکمل ہوئی۔

آپ نے شرح بخاری کے ساتھ ساتھ ہدایہ کی شرح البنایہ لکھی اور کنز کی شرح بھی

لکھی ،طحاوی کی دوشرحیں تصنیف فرمائی ،ایک میں رجال طحاوی پر کلام کیا اور دوسری میں احادیث پر کلام کیا جامع ازہر کے قریب آپ نے اپنا مدرسہ بنایا تھا اور اپنی سب کتابیں اسی میں وقف کی تھیں ۹۳ رسال عمر ہوئی اور اپنے ہی مدرسہ میں مدفون ہوئے جو آپ کے مکان کے قریب تھا۔ ﴿کذا فی اتحاف القاری ص ۳۷۹﴾

آپ کی شرح ''عمدۃ القاری'' بہت عمدہ شرح ہے اور فتح الباری سے زیادہ مفصل اور مرتب بھی ہے، عمدۃ القاری صرف بخاری شریف کی شرح ہی نہیں بلکہ تمام ہی کتب حدیث کی تشریح کے لئے بہت زیادہ کارآمد اور مفید ہے۔

بہت سے حضرات خصوصاً احناف اس کو فتح الباری سے زیادہ مفید سمجھتے ہیں اگر چہ بعض اکابر احناف ،بعض فنی کمالات کی وجہ سے فتح الباری کو ترجیح دیدیتے ہیں، علامہ ابن حجر **شہاب** ہیں اور عینی **بدرِ کامل** ہیں، جس سے ہر ایک منور ہوتا ہے چنانچہ بدر کامل کی شرح ظاہر ہونے کے بعد شہاب نے اپنے بعض کلام کی اصلاح بھی فرمائی تھی۔

﴿مقدمہ لامع ص ۱۳۰﴾۔

علامہ کرمانی شارح بخاریؒ:

آپ محمد بن یوسف بن علی بن عبد الکریم کرمانیؒ ہیں، آپ کی پیدائش ۷۱۷ھ میں ہوئی ہے، آپ کا لقب شمس الدین ہے، کنیت ابو عبد اللہ منسوب الی کرمان ہیں جو فارس اور خراسان کے درمیان ایک شہر ہے۔ ﴿اتحاف القاری ص ۳۴۱﴾

بقول صاحب اتحاف القاری فقیہ، اصولی ،متکلم، محدث ، مفسر،نحوی ، بیانی تھے بغداد میں علم وفضل میں مشہور بین العوام والخواص عبقری شخصیت کے مالک تھے، اولاً اپنے والد بزرگوار شیخ بہاء الدین کے پاس رہ کر علم حاصل کیا پھر دوسرے علماء کے پاس گئے اور

ان سے علوم حاصل کئے۔

خاص کر شیخ عضد الدین یحییٰ سے بہت مستفید ہوئے اور تقریباً ۱۲؍سال ان کی صحبت میں رہے ان سے جدا نہ ہوئے، اس کے بعد مصر، شام، حجاز و عراق کے علماء سے مستفید ہو کر آخر بغداد میں مقیم ہو گئے تھے اور مسلسل تیس سال تک وہیں درس و تدریس، تالیف و تصنیف میں مشغول رہے۔

حسنِ خلق اور تواضع و عبدیت میں کمالِ تام رکھتے تھے دنیا داروں سے گریز کرتے تھے، علمی مشغلہ بہت محبوب تھا، کسی چیز کو اس پر ترجیح نہ دیتے تھے، اخیر عمر میں حج کا قصد فرمایا، حج، سے فارغ ہو کر بغداد کی طرف مراجعت کی، اثناء سفر ''روض مہنا'' نامی مقام میں انتقال فرمایا وہاں سے ان کی نعش بغداد لائی گئی، در ۷۸۶ھ۔

اپنے زمانۂ حیات ہی میں اپنے لئے قبر اور عاقبت خانہ حضرت شیخ ابو اسحاق شیرازی کے مزار کے جوار میں بنالیا تھا، اسمیں مدفون ہوئے۔ ﴿اتحاف القاری ص ۳۴۱﴾۔

آپ کی شرح ''کرمانی'' سے مشہور ہے، اس کا اصل نام **الکواکب الدراری** ہے، یہ نام آپ کو دورانِ طواف الہام ہوا، فرماتے ہیں کہ میں اپنی شرح کے نام رکھنے کے سلسلہ میں متفکر تھا، رات میں طواف کر رہا تھا، اللہ پاک نے یہ نام الہام فرمایا۔

﴿بستان المحدثین ص ۳۰۰۔ کرمانی شرح بخاری ص ۶ ج ۱﴾

آپ کی شرح زیادہ تر علامہ خطابی شافعی اور ابن بطال مالکی اور شیخ مغلطائی الحنفی کی شرح سے ماخوذ ہے، جیسا کہ انہوں نے اپنی اس عبارت میں اس کا اعتراف کیا ہے،

وانی مقتبس من لوامع انوارھم الشارقات ملتمس من جوامع آثارھم البارقات فھم القدوۃ وبھم الأسوۃ۔ ﴿کرمانی شرح بخاری ص ۳﴾

آپ نے ملتزم پکڑ کر اس کتاب کی مقبولیت کی دعاء کی، اللہ پاک نے اس کو بہت ہی مقبولیت عطا فرمائی جس پر آپ بیحد متشکر ہوئے۔

صاحب ارشاد الساری (قسطلانیؒ):

علامہ قسطلانی شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی مصری شافعیؒ ہیں، قسطلینہ افریقہ کا علاقہ ہے اس کی طرف نسبت ہے۔

﴿کذا فی اتحاف القاری ص ۸۶۔ مقدمہ لامع ص ۱۳۱﴾

آپ ۱۲/ ذیقعدہ ۸۵۱ھ کو مصر میں پیدا ہوئے، اولاً علم قرأت میں محنت کی اور سبعہ کے قاری ہوگئے تھے، پھر دیگر فنون میں کمال پیدا کیا کبار محدثین سے علم حدیث شریف حاصل کیا، شیخ احمد بن عبد القادر سے بخاری شریف پڑھی ان پر قرأت کی اور انہوں نے سنی، بہترین واعظ تھے آپ کا وعظ دل پر اثر کرتا تھا لوگ دور دراز سے وعظ سننے کے لئے جمع ہوتے تھے۔

ایک مدت دراز کے بعد تصنیف وتالیف کا شوق پیدا ہوا، چنانچہ بہت ہی مقبول تصانیف یادگار چھوڑی، انمیں سب سے عمدہ یہ شرح **ارشاد الساری** ہے جو قسطلانی کے نام سے معروف ہوگئی، اسمیں فتح الباری اور کرمانی کا پورا اختصار موجود ہے نہ زیادہ مختصر ہی ہے اور نہ زیادہ مطول، بہترین شرح ہے اور مکمل ہے۔ ﴿بستان المحدثین ص ۳۱۷﴾

صاحب **اتحاف القاری** نے آپ کو ''**الامام الخطیب العلامة الحجة الرحلة الفقیه المقری المسند**'' کے بلند القاب سے یاد کیا ہے اور لکھا ہے کہ قاہرہ مصر میں ۹۲۳ھ میں انتقال ہوا، یہ تاریخ ۷/ محرم تھی اور علامہ عینی کے مدرسہ میں جو جامعِ ازہر کے قریب ہے وہیں علامہ عینی کے قریب مدفون ہوئے، بعد نماز جمعہ جامعِ ازہر میں نماز جنازہ ہوئی۔ ﴿بستان المحدثین ص ۳۲۰﴾

آپ کی تصانیف میں المواهب اللدنيّة، مشارق الأنوار والعقود السنية اور ''شاطبيه'' کی شرح اور الكنز في التجويد، الابتهاج ،نفائس الأنفاس نزهة الأبرار، لطائف الاشارات اور یہ شرح مبارک ہے اللہ پاک آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں علومِ حدیث سے خوب فیض یاب فرمائے (آمین)۔

علامہ ابن مُنَیِّرؒ:

آپ شیخ ناصر الدین ابو العباس احمد بن محمد بن منصور بن قاسم بن مختار بن ابی بکر جذامی قاضی ہیں جو ابن منیر (بضم الميم وفتح النون والياء المشددة المكسورة) سے معروف ہیں۔

مالکی المسلک بڑے عالم، فاضل، محدث وفقیہ تھے، صاحب **اتحاف القاری** ص ۹۶ پر لکھتے ہیں، كان عالماً خطيبا نظاراً مفنّنابرع في الفقه والحديث والعربية وكذا في التفسير والقرأة۔

اسکندریہ کے قاضی تھے اور وہاں کے خطیب تھے، متعدد مدارس میں درس دیا اور خوب علوم کی خدمت کی آپ نے تراجمِ ابواب پر لکھا ہے اور عمدہ لکھا ہے، **مناسبات تراجم صحيح البخاری** کے نام سے آپ کی کتاب مشہور و معروف ہے، آپ کی اور بھی تصانیف ہیں۔

علامہ ابن بطالؒ:

شیخ ابو الحسن علی بن خلف بن عبدالملک بن بطال البكري القرطبي المغربي المالكي المعروف بابن بطال۔

آپ اہلِ قرطبہ میں سے ہیں پھر فتنہ و ہنگامہ کی وجہ سے ''بلبنیسہ'' نامی جگہ میں قیام

پذیر ہو گئے تھے، علوم وفنون میں کامل ومکمل تھے، حدیث پاک کے ساتھ بہت شغف رکھتے تھے، آپ نے بخاری شریف کی شرح لکھی جو **شرح الجامع الصحیح للبخاری** سے موسوم ہے اور **شرح ابن بطال** سے مشہور ہے، در ماہ صفر ۴۴۹ھ میں وفات ہوئی ہے، آپ ابن حجر عسقلانی علامہ عینی، علامہ قسطلانی اور علامہ کرمانی سے مقدم ہیں بعد کے سب شراح نے آپ سے استفادہ کیا ہے، آپ کی شرح پر فقہ مالکی کا غلبہ زیادہ رہا ہے۔

﴿کذا فی القسطلانی﴾ ﴿مقدمۃ الامع ص۱۳۳﴾ ﴿اتحاف القاری ۱۹۷﴾

علامہ مہلب بن ابی صفرۃؒ:

آپ ابوالقاسم بن احمد بن اسید بن ابی صفرۃ ہیں، مالکی المذہب تھے علماء راسخین میں سے شمار ہوتے تھے، اپنے زمانہ میں ''مالقہ'' نامی جگہ کے قاضی بھی رہے ہیں، اندلس میں بخاری شریف کا آپ ہی سے رواج پھیلا اور آپ نے بخاری کی ایک مختصر شرح بھی لکھی تھی جس کا نام "**النصیح فی اختصار الصحیح**" رکھا۔ ﴿مقدمہ لامع ص۱۳۳﴾

صاحب **اتحاف القاری** فرماتے ہیں: **کان من أهل الذکاء المفرط والاعتناء التام بالعلوم متقناً للفقه والحدیث والعبادة**، کہ آپ ذکاوت وذہانت میں بہت آگے تھے اور علوم میں خاص کر فقہ وحدیث میں بہت مشغول رہتے اور ماہر وحاذق تھے، علم کے ساتھ زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت میں بھی بے مثال تھے، شرح بخاری کے علاوہ آپ کی اور بھی تصانیف ہیں، آپ کی شرح، **شرح الجامع الصحیح للبخاری** کے نام سے معروف ہے آپ نے خطابی کی شرح سے خوب استفادہ کیا اور اس پر اضافے بھی کئے۔ ﴿اتحاف القاری ص ۳۵۸﴾

حافظ مغلطائیؒ:

آپ شیخ علاء الدین ابوعبداللہ، مغلطائی بن **قُلیح الترکی المصری الحنفی الفقیہ** ہیں، مغلطائی ترکی زبان میں تلوار کو کہتے ہیں، اپنے زمانہ کے بہت بڑے محدث حافظِ حدیث اعلےٰ درجہ کے فقیہ، مؤرخ تھے، اصلاً ترکی ہیں پھر مصر میں قیام پذیر ہوگئے تھے ۶۸۹ھ میں پیدا ہوئے، مصر میں مدرسہ مظفریہ میں مدرس مقرر ہوئے، زین بن رجب فرماتے ہیں: **کان عارفاً بالأنساب معرفة جیدة**، آپ کی تصانیف یوں تو سو (۱۰۰) سے زیادہ ہیں مگر انمیں سب سے مشہور **التلویح فی شرح الجامع الصحیح للبخاری** ہے جو بیس جلدوں میں ہے آپ پکے حنفی عالم تھے۔ ﴿کذا فی اتحاف القاری ص ۳۵۵﴾

علامہ خطابیؒ:

آپ ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البُستی ہیں ''**بست مدینة من بلاد کابل**''، شافعی المسلک ہیں **من نسل زید بن الخطاب**ؓ **اخ عمر بن الخطاب**ؓ بہت بڑے فقیہ محدث تھے، پیدائش ۳۱۹ھ وفات ۳۸۸ھ کثیر التصانیف ہیں، آپ کی جملہ تصانیف میں شرح بخاری اور شرح ابو داؤد زیادہ مشہور ہے، آپ کی شرح بخاری کا نام **اعلام السنن فی شرح صحیح البخاری** ہے جسمیں احکام اور آراء فقہاء پر کلام زیادہ کیا ہے، آپ کا نام ہے حمد اور بعض حضرات نے احمد کہا ہے وہ غلط ہے، **صاحب شذرات الذهب** لکھتے ہیں کہ خود آپ سے معلوم کیا گیا کہ آپ کا نام کیا ہے حمد یا احمد، فرمایا **سمیت بحمد و کتب الناس احمد فترکته**، اصل میں میرا نام حمد ہی رکھا گیا تھا، مگر لوگوں نے احمد کردیا اس لئے میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔

﴿اتحاف القاری ص ۱۲۰﴾

امام نوویؒ:

حضرت امام نووی شافعی شارح مسلم، صاحب ریاض الصالحین نے بھی بخاری کی شرح لکھی تھی، مگر وہ مکمل نہ ہوسکی اور نہ زیادہ شہرت پاسکی امام نووی، ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف امام الشافعیہ فے زمانہ عالم کبیر محدث جلیل فقیہ نبیل عارف باللہ عابد وزاہد **صائم النہار قائم اللیل** بزرگ تھے، دینی خدمات میں مشغولیت زیادہ رہتی تھی شادی بھی نہیں کی تھی کثیر المجاہدہ تھے، بہت کم کھاتے پیتے تھے ۶۳۱ھ میں قریہ ''نوی'' جو دمشق شام کا علاقہ ہے پیدا ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ ﴿کذا فی مقدمہ لامع ص ۱۳۲﴾

صاحب **اتحاف القاری** نے ان القاب سے یاد کیا ہے، ولی اللہ، المحدث، الفقیہ، شیخ الاسلام، نووی اور نواوی دونوں کہا جاتا ہے مگر خود حضرت امام نووی بغیر الف لکھا کرتے تھے، علم میں بہت زبردست محنت کی تھی، اپنے مشائخ سے دن میں بارہ اسباق مکمل شرح وبسط کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور دن ورات میں کوئی لمحہ ضائع نہ کرتے تھے حتی فے الطریق، تصنیف وتالیف، دعوت وتبلیغ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں مشغول رہا کرتے تھے اور تقویٰ وطہارت تصفیۂ نفس میں امام وقت تھے، جملہ علوم وفنون میں ماہر کامل تھے ،اپنے دور کے شیخ الاسلام، کثیر التصانیف بزرگ تھے، آپ نے بھی بخاری شریف کی شرح لکھی تھی جو شرح الجامع الصحیح للبخاری سے مشہور ہے۔

ان کے علاوہ اور بہت سے حضرات ہیں اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو اور بھی زیادہ حضرات کے حالات لکھے جاتے، ہمارے بزرگوں میں حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے تراجم ہیں، جو بخاری کی بڑی زبردست خدمت ہے اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی لامع الدراری اور علامہ انورشاہؒ کی فیض الباری اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی فضل الباری اور دیگر بزرگوں کی طرف منسوب شروح وتقاریر وامالی ہیں، اللہ پاک ہمیں بھی خدام حدیث خدام بخاری میں محشور فرمائے ،اپنی قبولیت ورضا مندی سے مالا مال فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)۔

حضرت امام بخاریؒ کے اساتذہ وشیوخ

حضرت امام بخاریؒ کے کل اساتذہ
ومشائخ کی تعداد (۱۰۸۰) بتائی جاتی ہے
اور حضرت امام نے جن حضرات سے اپنی
کتاب میں روایات لی ہیں ان کی
تعداد (۲۸۹) بتائی جاتی ہے اور یہاں اس
مختصر رسالے میں کم وبیش (۱۶۵) حضرات
کا مختصراً تذکرہ کیا جاتا ہے

مشائخ مكة المكرمة

(۱) عبداللہ بن زبیر حُمیدی مکیؒ:

حمیدی سے آپ ہی مراد ہوا کرتے ہیں، سرزمینِ مقدس مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے ابو بکر کنیت ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۳۸ ج ۱۰﴾

کبار علماء سے علم سیکھا، امام شافعی کے شاگرد ہیں ایسے ہی امام وکیع سے بھی استفادہ کیا اور آپ سے بھی بہت بڑے بڑے محدثین نے استفادہ کیا ہے، جن میں امام بخاریؒ سرفہرست ہیں، امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ حمیدی عندنا امام ہیں، ابو حاتم نے فرمایا کہ سفیان بن عیینہ کے سلسلہ میں امام حمیدی سب سے زیادہ مضبوط راوی ہیں اور وہ سفیان بن عیینہ کے اصحاب کے رئیس تھے یعنی ان کے شاگردوں میں سب سے اہم شخصیت انہی کی تھی۔

حمیدی نے فرمایا کہ اپنے استاذ سفیان بن عیینہ کی خدمت میں تقریباً ۱۹/سال رہا ہوں، حمیدی اسلام اور مسلمانوں کے بہت زیادہ خیر خواہ تھے، وفات ۲۲۰ھ میں ہوئی ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص ۱۴۰ ج ۱۰﴾

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے حُمیدی کو ثقات میں لکھا ہے اور فرمایا کہ صاحبِ دین اور صاحبِ فضل وکمال تھے، حاکم نے ثِقَةٌ ثِقَةٌ مَامُونٌ فرمایا ہے اور فرمایا کہ امام بخاریؒ کو جب ان سے کوئی روایت مل جاتی تو دوسرے سے اس کو ذکر کرنے اور تلاش کرنے کی فکر نہیں کرتے اور یہ بھی فرمایا ابن حجرؒ نے زہرہ سے نقل کرتے ہوئے کہ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں ان سے ۷۵/روایات ذکر کی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۸۹ ج ۵﴾

(۲) احمد بن محمد المکیؒ:

آپ احمد بن محمد بن الولید بن عقبہ بن الازرق المکیؒ الازرقی ہیں، ابوالولید یا ابومحمد کنیت ہے، ابراہیم بن سعد، عمرو بن یحییٰ جیسے بزرگوں کے شاگرد ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں امام بخاریؒ، احمد بن اسحاق جیسے حضرات ہیں، آپ بھی امام بخاریؒ کے استاذ ہیں، ثقہ ہیں، **کما قال ابو حاتم الرازی۔** ﴿تہذیب الکمال ص۲۶۱ ج۱﴾

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ سمعانی نے الانساب میں فرمایا، وفات ۲۱۲ھ میں ہوئی ہے اور بعض نے ۲۲۲ھ بھی کہا ہے، **قال ابن سعد ثقة، كثير الحديث وقال الربيع كان احداو صياء الشافعي ۔** ﴿تہذیب التہذیب ص۶۹ ج۱﴾

مشائخ مدینة المنورة

(۳) عبدالعزیز بن عبداللہ العامری الاویسی المدنیؒ:

کنیت ابوالقاسم ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۵۰۹ ج۱۱﴾

کبار محدثین سے احادیثِ شریفہ کا علم حاصل کیا جن میں لیث بن سعد اور امام مالک جیسے بزرگ ہیں، اور آپ سے کبار علماء نے روایت کی ہے جن میں امام بخاریؒ جیسے محدثِ علّام ہیں، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے کہ آپ مجھے یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر سے زیادہ پسند ہیں، اور یہ کہ مؤطا کا اکثر حصہ انہوں نے امام مالک سے سنا تھا اور ان کو **صدوق** فرمایا کرتے تھے، ابن حبان نے **ثقات** میں ذکر کیا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۵۱۰ ج۱۱﴾

(۴) محمد بن عبید اللہ بن محمد القرشی الاموی المدنیؒ:

ابو ثابت کنیت ہے، حضرت عثمان بن عفانؓ کے مولیٰ تھے، کبار مشائخ سے روایت کرتے ہیں، جن میں امام مالک جیسے حضرات ہیں امام بخاری قدس سرہ کے استاذ و شیخ ہیں **قال ابو حاتم صدوق، ذکرہ ابن حبان فی الثقات۔** ﴿تہذیب الکمال ص۲۴ ج۱۷﴾

حافظ ابن حجر قدس سرہ فرماتے ہیں، **وقال الدار قطنی ثقة حافظ**، امام بخاریؒ نے ان سے ۱۳؍روایات ذکر فرمائی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۲۸۹ ج۹﴾

(۵) ابو یعقوب اسحاق بن محمد الفروی المدنیؒ:

آپ بھی امام بخاریؒ کے اساتذہ میں شامل ہیں، امام مالک وغیرہ کے شاگرد ہیں، **کما قال الذھبی حدث عنه البخاری۔** ﴿سیر اعلام النبلاء ص۶۴۹ ج۱۰﴾

ابو حاتم نے "صدوق" فرمایا ہے کیونکہ اخیر عمر میں نظر چلی گئی تھی، اس وجہ سے دوسروں سے سنا کرتے تھے، **ذکرہ ابن حبان فی الثقات، وقال الدار قطنی ضعیف**، امام بخاریؒ نے ان سے روایت کی ہے، اس کو بعض محدثین نے اچھا نہیں سمجھا کہ ضعیف راوی ہیں، ان سے روایت نہ لینی چاہیئے تھی، لیکن علامہ ذھبی نے فرمایا کہ میرے نزدیک ابو حاتم کا قول زیادہ صحیح ہے، امام بخاریؒ نے فرمایا ۲۲۶ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۶۴۹ ج۱۰﴾

قال ابن حجر قال النسائی متروک وقال الآجری سألت اباداؤد عنه فوھاہ جداً وقال الساجی فیه لین روی عن مالک احادیث تفرد بھا وقال العقیلی جاء عن مالک باحادیث کثیرة لایتابع علیھا قال الحاکم عیب علی محمد اخراج حدیثه ۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۲۱۷ ج۱﴾

(٦) مطّرف بن عبداللہ الہلالی ابومصعب المدنیؒ :

مولی میمونة زوج النبی ﷺ ابن اخت مالک بن انسؓ وقیل ان مطرفا لقب،روی عن کثیر من المشائخ منهم خاله مالک۔ ﴿تہذیب الکمال ص۱۴۴ ج۱۸﴾

وروی عنه کثیر من المشائخ منهم الامام الهمام قدوة الأنام البخاریؒ۔

﴿تہذیب الکمال ص۱۴۵ ج۱۸﴾

قال عبد الرحمن بن ابی حاتم سئل ابی عنه فقال مضطرب الحدیث صدوق قلت لابی من احب الیک مطرف او اسماعیل بن ابی اویس فقال مطرف .مولده ۱۳۷ھ مات ۲۱۴ھ وقال ابو حاتم ۲۲۰ھ کذا قال المزیؒ۔

قال العلامة ابن حجر امه اخت مالک،ذکره ابن حبان فی الثقات وقال الدار قطنی ثقة وقال ابن سعد کان ثقة وبه صم ،یعنی اپنی ذات میں ثقہ تھےاور کانوں میں بہراپن تھا۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۱۵۹ ج۱۰﴾

(۷) اسماعیل بن ابی اویس المدنیؒ:

اپنے وقت کے امام، **حافظِ حدیث**، **صدوق** تھے،امام بخاریؒ کے استاذ وشیخ ہیں،اسطرح امام مسلم،ابوداؤد،ترمذی وغیرہم بھی شاگرد ہیں،علامہ ذھبی فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ کے عالم اورانکے محدث تھے،حافظہ کچھ کم تھا۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایالابأس به عن ابن معین صدوق ضعیف العقل لیس بذاک یعنی لا یحسن الحدیث ولایعرف ان یؤدیه وانه یقرء من غیر کتابه .قال ابوحاتم محله الصدق وکان مغفلا قال النسائی ضعیف وقال مرةلیس بثقة. ولادت در۱۳۹ھ۔

امام احمد کے سامنے ان کا ذکر آیا تو فرمایا کہ وہ اچھے ہیں اور مسئلہ خلقِ قرآن میں ان کا کردار بہت اچھا رہا وقام فی امر المحنۃ مقاماً محموداً۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۹۴ ج ۱۰﴾

امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ مدینہ میں اب ان سے بڑا عالم کون ہے؟ ھو عالم کثیر العلم۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۹۴ ج ۱۰﴾

(۸) ابراھیم بن المنذر القرشی الاسدی الجزامی المدنیؒ :

ابواسحاق کنیت ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں ﴿تہذیب الکمال ص ۴۳۱ ج ۱﴾۔

اور آپ سے امام بخاری، ابن ماجہ جیسے محدثین نے استفادہ کیا اور روایات اپنی کتابوں میں ذکر کی ہیں، عبدالخالق بن منصور نے یحییٰ بن معینؒ سے نقل کیا ہے کہ آپ ثقہ ہیں، امام نسائی نے فرمایا لیس بہ بأس۔

صالح بن محمد نے فرمایا ”صدوق“ زکریا بن یحییٰ الساجی کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امام احمد بن حنبل ان کے بارے میں کلام کرتے تھے اور ان کی مذمت کرتے تھے لیکن امام یحییٰ بن معین اور دوسرے حفاظِ حدیث نے ان کی روایات پسند کی ہیں اور ان کو ثقہ قرار دیا ہے، اور آپ کی وفات ۲۳۵ھ یا ۲۳۶ھ میں ہوئی ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۴۳۴ ج ۱﴾

حافظ ابن حجر نے دار قطنی سے ثقہ نقل فرمایا نیز ابن حبان نے بھی ثقات میں ذکر فرمایا ہے۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۱۴۵ ج ۱﴾

(۹) ابراھیم بن حمزہ مدنیؒ :

حضرت عبداللہ بن زبیر بن العوامؓ کی اولاد میں سے ہیں، کبار ائمہ میں شمار ہوتے ہیں، کنیت ابواسحاق ہے، کبار علماء سے علمِ حدیث حاصل کیا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۶۱ ج ۱۱﴾

مدینہ طیبہ کے ائمہ اثبات میں مانے جاتے تھے، امام بخاری کے استاذ وشیخ ہیں، امام ابوحاتم

نے **صدوق** فرمایا، محمد بن سعد نے **ثقہ** ، **صدوق** فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ بکثرت ربذہ مقام پر تجارت کے لئے آتے رہتے تھے اور وہیں قیام کرتے تھے اور نماز عیدین پڑھنے کے لئے مدینہ طیبہ میں آتے تھے، امام بخاری نے فرمایا کہ ان کا انتقال ۲۳۰ھ میں ہوا۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۶۱ ج ۱۱﴾ ﴿تہذیب الکمال ص ۳۴۱ ج ۱۵﴾ ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۰۱ ج ۱﴾

اللہ پاک آپ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین)

(۱۰) یوب بن سلیمان بن بلال القرشی المدنیؒ

ابو یحییٰ کنیت ہے، آپ کبار علماء سے روایت کرتے ہیں، امام بخاریؒ کے استاذ و شیخ ہیں، اور محدثین کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص ۴۱۳ ج ۲﴾

ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال سمع مالکاً یعنی امام مالک سے روایت سننے کا شرف حاصل ہوا، وفات ۲۲۴ھ میں ہوئی۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۴۱۴ ج ۲﴾

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں **قال الآجری عن ابی داؤد ثقةً وقال الحاکم عن الدار قطنی لیس به بأس، قال ابن عبد البر فی التمهید: ایوب بن سلیمان بن بلال ضعیف** مگر حافظ نے فرمایا کہ یہ وہم ہے، اکثر علماء نے ان کو ثقہ فرمایا ہے سوائے ساجی اور ازدیؒ کے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۵۳ ج ۱﴾

(۱۱) محمد بن عبید المدنیؒ:

مولی ابن جدعان، آپ محمد بن عبید بن میمون القرشی التیمیؒ ہیں، کنیت ابو عبید ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۳۷ ج ۱۷﴾

آپ کے شاگردوں میں بڑے بڑے محدث حضرات ہیں جن میں سید المحدثین حضرت

امامِ ہمام بخاریؒ بھی ہیں، ابوزرعہ، ابوحاتم بھی ہیں، **قال ابو حاتم شیخ، وذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ربما اخطأ۔** ﴿تہذیب الکمال ص ۳۸ ج ۱۷﴾

حضرت علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ ابوعلی غسّانی نے ان کا ذکر شیوخِ ابوداؤد میں بھی کیا ہے، امام بخاریؒ نے ان سے بخاری شریف کے اندر ۱۳/ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۲۹۶ ج ۹﴾

(۱۲) عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب مدنی القعنبیؒ:

حضرت قعنبی ابدالین میں سے تھے۔ ﴿سیر اعلام ص ۲۵۷ ج ۱۰﴾

علامہ ذھبیؒ نے آپ کو **امام، ثبت، قدوۃ،** شیخ الاسلام جیسے وقیع الفاظ سے یاد فرمایا ہے، نزیل البصرہ ثم مکہ، اپنے جدامجد کی طرف منسوب ہوکر قعنبی کہلاتے ہیں۔

﴿وفیات الاعیان ص ۴۰ ج ۳﴾

ولادت ۱۳۰ھ کے کچھ بعد ہوئی ہے، کبار محدثین سے استفادہ فرمایا جن میں امام شعبہ، امام مالک، نافع بن عمر جمحی جیسے بزرگ ہیں اور آپ کے تلامذہ میں امام بخاری وامام مسلم، ابو داؤد جیسے اساطینِ حدیث ہیں۔

امام ترمذی امام نسائی نے واسطہ سے روایت کی ہے، امام شعبہ سے آپ کی ملاقات ان کے آخری دور میں ہوئی تھی اس وجہ سے ان سے بہت کم روایات سننے کا موقع ملا تھا۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۲۶۳ ج ۱۰﴾

امام ابوزرعہ رازی کہتے ہیں کہ میری نظر میں محدثین کرام میں قعنبی سے بڑا بزرگ محدث دوسرا کوئی نہیں ہے بہت زیادہ خاشع اور خائف من اللہ تھے۔

امام مالک کے خاص تلامذہ میں جانے جاتے ہیں، خود کہتے ہیں کہ میں امام مالک کی

خدمت میں ۳۰ رسال گیا اور مؤطا میں جو بھی روایت ہے اس کو میں نے ان سے بار بار سنا ہے۔

علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں کہ اخذ العلم عن مالکؒ وھو من جلّۃ اصحابہ وفضلائھم وثقاتھم وخیارھم۔ ﴿وفیات الاعیان ص۴۰ ج۳﴾

عبد الصمد بن فضیل کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے چار بزرگوں سے بڑا بزرگ دوسرا نہیں دیکھا جن میں انہوں نے حضرت قعنبی کا ذکر بھی کیا۔

امام حدیث علی بن المدینی مؤطا کے راویوں میں قعنبی کو سب سے راجح قرار دیتے تھے ، یہاں تک کہ معن بن عیسی کو بھی دوسرے درجہ پر رکھتے تھے۔

امام یحیٰی بن معین فرماتے ہیں کہ میں نے خالص اللہ پاک کی رضا کے لئے حدیث بیان کرنے والا امام وکیع اور قعنبی جیسا دوسرا نہیں دیکھا، یہ تعریف میں مبالغہ کرنے کا ایک انداز ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے اس زمانہ کے محدثین عظام خالص اللہ پاک کے لئے بیان نہ کرتے تھے، عمر بن علی فلاس کہتے تھے کہ قعنبی مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔

علامہ ذھبیؒ نے بعض اکابر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابدالین میں سے تھے، بصرہ کے اندر علم کے ساتھ ساتھ عبادت، تقویٰ وطہارت میں بھی بہت اُونچا درجہ رکھتے تھے، یہاں تک کہ لوگوں نے آپ کو راھب (بزرگ) کہکر پکارنا شروع کر دیا تھا، جہنم سے بہت زیادہ ڈرتے تھے، ہر وقت خوف کا عالم طاری رہتا تھا۔

امام مالکؒ اپنے شاگرد قعنبی کا احترام فرمایا کرتے تھے، اوران کی خوب تعریف کرتے تھے، ایک بار وہ سفر سے آئے تو آپ نے فرمایا اپنے پاس بیٹھنے والوں سے کہو کہ ہمیں کھڑا کر دو اس شخص کے اکرام کے لئے جو اس روئے زمین کا سب سے عمدہ آدمی ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۲۶۳ ج ۱۰﴾

وفات ۲۲۱ھ ماہ محرم میں ہوئی۔

قعنبی اپنے شیخ واستاذ امام مالکؒ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔

قعنبی کہتے ہیں کہ ایک بار میں اپنے محبوب استاذ امام مالک کے پاس گیا تو دیکھا کہ حضرت الاستاذ زار وقطار رو رہے ہیں، میں نے رونے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ مسائلِ دین کے بارے میں مجھ سے خطاء اور تفریط ہوگئی ہے اے کاش کہ میرے کو ڑے لگادیئے جاتے، مگر مجھ سے غلطی نہ ہوتی۔ ﴿سیر الاعلام النبلاء ص۲۶۴ ج۱۰﴾

ایسے بزرگ سے جنہوں نے پڑھا ہو ان پر بھی ایسا ہی رنگ ہوگا اور آج کل علماء کے اندر جو بے خوفی کا عالم طاری ہے اور خشیت اور خوف کے آثار جو صالحین پر طاری رہتے تھے وہ معدوم ہیں ایسی صورت حال کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ یہ زمانہ قرب قیامت کا ہے۔

اللہ پاک ہی ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور ہمیں صالحین کے اوصاف سے مالا مال فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

مشائخ کوفہ

(۱۳) محمد بن عبد اللہ بن نمیر الکوفیؒ:

دُرّۃ العراق، اپنے زمانہ کے **امامِ حدیث**، **ثقہ**، **ثبت**، **حجۃ**، **شیخ الاسلام** تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۵۵ ج ۱۱﴾

ولادت ۱۶۰ھ کے کچھ بعد بتائی جاتی ہے، امام احمد بن حنبلؒ اور علی بن المدینیؒ کے اقران و معاصرین میں سے ہیں، کبار مشائخ سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے نقل کرنے والے حضرات میں بھی بڑے بڑے ائمہ ہیں، جیسے امام بخاریؒ، محمد بن یحییٰ الذھلی، امام مسلم وغیرہم، اپنے زمانہ کے علماء کے رئیس تھے، علم وعمل میں جامع تھے، بڑے عابد وزاہد شخص تھے، امام احمد بن حنبلؒ آپ کی بہت زیادہ تعظیم کیا کرتے تھے، اور ان کو **دُرّۃُ العراق** یعنی عراق کا موتی اور ہیرا کہا کرتے تھے، یعنی وہاں کی نمایاں شخصیت قرار دیتے تھے۔

امام احمد اور یحییٰ بن معین بھی ان کے قول کا اعتبار کرتے تھے اور بہت سے شیوخ کے بارے میں ان کے قول کی اتباع کرتے تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۵۶ ج ۱۱﴾

امام نسائی نے ”ثقہ مامون“ اور ابن حبان نے حفاظِ متقنین میں قرار دیا ہے اور **و من اھل الورع فی الدین** فرمایا ہے، امام بخاری نے فرمایا کہ ان کا ۲۳۴ھ میں انتقال ہوا ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۵۵ ج ۱۱﴾

(۱۴) مالک بن اسماعیل بن درہم ابو غسان الکوفیؒ:

النھدی، الکوفی، ابن بنت حماد ابی سلیمانؒ، آپ کے مشائخ کی ایک بڑی تعداد ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۳۷۸ ج ۱۷﴾

اورآپ کے تلامذہ کی بھی ایک بڑی تعداد ہے،ان میں امام بخاریؒ بھی ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص۳۷۹ ج۱۷﴾

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ کوفہ کے مشائخ میں آپ سے زیادہ **قوی الضبط والاتقان** دوسرا کوئی نہیں تھا،اور بڑے عابدوزاہد بزرگ تھے۔

محمد بن عبداللہ بن نمیر نے فرمایا کہ'' **ابوغسان من ائمة المحدثین** '' ہیں،آپ علم وعمل، زہد وتقویٰ، استقامت علی الشریعۃ، کثرتِ عبادت میں معروف ومشہور تھے،آپ پر ہردم خوفِ خدا طاری رہتا تھا۔

قال النسائی ثقة وذکره ابن حبان فی الثقات ابن سعداورامام بخاریؒ کے قول کے مطابق ۲۱۹ھ میں وفات ہوئی ہے،بعض حضرات نے ان پر تشیع کاالزام بھی لگایا ہے۔

﴿تہذیب التہذیب ص۵ ج۱۰﴾

(۱۴) محمد بن العلاء بن کریب الہمدانی الکوفیؒ:

آپ کی کنیت ابوکریب ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں،اور بڑے بڑے حضرات نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۱۳۰۔۱۳۱ ج۱۷﴾

آپ بڑے زبردست محدث تھے، **قال ابو حاتم صدوق قال النسائی لابأس به وقال فی موضع آخر ثقة وذکره ابن حبان فی الثقات** ۔بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ امام احمد بن حنبل کے بعد ہم نے ابوکریب سے بڑا حافظِ حدیث دوسرا کوئی نہیں دیکھا۔ ۲۴۸ھ میں وفات ہوئی۔ ﴿تہذیب الکمال ص۱۳۲ ج۱۷﴾

امام بخاریؒ نے آپ کی سند سے ۷۵/روایات ذکر فرمائی ہیں اور امام مسلمؒ نے ۵۵۶/روایات ذکرفرمائی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۳۴۳ ج۹﴾

لطیفہ:''**بطنی احوج الی هٰذامن رأسی**'' کہتے ہیں کہ آپ کے سر پر خشکی کا

غلبہ ہو گیا تو لوگوں نے فالودہ کے ساتھ خوشبو کا لیپ سر پر رکھا آپ نے اس کو لیکر اپنے منھ میں رکھا اور یہ فرمایا کہ پیٹ اس کا زیادہ ضرورت مند ہے سر کی بہ نسبت۔

ابو علی نیشاپوریؒ کہتے ہیں کہ ابو العباس بن عقدہ نے فرمایا کہ میں ان کو کوفہ کے تمام محدثین پر حفظِ حدیث اور معرفتِ رجال میں فوقیت دیتا ہوں اور ان کی تین لاکھ روایات میرے سامنے آئی ہیں، واللہ أعلم بالصواب۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۴۳ ج ۹﴾

(۱۵) احمد بن اشکاب الکوفیؒ:

ابو عبد اللّٰہ الحضرمی الکوفی الصفّار، نزیل مصر، اپنے وقت کے حافظ بہت بڑے عالم تھے، احمد بن معمر بن اشکاب وقیل ابن عبید اللہ بن اشکاب، کبار مشائخ سے روایت کرتے ہیں، آپ سے امام بخاریؒ، ابو حاتم اور ایک جماعت نے احادیث کا سماع کیا تھا، قال ابو حاتم ثقة مامون، قال ابو زرعة صاحب حدیث ادرکته ولم اکتب عنه قال البخاری آخر مالقیت بمصر سنة سبع عشرة ومئتین۔ اشکاب ہمزہ کے فتح اور کسرہ کے ساتھ دونوں طرح درست ہیں۔

یحیٰی بن معین جیسے بزرگ نے آپ سے استفادہ کیا اور خوب لکھا تھا۔ ۲۱۷ھ یا ۲۱۸ھ میں انتقال فرمایا ہے اور ایک قول ۲۱۹ھ کا بھی ملتا ہے۔

پیتل کے بنے ہوئے برتن فروخت کرنے کی وجہ سے آپ کو صفّار کہا جاتا ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۶۵۷ ج ۱۰﴾ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۱۱ ج ۱﴾ ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۴ ج ۱﴾

(۱۵) اسماعیل بن ابان الورّاق الأزدی الکوفیؒ

ابو ابراہیم کنیت ہے، روی عن کثیر من المشائخ الکبار۔

﴿تہذیب الکمال ص ۱۱۷ ج ۲﴾

وروی عنه کثیر من الخلق ومنهم الامام السید البخاریؒ۔

﴿تہذیب الکمال ص ۱۱۸ ج ۲﴾

قال عبد اللہ بن احمد عن ابیه ثقة ، وقال الامام البخاریؒ صدوق، وقال النسائی لیس به بأس وقال الجوزجانی اسماعیل بن ابان کان ما ئلا عن الحق ، ولم یکن یکذب فی الحدیث، قال ابو احمد بن عدی یعنی ما علیه الکوفیون من التشیع ،واما الصدق فهو صدوق فی الروایة وروی له ابو داؤد فی فضائل الانصار والترمذی ایضاً.مات ۲۱۶ھ ۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۲۰ ج ۲﴾۔

(۱۶) محمد بن سابق تمیمی الکوفیؒ

ابوجعفر کنیت ہے وقیل ابوسعید، آپ بہت سے مشائخ حدیث سے روایت کرتے ہیں اورآپ سے بھی بہت بڑے بڑے بزرگوں نے روایت لی ہے جن میں امام بخاریؒ بھی ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص ۲۸۹ ج ۱۶﴾

قال العجلی کوفی **ثقة** قال یعقوب بن شیبه کان شیخاً صدوقاً ثقتاً ولیس من یوصف بالضبط للحدیث، قال النسائی لیس به بأ س وذکره ابن حبان فی الثقات۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ کوفہ والوں میں سے ہیں مگر پھر اخیر میں بغداد میں سکونت پذیر ہوگئے تھے اور وہیں انتقال ہوا ہے ۲۱۳ھ یا ۲۱۴ھ یہی امام بخاریؒ کا قول ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص ۲۹۰ ج ۱۶﴾

علامہ ابن حجرؒ نے ابوحاتم سے نقل کیا، یکتب حدیثه ولا یحتج به اور زہرہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے ان سے پانچ یا چھ روایات لی ہیں۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۱۵۵ ج ۹﴾

(۱۷) فروۃ بن ابی المغراء الکوفیؒ :

ابوالقاسم کنیت ہے، بڑے بڑے مشائخ حدیث کے شاگرد ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص۵۳ ج۱۵﴾

اور آپ کے شاگردوں میں اسلام کی مایۂ ناز ہستیاں ہیں، جن میں امام بخاریؒ جیسے اسلام کے عظیم فرزند ہیں، قال ابو حاتم صدوق امام بخاریؒ اور ابن حبان نے فرمایا کہ وفات ۲۲۵ھ میں ہوئی ہے کذا قال العلامه المزی۔ ﴿تہذیب الکمال ص۵۳ ج۱۵﴾

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ دارقطنی نے توثیق کی ہے، ذکره ابن حبان فی الثقات وقیل اسمه معدیکرب الکندی۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۲۳۹ ج۸﴾

(۱۸) حسن بن الربیع الکوفیؒ

ابوعلی کنیت ہے، حصار، اور خشاب کہا جاتا ہے، لانه یبیع البواری والخشب کبار مشائخ حدیث سے روایت کرتے ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص۳۳۰ ج۴﴾

بہت بڑی تعداد نے آپ سے استفادہ کیا ان میں سید المحدثین امام بخاریؒ جیسے بزرگ بھی ہیں، عجلی نے فرمایا کہ کوفہ کے رہنے والے تھے اور ثقہ تھے، اور بہت نیک صالح، عابد و زاہد بزرگ تھے، ابوحاتم نے فرمایا کہ امام شافعیؒ کے اصحاب میں قابل اعتماد لوگوں میں سے تھے اور امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ۲۲۰ھ یا اسکے آس پاس انتقال ہوا، محمد بن سعدؒ نے ۲۲۱ھ کہا ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص۳۳۲ ج۴﴾

حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ ابن حبان نے ثقات میں لکھا ہے، اور فرمایا هو الذی غمض ابن المبارک و دفنه۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۴۳ ج۲﴾

(۱۹) محمد بن عبد اللہ بن حوشب الطائفی ثم الکوفیؒ :

کبار محدثین کے شاگرد ہیں، امام بخاری قدس سرہ کے استاذ وشیخ ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص ۴۱۶ ج ۱۶﴾

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن شاہین نے ثقات میں لکھا ہے اور حضرت یحییٰ بن معین نے فرمایا: لیس به بأس۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۲۶ ج ۹﴾

(۲۰) قبیصہ بن عقبہ السُّوائی الکوفیؒ :

ابو عامر کنیت ہے، کبار مشائخِ حدیث سے روایت کرتے ہیں جن میں امام شعبہ، حمزۃ بن حبیب الزیّات، وغیرہ اکابر ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۱۵ ج ۱۵﴾

آپ سے بڑے بڑے مشائخ نے احادیث لی ہیں، امام بخاری بھی آپ کے شاگرد ہیں، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ امام ابو زرعہ سے معلوم کیا گیا کہ قبیصہ اور ابو نعیم کیسے ہیں؟ فرمایا کہ قبیصہ افضل ہیں دونوں میں اور ابو نعیم اتقن ہیں۔

اسحاق بن سیار کہتے ہیں کہ شیوخِ حدیث میں میں نے قبیصہ سے زیادہ حافظ دوسرا کوئی نہیں دیکھا ہے، حضرت قبیصہ خدا تعالیٰ کے خوف سے کثرت سے رویا کرتے تھے، ھناد کہتے ہیں کہ وہ بہت نیک آدمی تھے اور خود حضرت ھناد کثیر البکاء تھے۔

حفص بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے قبیصہ جیسا دوسرا کوئی نہیں دیکھا ہے اور میں نے کبھی ان کو ہنستے نہیں دیکھا اور وہ بزرگ لوگوں میں سے تھے، من عباد الله الصالحين۔

حضرت یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ قبیصہ ہر شئی میں ثقہ تھے، مگر سفیان کی روایات میں زیادہ قوی نہ تھے، کیونکہ وہ روایات انہوں نے ان سے جب سنی تھیں جب وہ صغیر السن تھے، مگر قبیصہ فرماتے ہیں کہ جالست سفيان الثوری وانا ابن ست عشرة سنة ثلاث سنين۔

قال النسائی لیس بہ بأس وذکرہ ابن حبان فی الثقات، وفات در ۲۱۳ھ وقیل ۲۱۵ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۱۸ ج۱۵﴾

حافظ الدنیا علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ ابن سعد نے فرمایا: کان ثقۃً صدوقاً کثیر الحدیث عن سفیان الثوری، وفی الزھرۃ روی عنہ البخاریؒ اربعۃو اربعین حدیثاً

﴿تہذیب التہذیب ص۳۱۳ ج۸﴾۔

(۲۱) احمد بن یونس الکوفیؒ:

اپنے وقت کے امام حافظ، حجت بزرگ تھے، ابوعبداللہ کنیت ہے، کوفہ کے باشندہ ہیں، ولادت در ۱۳۲ھ، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے بھی کبار محدثین نے استفادہ کیا جن میں امام بخاری اور امام مسلم جیسے حضرات ہیں۔

حضرت امام احمد سے کسی نے ان کے بارےمیں معلوم کیا فرمایا ضرور جاؤ اور ان سے سنکر لکھو وہ تو شیخ الاسلام ہیں، امام ابوحاتم نے فرمایا: **کان ثقۃً، متقناً**، امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ربیع الثانی ۲۲۷ھ میں انتقال ہوا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۵۸ ج۱۰﴾۔

(۲۲) حضرت اسماعیل بن خلیل الکوفیؒ:

آپ اسماعیل بن الخلیل الخزّار الکوفیؒ ہیں، ابوعبداللہ کنیت ہے آپ نے کبار محدثین سے استفادہ کیا جن میں حفص بن غیاث، یحییٰ بن زکریا بن زائدہ جیسے بزرگ محدثین ہیں اور آپ سے بھی کبار علماء نے فیض حاصل کیا جن میں امام بخاری اور امام مسلم جیسے مشہورِ زمانہ محدثین ہیں،

قال ابو حاتم کان من الثقات و قال محمد بن عبد اللہ الحضرمی کان ثقۃ و کتب عنہ ابن نمیر ومات ۲۲۵ھ. ﴿تہذیب الکمال ص۱۶۴ ج۲﴾۔

قال ابن حجر قال العجلی ثقۃ، صاحب سنۃ و ذکرہ ابن حبان

فی الثقات. ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۵۷ ج ۱۱﴾۔

(۲۳) یحییٰ بن سلیمان الجُعفی الکوفیؒ:

آپ کی کنیت ابوسعید ہے، کوفہ کے باشندہ ہیں، آخر عمر میں سکونت مصر میں اختیار فرمائی تھی بہترین قاری قرآن تھے اور محدث بھی تھے، کبار علماء سے روایت کرتے ہیں جن میں امام وکیع، اسماعیل بن علیہ جیسے بزرگ ہیں اور آپ سے بڑے بڑے محدثین نے فیض حاصل کیا ہے جن میں امام بخاری جیسے عالمِ کامل، محدثِ جلیل ہیں اور محمد بن یحییٰ الذہلی جیسے امام ہیں، قال ابو حاتم شیخ وقال النسائی لیس بثقة، مگر ابن حبان نے ثقات میں لکھا ہے، وفات در مصر ۲۳۷ھ یا ۲۳۸ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۱۸ ج ۲۰﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ امام دارقطنی نے ثقہ فرمایا، وقال مسلمة ابن قاسم ثقة، اسی طرح عقیلی کے نزدیک بھی ثقہ تھے وله احادیث مناكير، ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۹۹ ج ۱۱﴾۔

(۲۴) عمر بن حفص بن غیاث الکوفیؒ:

کنیت ابوحفص ہے، علماء اثبات، ثقات میں سے ہیں، اپنے والد بزرگوار حفص بن غیاث القاضی اور ابوبکر بن عیاش وغیرہما سے روایت کرتے ہیں آپ بھی امام بخاریؒ کے شیوخ میں سے ہیں جن سے امام نے بکثرت روایات لی ہیں۔

وثقه ابو حاتم وذكره ابن حبان فی الثقات وقال ربما اخطأ۔

﴿تہذیب الکمال ص ۴۵ ج ۱۴﴾

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ان کا انتقال ۲۲۲ھ میں ہوا ہے کوفہ شہر میں، روى له الباقون سوى ابن ماجه. ﴿تہذیب الکمال ص ۴۵ ج ۱۴﴾۔

(۲۵) عثمان بن ابی شیبہ الکوفیؒ:

اپنے دور کے امام، حافظِ حدیث، محدثِ جلیل، مفسرِ علام تھے، ابوالحسن کنیت ہے،

کوفہ کے باشندہ ہیں، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ ہیں، ابوبکر بن ابی شیبہ کے بھائی ہیں، جو مشہور ائمۂ حدیث میں سے ہیں، ۱۶۰ھ کے کچھ بعد پیدا ہوئے، کبار محدثین سے علوم حدیث سیکھے ان میں امامِ وکیع، یحییٰ بن آدم، عفانؔ، یزید بن ھارون، اور ایک بڑی جماعت ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۱۵۲ ج ۱۱﴾

بڑے بڑے محدثین آپ کے شاگرد ہیں، جن میں امام بخاریؒ جیسے عظیم الشان محدث آپ کے تلمیذِ رشید ہیں، امام مسلم بھی شاگرد ہیں اور بہت بڑی مخلوق نے آپ سے فیض پایا، امام احمد بن حنبل قدس سرہ سے معلوم کیا گیا تو آپ نے ان کی تعریف فرمائی اور فرمایا **ماعلمت الاخیراً** اور کبھی ان پر کسی وجہ سے امام احمد ناراض بھی ہوئے تھے، امام یحییٰ بن معین نے "**ثقۃٌ مـامونٌ**" فرمایا ہے، امام بخاری قدس سرہ نے ان سے بخاری شریف میں بکثرت روایات لی ہیں، وفات در ۲۳۹ھ۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۱۵۳ ج ۱۱﴾۔

(۲۶) عثمان بن سعید الکوفیؒ:

آپ عثمان بن سعید ابن عمّار الازدی القرشی الزیّات ہیںؒ، کبار علماء سے احادیث کا علم سیکھا، اور ایک مخلوق کو فائدہ پہنچایا، امام بخاریؒ جیسے علامۂ دہر، محدث، مجتہدِ زماں آپ کے شاگرد ہیں، **قال ابو حاتم "لاباس به"**. ﴿تہذیب الکمال ص ۴۰۸ ج ۱۲﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا "**ذکـره ابـن حبـان فی الثقات**" حاکم نے "مستدرک" میں فرمایا "**ثقۃٌ**"۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۰۹ ج ۷﴾۔

(۲۷) یحییٰ بن یعلی المحاربی ابوزکریا الکوفیؒ:

کبار مشائخ سے روایت کرتے ہیں اور آپ کے تلامذہ بھی کثیر تعداد میں ہیں، ان میں امام بخاریؒ بھی ہیں، امام حاتم نے "**ثقہ**" فرمایا ہے، ابن حبان نے **ثقات** میں لکھا ہے،

امام ترمذی کے علاوہ باقی سب نے ان سے روایت کی ہے، ۲۱۶ھ میں وفات ہوئی ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص ۲۶۳ ج ۲۰﴾

(۲۸) خلاد بن یحییٰ السلمی ابو محمد الکوفیؒ:

روی عن کثیر من المحدثین ذکرهم المزی وروی عنه ایضاً کثیر من المحدثین ذکرهم المزی وحدث عنه البخاریؒ فی صحیحه قال احمد ثقة أو صدوق ولکن کان یری شیئاً من الارجاء، قال محمد بن عبد الله بن نمیر صدوق الا ان فی حدیثه غلطاً قلیلاً ۔ ذکره ابن حبان فی الثقات قال ابو داؤد لیس به بأس قال البخاری سکن مکة ومات بها قریباً من ثلاث عشرة ومئتین۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۵۲۴ ج ۵﴾

(۲۹) عبید اللہ بن موسیٰ الکوفیؒ:

آپ عبید اللہ بن موسیٰ بن ابی المختار ہیں، کنیت ابو محمد ہے کوفہ کے رہنے والے ہیں بہت بڑے بڑے محدثین سے روایتِ حدیث کرتے ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۷۲ ج ۱۲﴾۔

آپ سے روایتِ حدیث کرنے والوں میں حدیث کے بڑے بڑے ائمہ کرام ہیں ان میں امام بخاریؒ بھی ہیں، اور بہت سے اکابر واسلاف ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۷۲ ج ۱۲﴾۔

امام احمد بن حنبلؒ ان کو حدیث کے معاملہ میں اچھا نہیں سمجھتے تھے اور شیعیت کی وجہ سے ان سے روایت نہ کرتے تھے یحییٰ بن معین نے ثقہ فرمایا ہے، معاویہ بن صالح کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے انکے بارے میں معلوم کیا تو فرمایا کہ میں نے ان سے روایات لکھی ہیں تم بھی لکھا کرو، احمد بن عبد اللہ عجلی نے فرمایا کہ ثقہ تھے اور عالم بالقرآن الکریم تھے اور علم میں بڑے آدمی تھے، اور یہ بھی فرمایا بزرگ آدمی اللہ پاک سے ڈرنیوالے تھے، میں نے ان کو سر

اوپر کیئے ہوئے اور ہنستے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔

ابوعبید آجری نے امام ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ آپ شیعہ ضرور تھے لیکن ان کی روایت معتبر اور جائز تھی، اور امام بخاریؒ اور محمد بن سعد نے فرمایا کہ ان کی وفات ۲۱۳ھ میں اور بعض دوسرے بزرگوں نے ۲۱۴ھ میں فرمایا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۷۴ ج ۱۲﴾۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ علامہ جوزجانی نے کہا کہ عبیداللہ بن موسیٰ اغلی واسوء مذهباً واروىٰ للعجائب مذہب کے اعتبار سے شیعیت میں غلو کرنے والے اور برے عقیدے رکھنے والے تھے اور شیعیت کی تائید میں عجائبات بیان کرنے والے تھے، اس وجہ سے بہت سے حضرات نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے، ابن قانع نے فرمایا کہ نیک تھے مگر شیعہ تھے اور علامہ ساجی نے فرمایا سچے تھے، مگر شیعیت کے سلسلہ میں غلو سے کام لیا کرتے تھے، امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ مناکیر روایت کرتے ہیں، امام بخاری قدس سرہ نے ان سے ۲۷/روایات ذکر فرمائی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۴۸ ج ۷﴾۔

(۳۰) خالد بن مخلد قُطوانی الکوفیؒ:

قطوان کوفہ میں ایک جگہ ہے وہاں کی طرف منسوب ہیں ابوھیثم کنیت ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، جن کے اسماء گرامی علامہ جمال الدین مزیؒ نے تہذیب الکمال ص ۴۰۸ ج ۵ میں ذکر فرمائے ہیں، اور آپ سے بھی بڑے بڑے محدثین نے روایت کی ہے جن میں امام بخاریؒ ہیں، امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ والد صاحب نے فرمایا کہ وہ احادیث مناکیر روایت کرتے ہیں۔

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا مابه بأس ابوحاتم نے فرمایا یکتب حدیثه ، ابوعبید آجری کہتے ہیں کہ امام ابوداؤد سے معلوم کیا گیا تو فرمایا صدوق ہیں لیکن شیعہ تھے اور علامہ ابن

سعد نے فرمایا کہ شیعیت کی طرف صرف میلان رکھتے تھے اور بعض نے کہا کہ افراط بھی کرتے تھے لیکن ضرورت کی وجہ سے محدثین نے ان سے روایات لکھی تھیں ،ابو احمد بن عدی نے فرمایا کہ آپ کوفہ کے اندر مکثرین فی الحدیث بزرگوں میں شامل ہیں،**وھو عندی ان شاء اللہ تعالی لابأس بہ**،وفات در ۲۱۳ھ یا ۲۱۴ھ ۔

﴿تہذیب الکمال ص ۴۰۹ ج ۵﴾ ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۰۱ ج ۳﴾

علامہ عقیلی اور ساجی نے ضعفاء میں ذکر کیا ہے،ابن حبان نے ثقات میں لکھا ہے،ابو الولید نے رجالِ بخاریؒ میں ابو حاتم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے خالد بن مخلد کے بارے میں کہا کہ منکر احادیث روایت کرتے ہیں،مگر ان کی حدیثیں لکھنے کے لائق تھیں، ابو احمد نے فرمایا کہ مگر قابلِ احتجاج واستدلال نہ تھیں ۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۰۲ ج ۳﴾۔

(۳۱) طلق بن غنام الکوفیؒ:

محمد کنیت ہے، حضرت حفص بن غیاث کے چچازاد بھائی تھے، کبار علماء کے شاگرد ہیں اور کبار علماء کے استاذ وشیخ ہیں،ان میں امام بخاریؒ بھی ہیں، **قال آجری عن ابی داؤد صالحٌ ، ذکرہ ابن حبان فی الثقات، قال محمد بن سعد وفات در** ۲۱۱ھ

﴿تہذیب الکمال ص ۲۷۸۔۲۷۹ ج ۹﴾۔

ابن حجر نے ابن سعد سے نقل فرمایا ہے **کان ثقۃ و کان عندہ احادیث** امام عجلیؒ اور دارقطنی نے فرمایا ثقہ تھے، ابن شاہین نے ثقات میں لکھا ہے، اور صرف ابو محمد بن حزم نے ضعیف کہا ہے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۰ ج ۵﴾۔

(۳۲) ابو عبد اللہ الجَرمی الکوفیؒ:

آپ بھی اپنے وقت کے زبردست عالم، فاضل تھے نام سعید بن محمد بن سعید ہے، کوفہ کے مشائخِ علمِ حدیث میں شمار ہوتے ہیں، آپ نے کبار علماء سے استفادہ کیا تھا اور آپ

کے شاگردوں میں امام بخاریؒ بھی ہیں، اور مسلم وغیرہ بھی ہیں اور دوسرے بڑے بڑے علماء ہیں محمد بن یحییٰ ذہلی اور ابوزرعہ جیسے امام احمد بن حنبل کے ساتھی تھے ان کے ساتھ طلبِ حدیث میں شریک رہتے تھے امام ابوداؤد نے ثقہ فرمایا ہے اور بعض نے شیعیت کا الزام بھی لگایا ہے کہ حضرت علیؓ پر درود پڑھتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۳۰ھ میں انتقال ہوا اسی سن ہجری میں اور بہت سے علماء کا انتقال ہوا تھا۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۶۳۸ ج ۱۰﴾

(۳۳) ابونُعیم فضل بن دُکین الکوفیؒ:

آپ بھی امام بخاری کے استاذ و شیخ ہیں، کوفہ کے مشائخ میں شمار ہوتے تھے، اپنے زمانے کے بڑے حافظِ حدیث شیخ الاسلام تھے، امام بخاری کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں، جن سے امام بخاری نے بکثرت روایات ذکر فرمائی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۴۴ ج ۸﴾۔

امام احمد بن حنبل نے آپ کو وکیع جیسے بزرگ سے اثبت قرار دیا ہے، امام ابوزرعہ نے احمد بن صالح سے نقل کیا ہے کہ میں نے ابونعیم سے زیادہ سچا دوسرا کوئی محدث نہیں دیکھا ہے، آپ کا ضبط و اتقان مسلّم تھا، بعینہ الفاظِ حدیث نقل کرتے تھے، بہت کم فرق آتا تھا، امام ابو نعیم فرمایا کرتے تھے کہ علم حدیث ایسے ہی شخص سے حاصل کرنا چاہیئے جو خوب یاد رکھتا ہو اور امانت دار بھی ہو اور رجال حدیث سے واقف بھی ہو، امام ابونعیم نے فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ نے میری کتابیں دیکھیں اور تعریف کی کہ تمہاری کتابیں بہت صحیح ہیں ان سے زیادہ صحیح میں نے دوسری کتابیں نہیں دیکھی ہیں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۱۵۶ ج ۱۰﴾۔

امام ابونعیم نے حضرت سفیان ثوریؒ سے بہت زیادہ استفادہ کیا تھا، اور حضرت مسعر ابن کدام سے بھی چنانچہ ان کو حضرت سفیان ثوری کی روایات میں سے تین ہزار پانچ سو بلکہ چار ہزار روایات حفظ یاد تھیں، اور حضرت مسعر کی روایات میں سے پانچ سو روایات یاد تھیں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۱۵۶ ج ۱۰﴾ ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۴۶ ج ۸﴾۔

ویسے آپ کے اساتذہ میں بڑے بڑے عالم اور مشائخ ہیں ، امام مالک ، سفیان ثوریؒ اعمش ومسعر ابن کدام جیسے اور آپ کے تلامذہ میں محمد بن یحییٰ ذھلی ، اسحاق بن راھویہ ، امام بخاری جیسے اکابر ہیں۔

لطیفہ:

ابونعیم کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت الاستاذ سفیان ثوری نے مجھ سے مذاق میں فرمایا کہ کیا تم کو دن میں ستارے نظر نہیں آتے ؟ میں نے عرض کیا حضرت آپ کو تو رات میں بھی سب ستارے نظر نہیں آتے ، یہ سن کر حضرت سفیان کو ہنسی آ گئی۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۴۵ ج ۸﴾

حضرت سفیان ثوری کے اصحاب (تلامذہ) میں سب سے اوثق چند حضرات تھے ، ان میں حضرت ابونعیم کا خصوصی مقام تھا۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۴۶ ج ۸﴾۔

علی ابن المدینی نے امام ابونعیم کے بارے میں فرمایا کہ ابونعیم انساب عرب کے سب سے بڑے عالم تھے ، عبدوس بن کامل کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابونعیم کے پاس تھے ربیع الاول کا ماہ چل رہا تھا ، انہوں نے ایک خواب ذکر فرمایا اور اس کی تعبیر بتا دی کہ وہ (ابونعیم) صرف ڈھائی دن یا ڈھائی ماہ یا ڈھائی سال زندہ رہیں گے ، چنانچہ اس خواب کے ڈھائی سال کے بعد انتقال فرمایا۔ ۲۱۹ھ۔ قیل توفی شهیداً. ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۴۸ ج ۸﴾۔

حضرت ابونعیم کی طبیعت میں مذاق بھی تھا ، ایک شخص آپ کے دروازہ پر آیا آپ نے پوچھا کون ہے؟ کہا انا ، فرمایا من انا؟ اس نے کہا آدم کی اولاد میں ہوں ، آپ گھر سے باہر نکلے اور فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی ان کی نسل سے باقی ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۱۵۴ ج ۱۰﴾۔

حضرت ابونعیم کی زندگی میں یہ بہت بڑا سبق ہے کہ علمِ حدیث شریف کے ساتھ اشتغال رکھا جائے ، سیکھنے سکھانے عمل کرنے اور اشاعت کرنے میں لگ کر وقت کو قیمتی بنایا جائے ، اللہ پاک ہم سب کو توفیق عطا فرمائے آمین۔

مشائخِ بصرہ

(۳۴) اسحاق الواسطی البصریؒ:

آپ اسحاق بن وہب بن زیاد العلاّف ہیں، ابو یعقوب کنیت ہے، کبار علماء سے روایت کرتے ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص۸۳ ج۲﴾۔

آپ سے بہت حضرات نے فیض پایا، امام بخاریؒ، امام ابن ماجہ آپ کے شاگرد ہیں، ابو حاتم نے صدوق فرمایا ہے، اور آپ کا انتقال ۲۵۵ھ کے بعد ہوا۔

﴿تہذیب الکمال ص۸۴ ج۲﴾

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا **ذکرہ ابن حبان فی الثقات** ۔

﴿تہذیب التہذیب ص۲۲۲ ج۱﴾

(۳۵) مسدد بن مسرہد البصریؒ:

علامہ ذہبیؒ نے آپ کو امام، حافظِ حدیث، الحجہ اور **احد اعلام الحدیث** کہکر یاد فرمایا ہے، ابو الحسن کنیت ہے، بصرہ کے رہنے والے تھے، آپ کا پورا نسب نامہ عجیب وغریب ناموں پر مشتمل ہے، مسدد بن مسرھد بن مسربل بن مغربل، بن مرعبل، بن ارندل، بن سرندل، بن غرندل، بن ماسک۔ ۱۵۰ھ کے حدود میں پیدا ہوئے۔

کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں جن میں یحییٰ بن سعید القطاّن اور امام وکیع جیسے اکابر شامل ہیں، آپ کے شاگردوں میں بھی بڑے بڑے محدثین کرام ہیں، جن میں امام بخاریؒ، امام ابوداؤد، محمد بن یحییٰ الذھلی، ابوزرعہ، ابو حاتم جیسے علماء زمانہ ہیں، کبار علماء نے توثیق فرمائی ہے، یحییٰ بن معین نے صدوق فرمایا ہے۔

امام نسائی نے ثقہ کہا ہے، **وکذاو ثقه العجلی**، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ آپ اور آپ کے والد، دادا کے نام لکھ کر استعمال کرنے سے بچھو کے کاٹنے کا علاج ہوتا ہے **قاله مازح.** ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۵۹۳۔۵۹۵ ج ۱۰﴾۔

آپ کی دو مسندیں ہیں ایک کو معاذ بن المثنی نے روایت کیا ہے اور دوسری جو چھوٹی ہے اس کو ابو خلیفہ **الجُمَحِی** نے روایت کیا ہے، امام بخاریؒ نے آپ کے نسب نامہ میں مرعبل سے اُوپر ذکر نہیں کیا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۵۹۵ ج ۱۰﴾۔

(۳۶) سلیمان بن حرب البصریؒ:

علامہ ذھبیؒ نے آپ کو امام ثقہ حافظِ حدیث، شیخ الاسلام، قاضی مکہ، کے الفاظ سے یاد کیا ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں جن میں امام شعبہ، حماد بن سلمہ جیسے بڑے حضرات ہیں، اور آپ کے تلامذہ میں بھی بڑے اہم حضرات ہیں، جن میں حمیدی اور امام بخاریؒ جیسے بزرگ محدثین ہیں۔

حضرت سلیمان بن حربؒ کے حلقۂ حدیث میں بیک وقت ۴۰ ہزار افراد شرکت کرتے تھے جیسا کہ ابو حاتم نے فرمایا ہے، بغداد میں آپ کا درس مامون رشید کے محل کے پاس ہوتا تھا اور ایک بڑی جماعت آپ سے استفادہ کرتی تھی، یہاں تک کہ آپ کے لئے منبر بنایا گیا آپ اس پر چڑھ کر روایات سنایا کرتے تھے، اللہ پاک نے آپ کو بہت مضبوط حافظہ عطا فرمایا تھا، یہاں تک کہ روایات کی بڑی بڑی تعداد بغیر کتاب کے سنا دیا کرتے تھے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۳۱ ج ۱۰﴾۔

آپ ایک زمانہ میں مامون رشید کی جانب سے مکہ مکرمہ کے قاضی بھی بنائے گئے تھے۔

(۳۷) سلیمان بن حرب کا ایثار:

مسعری کہتے ہیں کہ ایک شخص سلیمان بن حرب کے پاس آیا اور خبر دی کہ آپ کا فلاں غلام مرگیا ہے، اوراس نے ۲۰ ہزار درہم کی مالیت چھوڑی ہے اس پر فرمایا کہ یہ سارا مال فلاں شخص کو دے دو وہ اس کے زیادہ قریب ہے حالانکہ اس وقت آپ ایک ایک درہم کے ضرورت مند تھے ،اس کے باوجود آپ نے دوسروں کو ترجیح دی۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۳۳ ج ۱۰﴾۔

آپ کو علماء حدیث نے بڑا اُونچا مقام دیا ہے: **قال ابو حاتم الرازی کان سلیمان بن حرب قل من یرضی من المشائخ فاذا رایت قد روی عن شیخ فاعلم انه ثقة.**

یحییٰ ابن اکثم کہتے ہیں کہ مجھ سے مامون رشید نے کہا آپ نے بصرہ میں کس کس کو چھوڑا ہے، میں نے بہت سے مشائخ کا تذکرہ کیا جب ان میں حضرت سلیمان بن حرب کا تذکرہ کیا تو مامون نے کہا کہ وہ تو ثقہ ہیں ''حافظ حدیث'' ہیں بہت زیادہ سمجھ دار ہیں، علامہ ابن سعد وغیرہ نے فرمایا کہ پھر آپ کو قضاء مکہ سے ہٹا دیا گیا تھا اور اپنے وطن بصرہ لوٹ آئے تھے اور وہیں آپکا انتقال ہوا ہے، ولادت ۱۴۰ھ وفات ۲۲۷ھ۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۳۴ ج ۱۰﴾۔

حضرت سلیمان بن حرب کے درس میں جب آپ شریک تھے اس دور کا واقعہ ہے کہ آپ کے ساتھیوں نے امام بخاریؒ سے کہا کہ آپ صرف سنتے ہو لکھتے نہیں ہو، حالانکہ لکھنا ضروری ہے، تب ہی تو یہ محفوظ رہے گا، جب ساتھی تنگ کرنے لگے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت تنگ کردیا ہے جو تم نے اب تک لکھا ہے ہمارے سامنے لاؤ، تو ساتھیوں نے اس کو سامنے رکھدیا فرمایا تم سنو میں تمہیں سناتا ہوں، آپ نے یہ فرما کر سنانا شروع کردیا، یہاں تک کہ پندرہ ہزار احادیث سنادی اور یہ سب روایات زبانی سنائی پھر تو کیا تھا اب ساتھی اپنی اپنی کاپیوں کو آپ کے حفظ وذہن سے درست کرتے تھے، اگر وہ بخاریؒ کی یادداشت کے

مطابق صحیح ہوتا تو اس کو درست سمجھتے ورنہ قلم زد کردیتے۔

(۳۸) بدل بن المحبر التمیمی الیربوعی البصریؒ:

آپ بھی امام بخاریؒ کے بصری مشائخ میں سے ہیں، امام شعبہ جیسے بڑے محدثین سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے روایت کرنے والوں میں بھی بڑے بڑے بزرگ ہیں جن میں امام بخاری جیسے علم وعمل کے پہاڑ بھی ہیں۔

آپ ثقہ اور حافظِ حدیث عالم تھے، علامہ ابن عبدالبرؒ نے فرمایا کہ آپ عندالمحدثین حافظِ حدیث اور ثقہ شمار ہوتے ہیں، اسی طرح امام ابوزرعہ نے ثقہ فرمایا ہے ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے آپ ۲۱۵ھ کے حدود میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ اللہ پاک آپ کے درجات بلند فرمائے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۷۱ ج ۱﴾۔

(۳۹) موسیٰ بن مسعود ابوحذیفہ نہدی البصریؒ:

آپ بھی امام بخاریؒ کے استاذ وشیخ ہیں، امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا الیس ھو من اھل الصدق؟ فرمایا نعم۔

یحییٰ بن معین نے فرمایا: لم یکن من اھل الکذب. بندار نے ضعیف کہا ہے: قیل لیحییٰ ان بنداراً یقع فیه قال یحییٰ ھو خیر من بندار ومن ملء الارض مثله۔ مگر عجلی مفتی اصبہان نے ثقہ اور صدوق فرمایا ہے۔

امام ترمذی نے بھی فرمایا: یضعف فی الحدیث ، مگر ابن حبان نے ثقات میں ذکر فرمایا ہے، حضرت سفیان ثوریؒ نے ان کی والدہ سے نکاح فرمایا تھا، بقول امام بخاریؒ کے ۲۲۰ھ میں انتقال فرمایا اور بعض دوسرے محدثین نے ۲۲۱ھ کہا ہے، ۹۲ رسال عمر تھی، امام ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے بھی ان سے روایات لی ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۵۰۸ ج ۱۸﴾۔

قال ابن خزيمة لا يحتج به وقال ابو عبد الله الحاكم وهو كثير الوهم سيئى الحفظ وكذا قال الدار قطني وقد أخرج له البخارى وهو كثير الوهم تكلموا فيه وقال ابن سعد كثير الحديث ثقة. ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۳۰۔۳۳۱ ج ۱۰﴾۔

(۴۰) عمر بن عاصم البصریؒ:

بقول علامۂ کبیر، مؤرخِ زمانہ، محدث وقت، امام دوراں شمس الدین محمد بن عثمان الذھبیؒ کے آپ حافظِ حدیث تھے اور امام بخاریؒ کے کبار شیوخ میں شمار ہوتے تھے، ثقہ ثبت ہیں، آپ کے اساتذہ بھی بڑے بڑے محدث ہیں، امام شعبہ، جریر بن حازم جیسے اور تلامذہ میں بھی بڑی بڑی شخصیات ہیں، امام بخاریؒ، دارمی جیسے محدث۔

آپ نے حماد بن سلمہ سے خوب استفادہ کیا ایک بڑا ذخیرہ جس کی تعداد ۱۰؍ ہزار سے زیادہ ہے ان سے سنا اور لکھا، بقول امام بخاریؒ کے ۲۱۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۲۵۷ ج ۱۰﴾

اللہ پاک آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کی طرف سے آپ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔

(۴۱) محمد بن سعید الخزاعی البصریؒ:

ابوعمرو یا ابوبکر کنیت تھی، آپ کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں جن میں ابراہیم بن مرزوق، عبدالاعلی بن عبدالاعلی، معتمر بن سلیمان جیسے اکابر علماء ہیں اور آپ کے تلامذہ میں بھی بڑے بڑے محدثین ہیں جن میں سرفہرست سید المحدثین امام بخاریؒ ہیں، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۳۱۱ ج ۱۶﴾۔

علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ امام بخاریؒ نے آپ کے حوالہ سے ۷؍ احادیث ذکر

فرمائی، ہیں، اور آپ کی وفات ۲۳۰ھ میں ہوئی ہے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۶۸ ج ۹﴾۔

(۴۲) عیاش بن الولید البصریؒ:

آپ کی کنیت ابو الولید ہے، آپ کبار محدثین کے شاگرد ہیں، جن میں امام وکیع اور معتمر بن سلیمان جیسے حضرات ہیں، اور آپ سے استفادہ کرنے والوں میں آسمانِ حدیث کے چمکدار ستارے ہیں، جن میں امام بخاریؒ جیسے عالمِ کامل ہیں، ابوحاتم نے فرمایا: ھو من الثقات ، امام ابوداؤدنی فرمایا صدوق ، ذکرہ ابن حبان فی الثقات، وفات در۲۲۶ھ۔

﴿تہذیب الکمال ص ۵۱۸ ج ۱۴﴾

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ امام بخاری نے ان سے ۲۳/روایات ذکر فرمائی ہیں۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۱۷۸ ج ۸﴾

(۴۳) مسلم بن ابراہیم الازدی الفراہیدی البصریؒ:

فراہید قبیلہ ازد کی شاخ ہے، آپ کے شیوخِ حدیث بہت سے ہیں، جن کے اسماء گرامی علامہ مزی نے تہذیب الکمال ص ۶۳ ج ۱۸ میں ذکر فرمائے ہیں، آپ کے تلامذہ میں سے امام بخاری جیسے بزرگ ہیں، امام ابوداؤد، امام مسلم نے بھی استفادہ کیا ہے، اور بہت حضراتِ علماء ہیں جنکے اسماء علامہ مزی نے ص ۶۴ ج ۱۸ پر ذکر فرمائے ہیں۔

امام زمانہ یحییٰ بن معین نے ثقہ فرمایا ہے: کذا قال ابن سعد ثقة ، کثیر الحدیث و ذکرہ ابن حبان فی الثقات۔

عجلی فرماتے ہیں کہ آپ بصرہ میں ایک بڑے مکان میں رہتے تھے، ساتھ میں آپ کے بوڑھی بہن بھی رہتی تھیں، بہت اللہ والے آدمی تھے، عورتوں کی ایک جماعت سے بھی آپ نے روایت کی ہے تقریباً ایک ہزار مشائخِ علم سے استفادہ کیا ہے، بقول امام بخاری کے،

۲۲۲ھ میں انتقال فرمایا۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۶۵ ج ۱۸﴾

عجلی نے فرمایا ہے کہ آپ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے، بعض بزرگوں نے اساتذہ کی تعداد ۸۰۰/ بتائی ہے، قال ابن قانع بصری، صالح۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۱۱ ج ۱۰﴾

(۴۴) عبد اللہ بن رجاء البصریؒ:

علامہ ذہبی نے آپ کو امام، محدثِ صادق کے الفاظ سے یاد کیا ہے، الغُدّانی البصریؒ کہا جاتا ہے کہ آپ کی کنیت ابو عمرو ہے یا ابو عمر ہے۔

دادا کے نام میں اختلاف ہے، کہا گیا ہے کہ مثنیٰ ہے اور کہا گیا ہے کہ عمر ہے، شعبہ جیسے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والے حضرات میں بھی بڑے اہم حضرات ہیں جن میں خلیفہ بن خیاط اور امام بخاری بھی ہیں، یحییٰ بن معین نے ''شیخ، صدوقٌ لا باس به'' فرمایا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۳۱ ج ۱۰﴾۔

امام ابو زرعہ نے آپ کی تعریف کی ہے شیخ ابو حاتم نے فرمایا ثقة رِضی۔

﴿تہذیب الکمال ص ۱۳۱ ج ۱۰﴾

امام علی بن المدینی نے فرمایا اجتمع اهل البصرة علے عدالة رجلين ابی عمر الحوضی و عبد الله بن رجاء، قال النسائی لابأ س به امام بخاریؒ نے ان سے احتجاج کیا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۸۷ ج ۱۰﴾۔

قال النسائی عبد الله بن رجاء اثنان یعنی اس نام کے دو راوی ہیں، ایک مکی ہیں دوسرے بصری ہیں، اور دونوں اچھے ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۳۱ ج ۱۰﴾۔

قال ابن حجرؒ ذکرہ ابن حبان فے الثقات، ومات سنہ ۲۱۹ھ وقیل سنہ ۲۲۰ھ

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے ان سے ۱۵/ احادیث تخریج فرمائی ہیں۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۱۸۵ ج ۵﴾۔

(۴۵) ھُدبہ بن خالد البصریؒ:

علامہ شمس الدین ذہبی نے آپ کو حافظ، صادق، مسند الوقت محدث قرار دیا ہے، ابوخالد ثوبانی بصری ہیں، آپ کو ہدّاب بھی کہا جاتا ہے، ۱۴۰ھ کے کچھ بعد پیدا ہوئے، کبار محدثین کے شاگرد ہیں، اور کبار محدثین آپ کے شاگرد ہیں، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ابوزرعہ، ابوحاتم وبقی بن مخلد جیسے بزرگوں نے استفادہ کیا ہے۔

ابوحاتم نے **صدوق** فرمایا ہے، یحییٰ بن معین نے **ثقہ** قرار دیا ہے، شیخین نے ان سے احتجاج کیا ہے اور علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام نسائی کے ضعیف کہنے کی وجہ میرے سمجھ میں نہیں آئی کیا ہے۔

ذکرہ ابن حبان فی الثقات علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ ہدبہ **فی الحفظ مثل شعبہ واین مثل ھدبہ**، اپنے وقت کے عابد وزاہد بزرگ تھے، بہت طویل نماز پڑھتے تھے، عبدان اہوازی کہتے ہیں کہ ان کی طویل نماز کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی ہمیں ہمت نہ ہوتی تھی۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۹۷ ج ۱۱﴾۔

قال ابن عدی لم اری لہ حدیثاً منکراً وھو کثیر الحدیث لاباس بہ وقد وثقہ الناس وفات ۲۳۷ھ اور بعض نے کہا ہے ۲۳۸ھ یا ۲۳۹ھ میں ہوئی ہے۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۲۴ ج ۱۱﴾

(۴۶) عبداللہ بن محمد بن حُمید (بن ابی الأسود البصریؒ):

اپنے ماموں عبدالرحمٰن بن مہدی کے خاص شاگرد ہیں، اور امام مالک اور معتمر بن سلیمان جیسے بزرگوں سے بھی پڑھا ہے، امام بخاری کے شیوخ واساتذہ میں شامل ہیں، علم میں بہت وسعت رکھتے تھے، اور ہمدان کے قاضی بھی رہے ہیں، خطیب نے فرمایا حافظ متقن تھے

،بغداد میں قیام کیا، ۶۰ ر سال کی عمر میں رمضان المبارک ۲۲۳ھ میں انتقال فرمایا اس حساب سے پیدائش ۱۶۳ھ میں ہوئی۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۶۴۹ ج ۱۰﴾۔

(۴۷) احمد بن شبیب البصریؒ:

ابوعبداللہ کنیت ہے، مکہ معظّمہ میں رہتے تھے، یزید بن ذریع، مروان بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں، امام بخاری کے استاذ و شیخ ہیں، اور علی بن المدینی اور ایک جماعت نے آپ سے حدیث کا علم سیکھا ہے، **قال ابو حاتم صدوق وفات ۲۲۹ھ۔ رحمة الله عليه رحمةً واسعةً۔** ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۶۵۳ ج ۱۰﴾۔

(۴۸) صلت بن محمد ابوھمام الخارکی البصریؒ:

آپ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی المغیرۃ کے بیٹے ہیں، خارک بصرہ کا ساحلی علاقہ ہے، اس کی طرف نسبت ہونے کی وجہ سے خارکی کہلاتے ہیں، ثقہ آدمی ہیں، بڑے بڑے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں، امام بخاریؒ نے بھی آپ سے استفادہ کیا اور اپنی صحیح میں روایات لی ہیں، ابوحاتم نے صالح الحدیث قرار دیا ہے۔ **ذكره ابن حبان في الثقات۔**

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۶ ج ۱۰﴾ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۳۵ ج ۹﴾

(۴۹) قُرۃ بن حبیب البصریؒ:

ابوعلی کنیت تھی، علامہ ذھبیؒ نے آپ کو امام، محدث، الثقہ کہکر یاد کیا ہے، بڑے بڑے محدثین سے روایت کرتے ہیں، اور آپ کے تلامذہ میں بھی بڑے بڑے محدث حضرات ہیں، انھیں امام بخاری قدس سرہ بھی ہیں، امام بخاریؒ نے ان سے بعض تالیفات میں بلا واسطہ اور بخاری میں واسطہ کے ساتھ روایت کی ہے، ۹۰ ر سال سے زائد عمر پائی، ۲۲۴ھ میں انتقال ہوا۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۶ ج ۱۰﴾ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۶۴ ج ۱۵﴾ ﴿تہذیب التہذیب ۳۳۱ ج ۸﴾

(۵۰) عمرو بن مرزوق البصریؒ:

الشیخ، الامام، مسند البصرۃ، ابو عثمان الباھلی البصری عمرو بن مرزوق قدس سرہ، امام بخاریؒ کے اساتذہ وشیوخ میں سے ہیں، ولادت ۱۳۳ھ، امام مالک، حماد بن سلمہ جیسے بزرگوں کے شاگرد ہیں، علامہ ذھبی فرماتے ہیں: حدث عنہ البخاری فی صحیحہ مقروناً بآخر، علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ حضرت امام بخاری قدس سرہ نے ان سے صرف دو روایات لی ہیں۔ ﴿کذا فی ہامش السیر ص ۴۱۷ ج ۱۰﴾

یحییٰ بن سعید القطانؒ ان سے حدیث کے معاملہ میں زیادہ خوش نہیں تھے، امام ابو زرعہؒ کہتے ہیں کہ میں نے سلیمان بن حرب کو سناوہ فرمارہے تھے کہ انہوں نے ایسی ایسی باتیں بیان کرنا شروع کردی، جو لوگوں کے پاس نہیں تھی تو لوگ ان سے حسد کرنے لگے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۱۸ ج ۱۰﴾

علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں: ترکوا احدیث الفھدین، والعمرین، یرید فھد بن عوف وفھد بن حیان وعمرو بن حُکّام وعمرو بن مرزوق۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۱۸ ج ۱۰﴾

ان کے پاس امام شعبہ کے حوالہ سے تین ہزار روایات کا ذخیرہ تھا، یحییٰ بن معین نے تعریف کی ہے، ثقہ مامون، مجاہد، قاری، صاحبِ فضل وکمال قرار دیا ہے، اور خوب تعریفی الفاظ کہے، قال ابو حاتم کان ثقۃ من العُبّاد، لم نجد أحداً من اصحاب شعبۃ أحسن حدیثاً منہ مات بالبصرۃ در ۲۲۴ھ۔ ان کے درس حدیث میں دس دس ہزار آدمی شریک ہوتے تھے، اور آپ نے ہزاروں شادیاں کی تھیں۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۰ ج ۱۰﴾ ﴿تہذیب الکمال ص ۳۳۰ ج ۱۴﴾ ﴿تہذیب التہذیب ص ۸۸ ج ۸﴾

(۵۱) معلیٰ بن اسد البصری ؒ:

آپ معلیٰ بن اسد العمیؒ ہیں کنیت ابوالھیثم ہے، کثیر مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص۲۵۸ ج۱۸﴾۔

وروی عنه کثیر من المشائخ،منهم الامام السیدالبخاریؒ۔

﴿تہذیب الکمال ص۲۵۸ ج۱۸﴾

قال العجلی،شیخ بصری، ثقة ، کیّس،وقال ابوحاتم ثقة ماعلم انی عثرت له علیٰ خطاء غیرحدیث واحد،ذکره ابن حبان فی الثقات قال ومات فی رمضان ۲۱۸ھ وقیل ۲۱۹ھ. کذا قال المزی وفی سیراعلام النبلاء ص ۲۲۶ ج۱۰ فرمایا ہے کہ آپ حافظِ حدیث اور حجت تھے اور ائمہ اثبات میں شمار ہوتے تھے وکان من الائمة الأثبات۔

(۵۲) معاذ بن اسد بصریؒ:

معاذ بن اسد بن ابی شجرة الغنوی، ابو عبد اللّٰه المروزی" کاتب عبد اللّٰه بن المبارک ہیں" نزل البصرة، رُوی عن کثیر من المشائخ العظام.

﴿تہذیب الکمال ص۱۶۲ ج۱۸﴾۔

وروی عنه کثیر من المشائخ الکبار منهم البخاری وابوداؤد وابو حاتم وابوزرعة، قال ابوحاتم وابن خِرَاش ثقة،ذکره ابن حبان فی الثقات، اختلف فی وقت وفاته۔ابوالقاسم نے ۲۲۹ھ کہا ہے،اور ۲۲۸ھ بھی کہا گیا ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص۱۶۳ ج۱۸﴾۔

حافظ ابن حجر نے شجرہ کی جگہ سَخْبَرہ ذکر کیا ہے وقال ابن قانع بصری، ثقة.

﴿تہذیب التہذیب ص۱۶۸ ج۱۰﴾۔

(۵۳) حجاج بن المنہال الانماطی البصریؒ:

ابومحمد کنیت ہے، بڑے مشائخ سے روایت کرنے کی سعادت حاصل ہے، ان میں جریر بن حازم اور معتمر بن سلیمان جیسے اکابر اعلام دین شامل ہیں اور آپ سے بھی بڑے بڑے حضرات روایت کرتے ہیں، ان میں امام بخاریؒ بھی آپ کے شاگرد ہیں۔

قال ابوحاتم ثقة فاضل،قال الامام احمد ثقة ماارٰی به بأسا، وقال العجلی ثقة رجل صالح،قال النسائی ثقة،کان صاحب سنة یظهرها،مات ۲۱۶ھ وقیل ۲۱۷ھ قال محمد بن سعد وکان ثقة کثیر الحدیث.

﴿تہذیب الکمال ص۱۶۹ ج۴﴾۔

قال الفلاس مارایت مثله فضلا ودینا،وقال ابوداؤد اذااختلف عفان وحجاج،فحجاج افضل الرجلین وذکره ابن حبان فی الثقات وقال ابن منده حدثناعلی بن الحسن قال حدثناابوحاتم،حدثناحجاج بن منهال وکان من خیار الناس.

﴿تہذیب التہذیب ص۱۸۲ ج۲﴾۔

(۵۴) عمران بن میسرہ ابوالحسن الادمی البصریؒ:

روی عن کثیر من المشائخ .وروی عنه کثیر من المشائخ منهم البخاریؒ وابوداؤد وغیره وذکره ابن حبان فی الثقات ، وفات در ۲۲۳ھ ،کذاقال المزیؒ .

﴿تہذیب الکمال ص۴۰۴ ج۱۴﴾۔

وقال العلامة ابن حجروثقه الدار قطنی وروی عنه البخاریؒ احد عشر حدیثاً.

﴿تہذیب التہذیب ص۱۲۶ ج۸﴾۔

(۵۵) محمد بن الفضل السدوسی البصریؒ:

ابو نعمان کنیت ہے، عارم سے مشہور و معروف تھے، کبار محدثین کے شاگرد ہیں جن میں جریر بن حازم، عبداللہ بن المبارک جیسے حضرات ہیں، اور آپ کے تلامذہ میں بہت بڑی تعداد ہے جن کا ذکر علامہ مزی نے فرمایا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۵۳ ج ۱۷﴾۔

جن میں محمد بن یحییٰ ذھلی، ابوزرعہ، امام بخاریؒ جیسے آسمان حدیث کے روشن ستارے ہیں، آخر عمر میں حافظہ میں تغیر آ گیا تھا، **کما قال الامام البخاری وغیرہ**، امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ۲۲۴ھ میں وفات ہوئی، **وکذا قال غیرہ وقیل ۲۲۳ھ کذا قال المزیؒ**۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ میں نے عارم کو سنا فرماتے تھے کہ میرے والد نے میرا نام عارم رکھا اور میں اپنا نام محمد رکھتا ہوں عارم عرامت سے بعید تھے، **کما قال محمد بن یحییٰ الذھلیؒ حدثنا عارم وکان بعیدا عن العرامة** اور عرامت کے معنیٰ بد خلقی کے ہیں، اور عارم کے معنیٰ بد خلق کے اور حضرت برے اخلاق سے دور تھے۔

عقیلی فرماتے ہیں کہ میرے دادا نے کہا کہ میں نے بصرہ میں ان سے اچھی کیفیت میں نماز پڑھتے ہوئے خشوع و خضوع کے ساتھ دوسرا کوئی نہیں دیکھا، امام نسائی نے فرمایا **احد الثقات قبل الاختلاط**۔

ابن حبان نے فرمایا کہ آخر عمر میں بہت زیادہ اختلاط ہونے لگا تھا یہانتک ان کو معلوم نہیں رہتا تھا کہ کیا بیان کر رہے ہیں، منکرات بھی بیان کر جاتے تھے مگر اس بات پر حافظ نے ان کا تعاقب کیا ہے اور فرمایا کہ دارقطنی نے توثیق کی ہے اور فرمایا کہ اختلاط کے بعد بھی ان سے منکر کا ظہور و صدور نہیں ہوا اور ابن حبان ایک منکر روایت نقل کرتے تو ان کی بات کی تصدیق ہوتی۔

عجلی نے فرمایا کہ آپ بصری ہیں، اور صالح، عابد آدمی تھے اور عارم سے معروف تھے،
امام بخاریؒ نے ان سے ۱۰۰/ سے زیادہ روایات لی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۵۷ ج ۹﴾۔

(۵۶) معاذ بن فضالہ الزہرانی البصریؒ:

ابو زید کنیت ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، جنمیں ہشام دستوائی، سفیان ثوری جیسے بزرگ ہیں اور آپ سے نقل کرنے والے حضرات میں بھی بڑی اہم شخصیات ہیں، حدیث کے ارکان امام بخاری جیسے بزرگ ہیں **قال ابو حاتم ثقة صدوق، ذكره ابن حبان فى الثقات**، ابو سعید بن یونس نے کہا کہ ۲۰۰ھ کے بعد انتقال ہوا ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص ۱۷۶ ج ۱۸﴾۔

حافظ الدنیا امامِ حدیث شارحِ بخاری علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ ذھبی نے لکھا ہے کہ ۲۱۰ھ کے کچھ بعد وفات ہوئی ہے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۷۵ ج ۱۰﴾۔

(۵۷) محمد بن کثیر العبدی البصریؒ:

ابو عبد اللہ کنیت ہے سلمان بن کثیر کے بھائی ہیں اور سلیمان ان سے پچاس سال بڑے تھے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے ابو حاتم، ابو زرعہ، امام بخاری جیسے علماء نے روایت کیا ہے، اگر چہ یحییٰ بن معین ان پر جرح کرتے ہیں، اور فرمایا کرتے تھے **لا تكتبوا عنه لم يكن بالثقة**، مگر ابو حاتم نے صدوق فرمایا ہے، اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے، ۲۲۳ھ میں وفات ہوئی ۹۰/ سال عمر پائی، نیک آدمی تھے، عالم فاضل تھے۔

﴿تہذیب الکمال ص ۱۷۷ ج ۱۷﴾۔

حافظ ابن حجر نے زہرہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام بخاری قدس سرہ نے ان سے ۶۳/ روایات ذکر فرمائی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۷۱ ج ۹﴾۔

(۵۸) محمد ابن المثنی البصریؒ:

ابو موسیٰ کنیت ہے حافظ حدیث تھے زمن سے معروف تھے، مشائخ کی بڑی تعداد سے احادیث کا سمع کیا۔ ﴿تہذیب الکمال ص۱۸۹ ج ۱۷﴾۔

اوران سے بھی ایک جماعت نے احادیث نقل کی ہے، ان میں بڑے بڑے علماء زمانہ ہیں، امام حدیث، امام جرح تعدیل، یحیٰ بن معین نے ثقہ فرمایا ہے، اور بعض کبار علماء نے حجت بھی فرمایا ہے، ابوحاتم نے ''صالح الحدیث صدوق'' فرمایا ہے، اہل بصرہ ان کو محمد بن بشار بندار پر مقدم رکھتے تھے، اور ایک طبقہ محمد بن بشار کو مقدم رکھتا تھا۔

ذکرہ ابن حبان فی الثقات ابوبکر خطیب نے فرمایا'' کان صدوقًا وَرِعًا فاضلاً عاقلاً'' اور دوسری جگہ فرمایا'' کان ثقةً ثبتًا احتجّ سائر الائمة بحدیثه''۔

محمد بن بندار نے فرمایا کہ میں اور محمد مثنی اس سال پیدا ہوئے جس سال حماد ابن سلمہ کا انتقال ہوا یعنی ۱۶۷ھ میں۔ ﴿تہذیب الکمال ص۱۹۲ ج ۱۸﴾۔

ابونصر کلاباذی نے فرمایا کہ محمد بن المثنی حضرت بندار کے چار ماہ بعد اسی سال فوت ہوئے امام بخاریؒ نے ان سے ۱۰۳/ روایات ذکر فرمائی ہیں، اور امام مسلم نے ۷۷۲/ روایات ذکر فرمائی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۳۷۸ ج ۹﴾۔

لطیفہ: محمد بن المثنی اور محمد بن بشار دونوں ثقہ ثبت حجت محدث ہیں، ایک ہی سال پیدا ہوئے ساتھ ساتھ پڑھا اور زندگی بھر حدیث پاک کی خدمت میں مشغول رہے، اور ایک ہی سال کچھ وقفہ سے دونوں اللہ کو پیارے ہوئے رحمهما الله تعالى رحمة واسعة۔

(۵۹) عبداللہ ابن عبدالوہاب البصریؒ:

ابو محمد کنیت ہے، بصرہ کے رہنے والے ہیں، بہت سے مشائخ حدیث سے استفادہ کیا

ہے جن کے اسماء گرامی حافظ جمال الدین المزیؒ نے تہذیب الکمال ص ۳۰۴ ج ۱۰ میں ذکر کئے ہیں، آپ سے بڑے بڑے مشائخ نے علم سیکھا ان میں امام بخاریؒ بھی ہیں۔

ابو حاتم نے صدوق فرمایا اور ثقہ بھی فرمایا یعنی ''بہت سچے اور دین کے بارے میں نہایت معتبر'' یہ الفاظ اس زمانہ کے اونچے الفاظ تھے جو آج کل کے بڑے بڑے القاب پر بھاری ہیں، وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۳۰۴ ج ۱۰﴾۔

قال ابن حجر العلامة ذكره ابن حبان فی الثقات فی الزهرة روىٰ عنه البخاری ۳۴/ حدیثاً. ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۶۶ ج ۵﴾۔

(۶۰) موسیٰ بن اسماعیل المنقری التبوذکی البصریؒ:

ابو سلمہ کنیت ہے، امام بخاری قدس سرہ کے استاذ و شیخ ہیں، اپنے وقت کے کبار علماء شیوخ حدیث میں مانے جاتے ہیں، یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ میں جب کسی کے پاس گیا تو اس نے میرا رعب مانا اور مجھے درجہ دیا سوائے اس بزرگ تبوذکی کے۔

عباس دوری کہتے ہیں کہ یحییٰ بن معینؒ نے ان سے تقریباً ۳۵/ ہزار احادیث لکھی تھیں، اور آپ انکی تعریف فرمایا کرتے تھے، کہ ثقہ مامون تھے، ابو الولید طیالسی کہتے ہیں کہ موسیٰ بن اسماعیل ثقہ صدوق ہیں، محمد بن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث قرار دیا ہے، فرمایا کرتے تھے کہ لوگ مجھے تبوذکی کہتے ہیں، حالانکہ میں بنی مِـــنْـــقَـــر کا مولی ہوں، یعنی آزاد کردہ غلام اور میرے دار میں کچھ لوگ اہل تبوذک کے آکر رہنے لگے تو لوگوں نے مجھے بھی تبوذکی کہنا شروع کر دیا۔ علامہ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور فرمایا **کان من المتقنین**، امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ۲۲۳ھ میں انتقال ہوا ہے۔ مدفون در بصرہ کئے گئے۔

﴿تہذیب الکمال ص ۴۴۳ ج ۱۸﴾

قال ابن حجر قال العجلی بصری ثقة وقال ابن خراش تکلم النا س فیه و هو صدوق. ﴿تہذیب التہذیب ص۲۹۸ ج۱۰﴾۔

علامہ ذہبیؒ نے الحافظ، الامام، الحجة، شیخ الاسلام جیسے بلندترین الفاظ سے یاد کیا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۳۶۰ ج۱۰﴾۔

(۶۱) حسن بن عمر بن ابراہیم عبدی البصریؒ:

علامہ مزی فرماتے ہیں کہ ابواحمد بن عدی نے ان کو شیوخ بخاریؒ میں ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ دوسرے کسی نے ذکر نہیں کیا، اور امام بخاری نے صرف حسن بن عمر فرمایا ہے اور اس نام کے دوسرے ایک بزرگ اور ہیں، حسن بن عمر بن شقیق بن اسماء ابوعلی البصری وہی مراد ہیں، اور ابن عدی کو اس بارے میں اشتباہ لگ گیا ہے۔

یہ حسن بن عمر ''رے'' رہتے تھے، اور بلخ سے تجارت کرتے تھے، پھر وہیں سکونت اختیار کرلی تھی، اور بلخی سے ہی معروف ہوئے ہیں، امام بخاری فرماتے ہیں کہ ابوحاتم نے صدوق فرمایا اور ابوزرعہ نے **لا بأس به** فرمایا، ابن حبان نے ثقات میں ذکر فرمایا ہے، وفات ۲۳۲ھ میں یا اس سے کچھ قبل و بعد، ابونصر کلاباذی فرماتے ہیں کہ بلخ میں تقریبا ۵۰/ سال قیام کیا پھر وہاں سے بصرہ آگئے تھے اور اس کے بعد ہی انتقال ہوا ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص۴۰۹ ج۴﴾

(۶۲) محمد بن محبوب البُنانی البصریؒ:

کنیت ابوعبداللہ ہے، بصرہ کے باشندہ تھے کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، ان میں حماد بن سلمہ اور حفص بن غیاث جیسے بزرگ ہیں، اور آپ کے تلامذہ میں بھی بڑے بڑے شیوخ ہیں، ان میں امام بخاریؒ، ابوداؤدؒ، جیسے علمِ حدیث کے جبال ہیں۔

قال ابوداؤد سمعت یحییٰ بن معین یثنی علیه ویقو ل ھو کیّس صادق ، کثیر الحدیث و قال یحییٰ کان محمد بن محبوب اکیس فی الحدیث من مسدّد و مسدّد کان خیرا ً ذکره ابن حبان فی الثقات قال الامام البخاری ؒ مات ۲۲۳ھ و قال غیره ۲۲۲ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص۱۹۶ ج۱۷﴾

وقال ابن حجر روی عنه البخاری سبعة احادیث۔

﴿تہذیب التہذیب ص۳۸۱ ج۹﴾

(۶۲) سلیمان بن داؤد العتکی الزہرانی البصری ؒ:

ابوربیع کنیت ہے، البصری ساکن بغداد، آپ سفیان بن عیینہ، یزید بن زریع جیسے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں، اور آپ کے تلامذہ میں امام مسلم، امام ابو داؤد، اور سید المحدثین فخر العلماء امام بخاری ؒ جیسے عظیم الشان عالم ومحدث ہیں۔

یہ سعادت آپ کو حاصل ہے کہ آپ امام بخاری ؒ کے استاذ وشیخ ہیں، کبار محدثین ابوحاتم رازی، ابوزرعہ رازی، یحییٰ بن معین بغدادی ؒ اور امام نسائی ؒ نے ثقہ فرمایا ہے، وفات در ۲۳۴ھ ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۴۹ ج۸﴾۔

قال ابن حجر و قال ابن قانع ثقة، صدوق، و قال مسلمة بن قاسم بصری ثقة و ذکره ابن حبان فی الثقات. ﴿تہذیب التہذیب ص۱۶۷ ج۴﴾۔

(۶۳) عمرو بن عباس الباہلی البصری ؒ:

کنیت ابوعثمان ہے، ساکنِ بصرہ ہیں، کبار محدثین کے شاگرد ہیں امام بخاری ؒ کے استاذ وشیخ ہیں بڑے عالم ومحدث تھے ابن حبان نے ثقات میں لکھا ہے، آپ کی وفات ۲۳۵ھ میں ہوئی ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۶۱ ج۱۴﴾۔

علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا کے امام بخاریؒ نے آپ سے ۱۴/روایات بخاری میں ذکر فرمائی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۵۴ ج۸﴾۔

(۶۴) قیس بن حفص تمیمی دارمی البصریؒ:

کنیت ابومحمد تھی، ساکن بصرہ تھے، حضرت اسماعیل بن علیّہ اور بشر بن مفضل جیسے اکابر علماء کے شاگرد ہیں، اوران سے علم حاصل کرنے والوں میں بڑے بڑے علماءِ زمانہ امام بخاریؒ، ابوداوٗد جیسے حضرات ہیں عجلی نے فرمایا: **لا بأس به كتبت عنه شيئاً يسيراً** ابوحاتم نے شیخ فرمایا ہے امام یحییٰ بن معین نے ثقہ فرمایا ہے، امام بخاری قدس سرہ نے فرمایا کہ وفات ۲۲۷ھ یا اس کے قریب ہوئی ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۳۰۵ ج۱۵﴾۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ان سے ۱۲/احادیث بخاری شریف میں ذکر فرمائی ہیں، اور امام دارقطنی نے بھی ان کو ثقہ فرمایا ہے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۳۴۹ ج۸﴾۔

(۶۵) بشر بن خالد عسکری البصریؒ:

نزیلِ بصرہ، ابومحمد کنیت ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص۴۷ ج۳﴾

امام بخاریؒ جیسے بزرگوں کے استاذ و شیخ ہیں، **قال ابو حاتم شيخ، قال النسائي ثقة ذكره ابن حبان في الثقات** وفات در ۲۵۵ھ وقیل در ۲۵۳ھ۔

﴿تہذیب الکمال ص۴۷ ج۳﴾ ﴿تہذیب التہذیب ص۳۹۲ ج۱﴾

(۶۶) محمد بن بشار البصریؒ:

ابوبکر کنیت ہے، بُندار سے معروف ہیں، اس وجہ سے کہ علمِ حدیث میں بندار تھے بندار کے معنیٰ ہیں **من بيده القانون**، آپ علم حدیث کے امام تھے گویا حدیث کا قانون آپ

کے ہاتھ میں تھا۔

ایک بہت بڑی جماعت سے احادیث شریفہ کا علم حاصل کیا تھا جن میں مکی بن ابراہیم بلخیؒ، ابوالولید ہشام بن عبدالملک الطیالسی، وکیع بن الجراح جیسے کبار مشائخ شامل ہیں، ایک بڑی جماعت نے آپ سے فیض پایا ذکر اسمائهم العلامة جمال الدين المزی قدس سرہ۔امام بخاریؒ نے بھی فیض پایا آپ کے استاذ و شیخ ہیں۔

ابوبکر بن خزیمہ فرماتے ہیں کہ حضرت بندار فرماتے تھے کہ میں حضرت یحییٰ بن سعید القطّان کی خدمت میں بیس سال سے زیادہ حاضر رہا ہوں اور خوب استفادہ کیا اور اگر وہ زندہ رہتے تو برابر استفادہ کرتا رہتا۔سبحان اللہ العظیم اپنے استاذ کے اس قدر قدرداں تھے اور علم کے اسقدر شوقین تھے۔

ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے بندار سے ۵۰/ہزار احادیث لکھی تھیں، امام یحییٰ بن معین نے ان پر جرح کی ہے مگر شیخ ابوالفتح ازدی فرماتے ہیں کہ میں نے ہر بزرگ کو دیکھا کہ وہ بندار کی مدح و تعریف و توثیق ہی کرتے تھے، لہذا قواریری اور ابن معین کے قول سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔

محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے امام قرار دیا ہے فرمایا حدثنا الامام محمد بن بشّار بندار، عجلی نے فرمایا بندار بصری ثقة كثير الحديث و كان حائكا، ابوحاتم نے صدوق فرمایا قال النسائی صالح لا بأس به، محمد بن بشّار اور محمد بن المثنی دونوں ایک زمانہ کے محدث ہیں، اہلِ بصرہ محمد بن المثنی کو ترجیح دیا کرتے تھے اور باہر سے آنے والے طالبینِ حدیث محمد بن بشّار کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

حضرت محمد بن بشار کا انتقال پہلے ہوگیا تھا تو ایک شخص نے محمد بن المثنی کو آکر کہا کہ آپ کے لئے خوشخبری ہے کہ محمد بن بشار انتقال فرما گئے، فرمایا کہ نالائق تو مجھے بشارت سناتا ہے اور آپ کو اسقدر غم ہوا کہ پھر کبھی حدیث بیان نہیں کی اور ۹۰/روز بعد اسی سال آپ کا بھی

انتقال ہوگیا۔ ﴿تہذیب الکمال ص۱۳۶ ج۱۶﴾۔

حضرت محمد بن بشار و محمد بن المثنی ایک ہی سال تولد ہوئے اور ساتھ ساتھ پڑھا یا اساتذہ ومشائخ بھی دونوں کے ایک ہی ہیں، اور انتقال بھی ایک ہی سال ہوا، اللہ پاک دونوں بزرگوں کی قبروں کو نور سے بھر دے اور ان کے درجات بلند فرمائیں اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن خزیمہ نے امام اہل زمانہ قرار دیا ہے، دار قطنی نے حفاظِ اثبات میں فرمایا ہے اور علامہ ذہبی نے فرمایا کہ انہوں نے اسفار نہیں کئے جس کی وجہ سے بہت سے مشائخِ حدیث کی ملاقات اور ان سے استفادہ نہ کر سکے صرف اپنے شہر کے مشائخ ہی سے استفادہ کیا میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی حرج نہیں ہے۔

اور حافظ فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے ان سے ۲۰۵ / روایات ذکر فرمائی ہیں اور امام مسلم نے ۴۶۰ / روایات لی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۶۳ ج۹﴾۔

(۶۷) شیخ عبداللہ بن محمد بن اسماء البصریؒ:

کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے، امام بخاریؒ کے استاذ و شیخ ہیں، ایسے ہی مسلم وابوداؤد کے بھی او؛ ر بہت بڑے بڑے محدثین کے شیخ ہیں، امام ابوزرعہ نے فرمایا لا بأس به ، شيخ صالح ، قال ابو حاتم ثقة ، حضرت علی بن المدینیؒ آپ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور بعض حضرات ان کو اہل بصرہ میں سب سے افضل قرار دیتے تھے، احمد بن ابراہیم دورقی کہتے ہیں لم ار بالبصرة افضل منه، وذكره ابن حبان فى الثقات، وفات در ۲۳۱ھ۔

﴿تہذیب الکمال ص۴۸۹ ج۱۰﴾۔

حافظ الدنیا ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام بخاری قدس سرہ نے ان سے ۲۲ / روایات ذکر فرمائی ہیں اور امام مسلم نے ۱۷ / احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۶ ج۶﴾۔

(۶۸) ہشام بن عبد الملک الباہلی البصری رحؒ:

ابو الولید طیالسیؒ ،امام حدیث وفقہ تھے، ولادت ۱۳۳ھ، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۶۲ ج۱۹﴾۔

اور آپ سے بھی بڑے بڑے محدثین نے روایت کی ہے جن میں امام بخاری قدس سرہ بھی ہیں، امام احمد نے فرمایا کہ ابو الولید متقن ہیں، عجلی نے فرمایا کہ ابو الولید بصری ہیں اور ثقہ ہیں ثبت فے الحدیث ہیں۔

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے فرمایا حدثنا احمد بن سنان قال حدثناابو الولید امیر المحدثین ابوزرعہ نے فرمایا کہ نصف اسلام کو پایا اور وہ اپنے زمانہ کے امام تھے اور لوگوں کی نظروں میں بھی ان کا بلند مقام تھا، کان جلیلاً عند الناس ۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۳۴۴ ج۱۰﴾

ابو حاتم نے فرمایا کہ ابو الولید امام زمانہ تھے فقیہ تھے عاقل تھے ثقہ، حافظ تھے، میں نے ان کے ہاتھ میں کتاب کبھی نہیں دیکھی ہمیشہ اپنی یادداشت سے بیان فرمایا کرتے تھے، امام احمد بن حنبلؒ نے ان کو اپنے وقت کا شیخ الاسلام قرار دیا ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ میں ان پر کسی محدث کو مقدم نہیں سمجھتا۔

محمد بن سعد اور امام بخاریؒ نے فرمایا کہ وفات ۲۲۷ھ عمر ۹۴/سال ہوئی در ماہ ربیع الآخر یوم جمعہ۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۶۵ ج۱۹﴾۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ ابن سعد نے فرمایا کہ ثقہ ثبت حجت تھے، ۹۴/سال عمر ہوئی ، ذکرہ ابن حبان فے الثقات اور فرمایا کان من عقلاء الناس ،ابن قانع نے فرمایا ثقہ مامون ثبت آدمی تھے، حضرت امام بخاری نے ان سے ۱۰۷/روایات ذکر فرمائی ہیں۔

﴿تہذیب التہذیب ص۴۳ ج۱۱﴾۔

ایک شخص نے آپ کی زیارت کے لئے آپ کے پاس آنیکی اجازت مانگی آپ نے خادم سے فرمایا کہ اس کو کہو اب اللہ پاک سے ملاقات کا وقت ہے اور سر تکیہ پر رکھ دیا اور اللہ پاک کو پیارے ہو گئے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۶۵ ج ۱۹﴾ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۴۵ ج ۱۰﴾۔

الحسن بن مدرک البصریؒ:

ابو علی کنیت تھی، آپ حسن بن مدرک بن بَشِیر السدوسی البصری الطحّان ہیں، حافظِ حدیث تھے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، حضرت امام بخاری کے استاذ و شیخ ہیں، ثقہ تھے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۴۳۶ ج ۴﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ ابن عدی نے فرمایا کہ حفاظ اہل بصرہ میں سے تھے، امام ابوزرعہ نے فرمایا کتبنا عنه، قال ابو حاتم هو شیخٌ ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۷۸ ج ۲﴾۔

عبید اللہ بن معاذ عنبری البصریؒ:

بقول علامہ ذہبیؒ کے اپنے دور کے بہت بڑے عالم، یکتائے زمانہ بزرگ، نہایت ثقہ بصرہ کے کبار مشائخ میں سے تھے، معتمر بن سلیمان، یحیٰی بن سعید قطان، وکیع جیسے بزرگوں کے شاگرد ہیں، امام بخاری اور امام مسلم، ابوداؤد جیسے حضرات کے شیخ واستاذ ہیں، آپ سے بہت بڑی مخلوق نے فیض پایا، امام ابوداؤد نے فرمایا کہ تقریباً دس ہزار احادیث ازبر یاد تھیں امام ابوحاتم نے ثقہ فرمایا ہے، امام بخاری نے فرمایا کہ انتقال ۲۳۷ھ میں ہوا ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۸۵ ج ۱۱﴾۔

تہذیب التہذیب ص ۴۴ ج ۷ میں حافظ نے فرمایا ہے امام بخاری نے ان سے سات روایات ذکر کی ہیں۔

(۶۹) احمد بن المقدام البصری ؒ:

آپ احمد بن مقدام بن سلیمان بن اشعث ہیں، اپنے دور کے امامِ حدیث، حافظ، ضابط، متقن، ابوالاشعث کنیت ہے، بصرہ کے باشندہ ہیں، کبار شیوخ سے علم حاصل کیا تھا امام بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہم کے شیخ ہیں، امام نسائی نے ثقہ فرمایا، ابن خزیمہ نے فرمایا کان صاحب حدیث، ابوحاتم نے فرمایا محلہ الصدق، وفات در ماہ صفر ۲۵۳ھ۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۲۱۹ ج ۱۲﴾

وذکرہ ابن حبان فی الثقات. ﴿تہذیب التہذیب ص ۷۰ ج ۱﴾

(۷۰) زیاد بن یحییٰ بن حسّان بن عبداللہ حسّان البصری ؒ:

آپ عدنی بصری ہیں، ابوالخطاب کنیت ہے، کبار مشائخ سے آپ نے علم سیکھا جن میں بشر بن المفضل جیسے بزرگ ہیں جو دن ورات میں علاوہ فرائض وواجبات کے ۴۰۰؍ رکعات پڑھا کرتے تھے، معتمر بن سلیمان، سفیان بن عیینہ، ابوداؤد طیالسی جیسے محدثینِ زمانہ ہیں، آپ سے کبار علماء نے فیض پایا، جن میں امام بخاری ؒ جیسے حضرات ہیں، قال ابوحاتم والنسائی ثقة وذکرہ ابن حبان فی الثقات، وفات در ۲۵۴ھ۔

﴿تہذیب الکمال ص ۴۱۳ ج ۶﴾ ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۳۴ ج ۳﴾

(۷۲) عبدالسلام بن مطہر البصری ؒ:

ابوظَفَر کنیت ہے، کبار علماء سے روایت کرتے ہیں جن میں جریر بن حازم، حفص بن غیاث جیسے لوگ ہیں، آپ سے امام بخاری ؒ، ابوداؤد جیسے حضرات روایت کرتے ہیں، قال ابو حاتم صدوق، ذکرہ ابن حبان فی الثقات، وفات در ۲۲۴ھ۔

﴿تہذیب الکمال ص ۱۷۴ ج ۱۱﴾

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ امام بخاریؒ نے ان سے ۴؍روایات ذکر کی ہیں۔

﴿تہذیب التہذیب ص۲۹۰ ج۶﴾

(۷۴) حرمی بن حفص عتکی قسملی البصری ؒ:

ابوعلی کنیت ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں ﴿تہذیب الکمال ص۲۲۳ ج۴﴾۔

اور آپ سے بھی بڑے بڑے حضرات محدثین نے روایت نقل کی ہے، جن میں امام بخاریؒ جیسے اکابر علماء بھی ہیں جو آپ کے شاگرد ہیں، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے، ابوحاتم کہتے ہیں کہ میں نے ان کو پایا تھا لیکن وہ مریض تھے اس وجہ سے احادیث ان سے نہ لکھ سکا، امام بخاریؒ نے فرمایا کہ وفات ۲۲۳ھ میں ہوئی ہے، اور دوسرے بعض بزرگوں نے ۲۲۶ھ کہا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۲۴ ج۴﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا وثقه ابن قانع. ﴿تہذیب التہذیب ص۲۰۳ ج۲﴾۔

(۷۵) حسان بن حسان البصری ؒ:

ابوعلی کنیت ہے، ابن ابی عبادؒ، نزیل مکہ، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں جن میں شعبہ بن حجاج، ابوعوانہ جیسے کبار مشائخ ہیں، آپ سے کبار محدثین نے احادیث کا سماع کیا جن میں ابوزرعہ، امام بخاریؒ جیسے شیوخ کبار ہیں، ابوحاتم نے فرمایا منکرِ حدیث تھے، یعنی ان کی حدیث منکر تھی، وفات در ۲۱۳ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۵۸ ج۴﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا قال الدار قطنی فی الجرح والتعدیل لیس بقوی اور علامہ ابن عدی نے شیوخِ بخاریؒ میں حسان بن حسان کو حسان بن ابی عباد کے علاوہ دوسرے شخص قرار دیئے ہیں والصواب انه رجل واحد. ﴿تہذیب التہذیب ص۲۱۷ ج۲﴾۔

اور حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ شیخ ابن مندہ نے ان کو حسان بن حسان واسطی کے ساتھ ملا دیا، ان

کوخلط واشتباہ ہوگیا ہے، اور حافظ ابن حجرؒ کی رائے میں یہ دو محدث الگ الگ ہیں جو ابن عدی کی رائے ہے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۱۲۷ ج۲﴾۔ **واللّٰہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال.**

(۷۶) عمرو بن عون بن اوس بن الجعد السلمی ابوعثمان الواسطی البزاز البصریؒ:

آخر میں ساکن بصرہ ہو گئے تھے، کبار محدثین کے شاگرد ہیں، اور آپ سے بھی بڑے بڑے لوگوں نے روایت لی ہے، ان میں امام بخاریؒ بھی ہیں، عجلی نے فرمایا ثقہ ہیں اور نیک آدمی ہیں، یحیٰی بن معین نے فرمایا کہ بہت ہی عمدہ آدمی تھے اور پھر خوب تعریف کی، ابو زرعہ نے فرمایا میں نے ان جیسے ثبت لوگ کم دیکھے ہیں، ابوحاتم نے ثقہ اور حجت فرمایا ہے، ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر فرمایا ہے، حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ان کا انتقال ۲۲۵ھ میں ہوا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۳۰۶ ج۱۴﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ امام بخاری نے ان سے ۱۱/روایات لی ہیں۔

﴿تہذیب التہذیب ص۷۶ ج۸﴾۔

(۷۶) احمد بن عبداللہ بن علی المنجوفی السدوسی البصریؒ:

ابوبکر کنیت ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، ان میں یحیٰی بن سعید قطّان اور معلّٰی بن اسد جیسے حضرات ہیں، اور آپ سے بھی کبار علماء نے استفادہ کیا ہے، ان میں ابو داؤد اور امام بخاریؒ جیسے محدث ہیں، **قال النسائی صالح** وفات در **۲۵۲ھ**۔

﴿تہذیب الکمال ص۱۷۷ ج۱﴾

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا **وذکرہ ابن حبان فی الثقات۔**

﴿تہذیب التہذیب ص۴۲ ج۱﴾

(۷۷) بن عمر بن حفص الکبر اوی البصری ؒ:

ابوعبدالرحمٰن کنیت ہے، کرمان کے قاضی رہے، نیشاپور میں سکونت پذیر ہوگئے تھے، کبار مشائخ سے استفادہ کیا تھا، ان میں بشر بن المفضل ، معتمر بن سلیمان، ابوداؤد طیالسی، ابو عوانہ جیسے بڑے محدث ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۸۸ ج ۴﴾۔

امام بخاریؒ اور امام مسلم کے استاذ و شیخ ہیں، **ذکرہ ابن حبان فی الثقات** ، وفات در ۲۳۳ھ۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۴۸ ج ۲﴾۔

(۷۸) محمد بن بکر بن عثمان البُرسانی البصری ؒ:

ابوعبداللہ یا ابوعثمان کنیت ہے، برسان کی طرف منسوب ہیں جو قبیلہ ازد کی ایک شاخ ہے، بقول علامہ شمس الدین ذہبیؒ کے آپ اپنے دور کے امام، محدث، ثقہ تھے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۱ ج ۹﴾

کبار مشائخ کے شاگرد ہیں، اور کبار علماء کے شیخ واستاذ ہیں، ان میں امام بخاریؒ بھی ہیں ، امام بخاریؒ نے ان سے روایات لی ہیں، امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ آپ ظریف المزاج، صاحبِ ادب، ثقہ تھے، ابن سعد نے فرمایا کہ وفات ذی الحجہ ۲۰۳ھ میں بصرہ میں ہوئی ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۱ ج ۹﴾۔

اور کہا گیا ہے ۲۰۴ھ میں وفات ہوئی ہے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۶۸ ج ۹﴾۔

حافظ جمال الدین مزی فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ آپ صالح الحدیث ہیں، امام ابوداؤد، عجلی نے ثقہ فرمایا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۴۴ ج ۱۶﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ ابوحاتم نے شیخ، **محلہ الصدق** فرمایا، اور امام نسائی نے کتاب المحاربہ میں **لیس بالقوی** فرمایا ہے مگر ابن قانع نے ثقہ فرمایا ہے۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۶۸ ج ۹﴾

(۷۹) محمد بن عبداللہ الرَّ قَاشی البصریؒ:

ابوعبداللہ کنیت ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، جن میں بشر بن المفضل اور معتمر بن سلیمان جیسے حضرات ہیں، اور آپ بڑے بڑے محدثین کے استاذ وشیخ ہیں، جن میں امام بخاریؒ بھی ہیں۔

محمد بن یحییٰ ذھلی نے فرمایا کان متقناً، **قال یعقوب بن شیبة ثقة ثبت ، قال العجلی ثقة ،عاقل،متعبد یقال انه کان یصلی فی الیوم واللیلة اربع مائة رکعة ، قال الامام النسائی لیس به بأس۔**

امام بخاریؒ اور ابن حبان فرماتے ہیں کہ ۲۲۰ھ سے پہلے انتقال ہوا ہے اور بعض نے ۲۱۷ھ کہا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۴۶۰ ج۱۶﴾۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ان سے ۳؍احادیث نقل کی ہیں۔

﴿تہذیب التہذیب ص۲۴۷ ج۹﴾

(۸۰) محمد بن سنان البصریؒ:

ابوبکر کنیت تھی، المعروف بالعَوقی، آپ عَوقہ کی طرف منسوب ہیں جواَزد قبیلہ کی ایک شاخ ہے، آپ ان لوگوں میں اترے تھے چنانچہ انہی کی طرف منسوب ہوگئے تھے، کبار علماء سے حدیث روایت کرتے ہیں، امام بخاریؒ کے استاذ وشیخ ہیں، ایسے ہی امام ابوداؤد اور دوسرے کبار محدثین کے شیخ ہیں۔

امام یحییٰ بن معین نے ثقہ فرمایا ہے، ابوحاتم نے صدوق فرمایا، حضرت عفّان بن مسلم جیسے بزرگ نے ان کی تعریف فرمائی ہے، ابن حبان نے ثقات میں لکھا ہے، امام بخاریؒ نے فرمایا کہ آپ کی وفات ۲۲۲ھ کے قریب میں ہوئی ہے، ویقال ۲۲۳ھ۔

﴿تہذیب الکمال ص۳۳۳ ج۱۶﴾

حافظ ابن حجرؒ نے امام دارقطنی کا قول نقل فرمایا ہے" ثقةٌ حجةٌ"اور فرمایا امام بخاریؒ نے ان سے بخاری شریف میں ۲۹/حدیثیں لی ہیں۔﴿تہذیب التہذیب ص۱۸۳ج۹﴾۔

(۸۲)عبدالاعلیٰ بن حمّاد باہلی البصریؒ:

ابو یحییٰ کنیت ہے،نرسی کے ساتھ معروف تھے،آپ نے کبار محدثین سے روایت کی ہے جن میں امام عبدالرحمٰن بن مہدی،امام وکیع جیسے جبالِ علم وعمل ہیں،اور آپ سے کبار محدثین نے روایت کی ہے جن میں امام بخاریؒ،امام مسلم،ابوداؤد جیسے بزرگ محدثین ہیں۔

امام ابو حاتم نے ثقہ فرمایا ہے،عبدالرحمٰن بن یوسف بن خراش نے صدوق فرمایا ہے،قال النسائی لیس به باس،ذکره ابن حبان فی الثقات،امام بخاریؒ نے فرمایا ۲۳۷ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۵ج۱۱﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ قال ابن قانع والدار قطنی ومسلمه بن قاسم والخلیلی" ثقةٌ" ﴿تہذیب التہذیب ص۸۶ج۶﴾۔

(۸۳)عبدہ بن عبداللہ بن عبدہ الخزاعی الصفّار البصریؒ:

ابو سہل کنیت ہے، بصری ہیں مگر اصلاً کوفی ہیں،عبدالصمد بن عبدالوارث جیسے کبار محدثین کے شاگرد ہیں،سوائے امام مسلم کے سب نے ان سے روایت لی ہے،امام بخاریؒ کے استاذ وشیخ ہیں، بخاری شریف میں آپ سے روایت کرتے ہیں،ابو حاتم نے صدوق فرمایا، نسائی نے ثقہ فرمایا ہے،ابوالقاسم نے فرمایا کہ اھواز میں ۲۵۸ھ میں انتقال ہوا ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص۱۶۵ج۱۲﴾

قال الحاکم عن الدارقطنی ثقة وذکره ابن حبان فی الثقات وقال مستقیم الحدیث. ﴿تہذیب التہذیب ص۴۰۷ج۶﴾۔

(۸۴) ربیع بن یحییٰ بن مقسم ابوالفضل البصریؒ:

کبارمحدثین سے روایت کرتے ہیں، جن میں اسرائیل بن یونس، حماد بن سلمہ، زائدہ بن قدامہ، سفیان ثوریؒ، شعبہ بن الحجاج جیسے کبار علماءِ حدیث ہیں، آپ کے تلامذہ بھی کثیر ہیں، اور بڑے بڑے علماء ہیں، جن میں سید المحدثین امام بخاریؒ بھی ہیں، بخاری شریف میں آپ سے روایت کرتے ہیں۔

امام ابوداؤد وغیرہ نے بھی روایت کی ہے، **قال ابو حاتم ثقه ثبت، ذکره ابن حبان فی الثقات** ابن قانع نے فرمایا وفات در ۲۲۴ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۵۳ ج ۶﴾۔

قال ابن حجرؒ قال ابن قانع ضعیف وقال الدار قطنی ضعیف لیس بالقوی یخطی کثیراً. ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۱۹ ج ۳﴾۔

(۸۵) محمد بن حاتم بن بزیع البصریؒ:

ابوبکر یا ابوسعید کنیت ہے، یا ابوعبداللہ، نزیل بغداد، امام احمد بن حنبلؒ، ابونعیم، فضل بن دکین، یزید بن ھارون جیسے محدثین آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں، امام الائمہ بخاری، ابوداؤد جیسے آپ کے شاگرد ہیں، امام بخاری نے بخاری شریف میں آپ سے روایت کی ہے، **قال النسائی ثقة وذکره ابن حبان فی الثقات**، امام بخاریؒ نے فرمایا کہ محمد بن حاتم کا بغداد میں ماہِ رمضان المبارک ۲۴۹ھ میں انتقال ہوا ہے ﴿تہذیب الکمال ص ۱۷۹ ج ۱۶﴾۔

(۸۶) امیہ بن بسطام بن المنتشر البصریؒ:

ابوبکر کنیت ہے، بشر بن المفضل البصری، عمران بن عیینہ، معتمر بن سلیمان جیسے حضرات سے روایت کرتے ہیں، امام بخاریؒ کے اساتذہ میں شمار کئے جاتے ہیں، جن میں

حضرت امام بخاریؒ نے اپنی مقدس کتاب میں حدیثیں لی ہیں، ابوحاتم نے فرمایا ہے **محلہ الصدق**، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے، وفات در ۲۳۱ھ۔

﴿تہذیب الکمال ص ۳۱۴ ج ۲﴾ ﴿تہذیب التہذیب ۳۲۳ ج ۱﴾

امیہ نام کے دوسرے بزرگ بھی ہیں، ان میں امیہ بن صفوان المکی بھی امام بخاریؒ کے شیوخ میں سے ہیں، مگران سے حضرت امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں روایت لی ہے، بخاری شریف میں جن امیہ سے روایت ہے وہ امیہ بن بسطام البصریؒ ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص ۳۱۵ ج ۲﴾۔

(۸۷) محمد بن المنہال البصریؒ:

حافظ، قاری، مجوّد، امام حدیث گذرے ہیں، کنیت ابوعبداللہ ہے تمیمی البصریؒ ہیں، نابینا تھے، حافظہ بہت قوی رکھتے تھے نہ سفر کیا اور نہ لکھ سکے مگر یاد خوب کرلیا کرتے تھے امام بخاریؒ کے شیوخ واساتذہ میں سے ہیں۔

وکذا حدث عنہ مسلم وابو داؤد والدار می وخلق کثیر، قال العجلی بصری، ثقة لم یکن له کتاب قلت له الک کتاب قال کتابی صدری۔

علی بن المدینیؒ نے بھی استفادہ فرمایا اور **حَافِظٌ کَیِّسٌ** فرمایا، امام ابوزرعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سے کہا مجھے ابورجاء کی تفسیر سنائیے تو آپ نے تقریباً نصف حصہ میرے سامنے پڑھ ڈالا پھر ایک دن میں آیا تو جہاں سے اس روز چھوڑا تھا دوسرا باقی حصہ وہیں سے پڑھا اور فرمایا **خُذْ هٰذا**، مجھے ان کی یادداشت سے تعجب بلکہ تحیر ہوا، کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے وقت میں بصرہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ والے عالم تھے، وفات در بصرہ ۲۳۱ھ۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۶۴۴ ج ۱۰﴾ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۶۶ ج ۱۷﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ امام بخاریؒ نے ان سے ۶/روایات کی تخریج کی ہے۔

﴿تہذیب التہذیب ص۴۲۰ ج۹﴾

(۸۸) خلیفہ بن خیّاط البصریؒ:

ابوعمرو کنیت تھی، علامہ ذہبیؒ نے آپ کو امام، حافظِ حدیث، علامہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے، آپ بھی امام بخاریؒ کے استاذ وشیخ ہیں، تاریخ واخبار کے ماہر تھے، آپ کی ایک کتاب تاریخ پر ہے اور ایک طبقات پر ہے، کبار محدثین سے آپ نے روایات کا سماع کیا جن میں اسماعیل بن علیہ، معتمر بن سلیمان جیسے حضرات ہیں۔

اور آپ سے نقل کرنے والے حضرات میں بھی بڑی اہم شخصیات ہیں، جن میں سید المحدثین امام بخاریؒ ہیں اور بقی بن مخلد، ابوبکر بن ابی عاصم، جیسے علماءِ زمانہ ہیں، حضرت خلیفہ بن خیاط بصریؒ اپنے زمانہ کے بہت بڑے عالم، سیر وایام، انساب واسماءِ رجال کے ماہر کامل سمجھے جاتے تھے، امام بخاریؒ نے ان سے اپنی صحیح میں ۷/روایات ذکر فرمائی ہیں، یا کچھ زائد ۲۴۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا ہے اور بعض نے ۲۴۶ھ بھی کہا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۷۳ ج۱۱﴾

قال ابن عدی له حدیث کثیر وتاریخ حسن وکتاب فی الطبقات وهو مستقیم الحدیث صدوق من متیقظی رواة الحدیث ۔

﴿تہذیب التہذیب ص۱۳۹ ج۳﴾

اور بعض نے آپ کو علم حدیث کا درخت کہا ہے ﴿تہذیب الکمال ص۴۹۸ ج۵﴾۔

(۹۰) عبداللہ بن یزید القرشی العَدَوی المقری البصری ثم المکیؒ:

ابوعبدالرحمٰن کنیت ہے، اصل میں بصرہ یا اہواز کے رہنے والے تھے، مگر مکہ مکرمہ میں

سکونت پذیر ہوگئے تھے، امام سفیان ثوری جیسے بزرگوں سے پڑھا اور بہت سے شیوخ ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص ۶۴۵ ج ۱۰﴾۔

امام بخاری جیسے بزرگوں کو پڑھایا اور بہت سے تلامذہ ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص ۶۴۵ ج ۱۰﴾

امام جرح و تعدیل ابو حاتم رازیؒ نے فرمایا کہ ثقہ تھے اور امام نسائی نے بھی ثقہ فرمایا ہے، امام بخاری نے فرمایا کہ مکہ میں انتقال ہوا۔ ۲۱۲ھ یا ۲۱۳ھ کذا قال المزیؒ۔

بڑے اُونچے درجہ کے ثقات میں سے تھے اور کثیر الحدیث تھے، **کما قال ابن سعد و ذکرہ ابن حبان فی الثقات** امام بخاری قدس سرہ نے ان سے بارہ روایات ذکر فرمائی ہیں۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۷۶ ج ۶﴾۔

(۹۱) علی بن المدینی البصریؒ:

آپ آسمانِ حدیث کے درخشندہ کوکب ہیں، جب محدثین کا ذکر ہو تو بغیر آپ کے ذکر کے مجلس نامکمل ہے، آپ **علی بن عبد اللّٰہ بن جعفر بن نَجِیح السعدی، ابوالحسن ابن المدینی البصریؒ** ہیں، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ، علومِ حدیث میں درک رکھنے والے، کبیر الشان، جلیل القدر عظیم المرتبۃ عالم ہیں، علامہ ذہبیؒ نے امیر المؤمنین فی الحدیث فرمایا ہے، آپ کے اساتذہ و شیوخ کی بڑی تعداد ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص ۳۲۸ ج ۱۳﴾۔

جن میں اسماعیل بن علیہ ریحانۃ الفقہاء، حرمی بن عمارہ، حماد بن زید، امام عبد الرزاق، سفیان بن عیینہ، امام ابونعیم، ہشیم بن بشیر جیسے کبار مشائخ، اعلامِ دین، جبالِ حدیث ہیں، آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت بڑی ہے، ان میں امام بخاری قدس سرہ جیسے

امامِ کبیر، عالمِ نبیل ہیں۔

امام ابوحاتم رازی فرماتے ہیں کہ آپ معرفتِ حدیث میں علل واسماء رجال میں مرجع ومقتداء تھے، امام احمد بن حنبلؒ جیسا عالم، بزرگ احتراماً وتبجیلاً آپ کا نام لینے سے گریز کرتے اور کنیت سے پکارا کرتے تھے، آپ کی شخصیت عبقریت کو سمجھنے کے لئے امام بخاری قدس سرہ کے یہ جملے کافی ہیں کہ ''میں کسی کے پاس اپنے آپ کو چھوٹا محسوس نہیں کرتا ہاں جب میں علی بن المدینی کے پاس جاتا ہوں تو اپنے آپ کو علم میں چھوٹا محسوس کرنے پر مجبور ہو جاتا ہوں''اس سے اندازہ لگایئے کہ آپ کیا ہوں گے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۶ ج ۱۱﴾۔

حضرت امام بخاریؒ نے آپ سے خوب استفادہ کیا اور بخاری شریف میں بکثرت آپ کے حوالہ سے روایات کی تخریج فرمائی ہے، حضرت سفیان بن عیینہ استاذ وشیخ ہونے کے باوجود اپنے شاگرد کی خوب تعریف کیا کرتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ ''تم علی بن المدینی کی محبت پر مجھے ملامت کرتے ہو حالانکہ جتنا وہ مجھ سے سیکھتے ہیں اس سے زیادہ میں ان سے سیکھتا ہوں''۔

﴿تہذیب الکمال ص ۳۳۰ ج ۱۳﴾۔

امام عبدالرحمٰن بن مہدی فرمایا کرتے تھے **علی بن المدینی اعلم الناس بحدیث رسول** صلی اللہ علیہ وسلم **وخاصةً بحدیث ابن عیینة.** ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۵ ج ۱۱﴾۔

سفیان بن عیینہ شیخ ہونے کے باوجود اپنے شاگرد سے روایات سنتے تھے اور ان کو ان کے حوالہ سے روایت کرتے تھے، سبحان اللہ العظیم کیسی قدر دانی اور کس قدر تواضع تھی ان حضرات میں آج یہ شئی عنقاء ہوتی جارہی ہے، الا ماشاء اللہ۔

قواریری کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید القطّان نے بھی اسی طرح فرمایا کہ تم لوگ علی بن المدینی کے پاس بیٹھنے پر مجھے ملامت کرتے ہو حالانکہ جتنا وہ مجھ سے استفادہ کرتے ہیں، اس

سے زیادہ میں ان سے استفادہ کرتا ہوں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۵ ج ۱۱﴾۔

ابو قدامہ سرخسی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن المدینی قدس سرہ کو کہتے سنا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ثریا ستارہ قریب آ گیا اور میں نے اس کو حاصل کرلیا اور بعض نے اسطرح کہا کہ میں نے ہاتھ دراز کئے اور ستاروں کو لے لیا۔

ابو قدامہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کا خواب سچ کر دکھایا کیونکہ وہ علم کے اس مقام پر پہنچے ہیں، جہاں کوئی دوسرا نہیں پہنچ پایا، اس خواب کی تعبیر یہی دی گئی تھی کہ آپ علم کے عروج پر پہنچیں گے، چنانچہ حق تعالیٰ نے پہونچایا، یا اللہ اس بندہ حقیر کو اور اس کی اولاد کو بھی اپنے فضل وکرم سے علم وعمل، اخلاص واخلاق کا حظِ وافر نصیب فرما آمین۔

﴿تہذیب الکمال ص ۳۳۲ ج ۱۳﴾۔

امام نسائی نے فرمایا گویا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت علی بن المدینی کو پیدا ہی اس کام کے لئے فرمایا تھا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۶ ج ۱۱﴾۔

ابو یحییٰ محمد بن عبد الرحیم نے کہا ہے کہ علی بن المدینی جب بغداد تشریف لاتے اور حلقہ لگتا تو اسمیں امام احمد بن حنبلؒ، یحییٰ بن معین جیسے اکابر علماء شریک ہوتے اور جب کسی شئی کے بارے میں گفتگو ہوتی اور اختلاف ہو جاتا تو علی بن المدینی اسمیں کلام فرماتے (اور لوگ اس کو مانتے)۔

امام عالی مقام بخاری قدس سرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگ استاذ وشیخ حضرت علی بن المدینیؒ کو یہ کہتے سنا کہ معانی حدیث میں تفقہ حاصل کرنا نصف علم ہے اور نصف علم اسماء رجال ہے، یعنی رجال حدیث کے احوال سے واقفیت ہے، اس مقولہ سے رجالِ حدیث کے جاننے اور اس کی اہمیت پر کس قدر روشنی پڑتی ہے مگر فی زمانناطلبہ میں اس سے بے رغبتی

عام ہوگئی ہے، لمبی لمبی تقریروں کو پسند کرتے ہیں، اور بہت سے نہ لکھتے ہیں اور نہ یاد کرتے ہیں خالی سنتے ہیں اور رجال سے ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

طلبہ کے ذوق کی وجہ سے عموماً مدرسینِ حدیث بھی اس طرف سے بے رغبتی برتنے لگے ہیں، جس کی وجہ سے یہ فن جو انتہائی اہمیت کا حامل ہے مردہ سا ہوتا جارہا ہے، صرف چند بزرگوں کے احوال اور ان کی باتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور جو اکابر کے اکابر اور سلفِ صالحین اور امت کے سب سے بڑے محسن حضرات ہیں حضرات صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد والے محدثین کرام ان سے واقفیت کے لئے نہ کوشش ہے اور نہ لگن وشوق ہے۔

اس بات کو دیکھ کر بندہ نے امام بخاریؒ کے احوال میں انکے اساتذہ وشیوخ کے کچھ حالات قلمبند کرنا ضروری سمجھا ہے، تاکہ ہمیں امام بخاری قدس سرہ کے اساتذہ سے واقفیت ہو جائے اور جب بخاری شریف میں ان سے کوئی روایت آئے فوراً ان کا تعارف ذہن میں آجائے حق تعالیٰ ان سب بزرگوں کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کی برکتوں سے مالا مال فرمائے اور ہمارے اندر حدیث شریف کے حاصل کرنے اور اس پر مر مٹنے کا جذبہ پیدا فرمائے یہی ان حضرات کی زندگی کا سب سے بڑا سبق ہے (یعنی طلبِ حدیث اور اس پر عمل اور اس کی اشاعت)۔

امام بخاریؒ سے کسی نے معلوم کیا کہ آپ کی کیا تمنا ہے فرمایا کہ میں عراق جاؤں اور علی بن المدینی زندہ ہوں اور میں ان سے علم حاصل کروں ان کے پاس بیٹھوں۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۸ ج ۱۱﴾

ابوعبید آجری کہتے ہیں کہ امام ابوداؤد سے معلوم کیا گیا کہ امام احمد اعلم ہیں، یا علی بن المدینیؒ فرمایا احادیث کے الفاظ میں جو اختلافات ہوتے ہیں ان کے بارے میں علی بن المدینی

کا علم زیادہ ہے، امام ابوداؤد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ علی بن المدینی دس ہزار ''شاذکونی'' (یہ بہت بڑے عالم تھے) جیسے لوگوں سے افضل و بہتر ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص۳۳۶ ج ۱۳﴾۔

علل حدیث میں آپ اپنے دور میں سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۹ ج ۱۱﴾

اَعیُن کہتے ہیں کہ علی بن المدینی مستلقیاً علی قفاہ لیٹے تھے اور ایک جانب امام احمد اور دوسری جانب یحییٰ بن معین تھے اور حضرت علی بن المدینی ان دونوں کو احادیث کا املا کرا رہے تھے، حدیثِ رویتِ باری تعالیٰ پر موت کے خوف سے کچھ چوک ہوگئی تھی جس کی حضرت نے تلافی کر لی تھی اور قرآن کریم کے غیر مخلوق ہونے اور مخلوق کہنے پر کافر ہو جانے اور رؤیتِ باری تعالیٰ ہونے اور اللہ پاک کے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ علے الحقیقۃ گفتگو کرنے کے اعتقادات کا برملا اعلان فرمایا کرتے تھے اور چوک کا اثر یہ تھا کہ بعض اکابر علماء نے ان سے اعراض کرنا شروع کر دیا تھا، مگر دوسرے بڑے علماء ان کی مجبوری کو سمجھتے تھے اس وجہ سے انہوں نے ان سے روایات لی ہیں، اور امام بخاریؒ نے خوب روایات لی ہیں بخاری شریف میں ایک بڑا ذخیرہ ان کی روایات کا موجود ہے، علامہ عقیلی نے آپ کو اپنی کتاب الضعفاء میں ذکر کر دیا جس پر علامہ ذہبی نے عقیلی کی سخت خبر لی ہے اور فرمایا کہ عقیلی کچھ عقل بھی ہے یہ بھی نہیں سمجھتے ہو کہ کس کے بارے میں کہہ رہے ہو اور کیا کہہ رہے ہو۔

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادہ عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے ان سے بعد میں روایت کرنا ترک کر دیا تھا مگر علامہ ذھبی فرماتے ہیں کہ مسند احمد میں ان کے حوالہ سے بہت روایات ہیں، علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا تاب و اناب الی اللہ تعالی اور امام بخاری نے ان سے ۳۰۳/ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

امام نوویؒ نے فرمایا کہ علی بن المدینی نے حدیث میں دو کتابیں لکھیں تھیں ،اور بخاری شریف میں تو بہت بڑا ذخیرہ ہے ممکن ہے کہ جو کچھ مسند احمد میں ہے وہ **قبل الوقوع فی المحنة** ہو، اللہ پاک ان سب حضرات کے درجات کو بلند فرمائے اوران کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اور ہم سب کی خطاؤں کو معاف فرمائے، حضرت کی پیدائش بصرہ میں ۱۶۱ھ میں ہوئی تھی اور آپ کا انتقال بھی ۲۳۴ھ میں ہی بصرہ میں ہوااور وہیں مدفون ہیں،، **وقیل بسامرہ وقیل فی غیر ذلک**، حضرت علی بن المدینی نے بہت کتابیں لکھیں تھیں جن میں احادیث کے علوم تفصیلاً مذکور تھے سیر اعلام النبلاء ص ۶۰ ج ۱۱ میں علامہ ذہبی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

اور جو حکایت رویتِ باری تعالیٰ کی حدیث کے سلسلہ میں ان کی طرف منسوب کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ معتزلہ آخرت میں رویتِ باری تعالیٰ کے منکر ہیں اور مشہور روایت رویتِ باری تعالیٰ کے سلسلہ میں جو بخاری اور ترمذی میں تفصیلاً موجود ہے کہ رسول ﷺ سے پوچھا گیا کیا ہم قیامت میں اپنے پروردگار کو دیکھیں گے تو حضور پاک علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح تم چودہویں رات میں چاند کو دیکھتے ہو اور اس کے دیکھنے میں نہ کوئی شبہ ہوتا ہے اور نہ کسی کو تکلیف دینی پڑتی ہے ہر شخص آرام سے دیکھ لیتا ہے اسی طرح تم اللہ پاک کو دیکھ لوگے اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے اہلِسنت والجماعت کا مسلک ثابت ہوتا ہے کہ قیامت میں ایمان والوں کو اللہ پاک کی زیارت ہوگی اس روایت سے حضرت امام احمد بن حنبل نے خلیفہ معتصم کے سامنے رویتِ باری تعالیٰ پر استدلال فرمایا تھا جب ان سے دلیل مانگی گئی تھی چونکہ خلیفہ کا مسلک اس کے خلاف تھا اور وہ اس بارے میں معتزلہ کے مسلک پر عقیدہ رکھتا تھا اور یہ روایت اس کے خلاف پڑتی تھی تو اس نے چاہا کہ کوئی محدث ایسا مل جائے جو اس روایت میں قیل وقال

کرے تو بعض لوگوں نے علی بن المدینی کا نام لیا کہ وہ بہت غریب ہیں ان کے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے وہ کچھ کام آسکتے ہیں چنانچہ ان کو دربار میں طلب کیا گیا اور بات چیت کرنے سے پہلے ایک بڑی رقم دی گئی اور پھر ان سے حدیثِ رویتِ باری تعالیٰ کے سلسلہ میں جس سے امام احمد بن حنبل نے استدلال کیا تھا جس میں ایک راوی قیس بن ابی حازم آتے ہیں جو حضرت جریر بن عبداللہ البجلی سے نقل کرتے ہیں پوچھا گیا کہ آپ کیا کہتے ہو تو انہوں نے کہا کہ صحیح ہیں کہتے ہیں کہ پھر دوبارہ ان کو شاہی ہدایا دیئے گئے تا کہ اس بارے میں کلام کریں چنانچہ انہوں نے کہا کہ اس میں راوی قیس بن ابی حازم اعرابی بوّال علی عقبیه ہے یعنی دیہاتی گوار جسے استنجے کی بھی تمیز نہ تھی یہ سن کر خلیفۂ وقت اور اس کے متعلقین بہت خوش ہو گئے اور ان کے متعلقین میں سے بعض نے علی بن المدینی کا بوسہ دیا اور معانقہ کیا اگلے دن جب دربار لگا اور اس بارے میں گفتگو ہوئی تو درباری مولویوں نے خلیفہ کو کہا کہ جس روایت سے آپ کے عقیدہ کے خلاف استدلال کیا گیا تھا وہ قابلِ استدلال نہیں ہے اس کے بارے میں علی بن المدینی نے کہا ہے کہ اس میں ایک راوی قیس بن حازم ہیں جو اعرابی بوّال ہے اس کی وجہ سے امام احمد بن حنبل ناراض ہو گئے اور ان سے روایت کرنا چھوڑ دیا، حافظ ابوبکر الخطیب نے کہا ہے کہ یہ سب علی بن المدینی پر افتراء ہے جس کو درمیان میں ایک شخص نے گھڑا ہے جس سے علی بن المدینی منزہ ہیں چنانچہ علامہ مزی لکھتے ہیں، **ثم قال الخطیب اَمّامَا حُکِیَ عن عَلِیّ فی هذاالخبر من انه لا یعمل علی مایرویه لکونه اعرابیاً بوّالاً علی عقبیه فهو باطل.** ﴿تہذیب الکمال ص ۳۳۸ ج ۱۳﴾۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی بن المدینی نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ ابن ابی داؤد جو اصل خلیفہ کو اس مسئلہ میں بھڑکانے والا تھا اس نے حضرت قیس بن حازم کے بارہمیں یہ گستاخانہ جملہ استعمال کیا اور نسبت حضرت علی بن المدینی کی طرف کر دی حالانکہ حضرت علی بن المدینی

اور تمام ہی محدثین حضرت قیس بن ابی حازم کو نہایت معتبر اور ثقہ مانتے ہیں اور ان کے قابل اِعتبار ہونے پر اجماع ہے۔

اور قیس اتنے بڑے تابعی ہیں کہ عشرہ مبشرہ سے نقل کرتے ہیں اور یہ سعادت اور کسی کے حصہ میں نہیں آئی الا ماشاءاللہ، **ولیس فی التابعین من ادرک العشرۃ وروی عنھم غیرہ مع روایتہ عن خلق من الصحابۃ سوی العشرۃ** ﴿تہذیب الکمال ص ۳۳۸ ج ۱۳﴾۔

جو کچھ ان کو امتحان پیش آیا بعض خوابات کے ذریعہ ان کو اس سے خبردار کیا گیا تھا جو مقدر تھا ہو کر رہا ایک بار یحییٰ بن سعید القطّان اور علی بن المدینی بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت عبد الرحمٰن بن مہدی داخل ہوئے اور بہت گھبرائے ہوئے تھے، تو یحییٰ بن سعید القطّان نے معلوم کیا تو فرمایا میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہ ہمارے بہت سے حضرات اوندھے گرا دیئے گئے ہیں منکوس کر دیئے گئے، اس پر علی بن المدینی نے فرمایا کہ یہ تو خیر ہے اور آیت پڑھی **ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق** گویا ان کا ذہن طول عمر کی طرف گیا اس پر حضرت عبد الرحمٰن بن مہدی نے فرمایا کہ بس خاموش رہو ان لوگوں میں میں نے تم کو بھی دیکھا ہے۔

عباس بن عبد العظیم عنبری کہتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت علی بن المدینی کی خدمت میں گیا تو دیکھا کہ بہت غمزدہ بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے حال معلوم کیا فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں داؤد علیہ السلام کے منبر پر تقریر کر رہا ہوں میں نے کہا یہ بہت اچھا خواب ہے ایک عظیم الشان نبی کے منبر پر خطاب کرنا، فرمایا نہیں کاش میں ایوب علیہ السلام کا منبر دیکھتا کیونکہ داؤد علیہ السلام کی آزمائش وامتحان بدن میں ہوا اور ایوب علیہ السلام کا امتحان بدن میں اس میں امتحان کی طرف اشارہ ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۳۳۶ ج ۱۱﴾۔

علامۂ زمانہ حافظِ حدیث ابن حجر عسقلانی قدس سرہ ساری تفاصیل کے بعد لکھتے ہیں

کہ علی بن المدینی کے بارے میں امام احمدؒ نے کلام کیا ہے اوران کے متبعین نے اس وجہ سے کہ مسئلہ خلقِ قرآن وغیرہ کے بارےمیں ان سے کچھ نامناسب بات صادر ہو گئی تھی، حافظ فرماتے ہیں جو کچھ ہوا حضرت نے اس کی عند اللہ اور عند الناس معذرت کی اور اللہ پاک کے دربار میں توبہ وانابت کا راستہ اختیار فرمایا، لہذا اب اس کو لینا غلط ہے **تکلم فیه احمد و من تاب لاجل ما تقدم من اجابته فی المحنة وقد اعتذر الرجل وتاب وأناب.**

﴿تہذیب التہذیب ص ۳۱۱ ج ۷﴾۔

موت کا خوف ان کو اس طرف لے گیا وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں ڈرتا ہوں کہ قتل نہ کر دیا جاؤں اور میں اپنا ضعف جانتا ہوں کہ اگر ایک کوڑا میرے لگا تو میرا دم نکل جائے گا۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۳۱۰ ج ۷﴾۔

(۹۲) ابو عاصم ضحّاک بن مَخلَد النبیل الشیبانی البصریؒ:

آپ کبار محدثین کے شاگرد ہیں جن کی تعداد کثیر ہے جن میں محمد بن کعب قرظی، اور امام ابوحنیفہؒ جیسے اکابر اور ائمہ ہیں، ولادت ۱۲۱ھ یا ۱۲۲ھ وفات ۲۱۲ھ یا ۲۱۴ھ، اور آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی کثیر ہے جن میں سرفہرست امام بخاریؒ ہیں بلکہ آپ امام کے بڑے مشائخ میں سے ہیں آپ اپنے زمانہ کے عالم، فاضل، عابد، زاہد، ثقہ ثبت حجت، امانت ودیانت کے پہاڑ تھے امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ وشیخ ابو عاصم النبیل سے یہ کہتے سنا کہ جب سے میں نے جانا کہ غیبت حرام ہے میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔

نبیل کے معنیٰ عقلمند کے ہیں، اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ ایک بار محدثِ وقت ابن جریجؒ حدیث بیان کررہے تھے اتنے میں شور مچا کہ ہاتھی آیا ہے لوگ اس کو دیکھنے کے لئے بھاگ گئے اور آپ وہیں بیٹھے رہے استاذ نے فرمایا کہ تم نہیں گئے فرمایا **لا اجد منک عوضاً**

،اس پر انہوں نے نبیل کا لقب دیا۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۷۱ ج ۹﴾۔

محدثین کرام کے یہاں آپ نہایت ثقہ وقابل اعتبار بزرگ ہیں، علامہ ابن سعدؒ نے فرمایا ہے کہ ابو عاصم فقیہ بھی تھے اور محدثِ کبیر بھی تھے۔

لطیفه: کہتے ہیں کہ حضرت کی ناک بہت بڑی تھی جب انہوں نے شادی کی اور بیوی کے پاس گئے اور بوس وکنار کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ میرے چہرے سے اپنا گھٹنہ ہٹاؤ تو انہوں نے کہا کہ یہ تو میرا ناک ہے گھٹنہ نہیں ہے،ان کی وفات کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا تو فرمایا کہ بہت اچھا سلوک فرمایا اللہ پاک نے میری مغفرت کردی ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۷۱-۱۷۲ ج ۹﴾۔

الحمد للہ علے احسانہ حضرت والد بزرگوار حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب قدس سرہ بانی جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ المتوفی ۲۴ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ کے وصال کے بعد اللہ پاک نے بہت سے لوگوں کو خواب میں بڑی بڑی بشارتیں ان کے متعلق دکھائی ہیں جن سے بہت بڑی امیدیں وابسطہ ہوتی ہیں،ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشآء.

(۹۲) محمد بن ابی بکر المقدمی البصریؒ:

آپ ابو عبد اللہ ثقفی ہیں، کبار مشائخ حدیث سے روایت کرتے ہیں، جن میں یحییٰ بن سعید القطانؒ اور بشر بن المفضل اور اسماعیل بن علیہ ہیں، اور کبار محدثین نے آپ سے استفادہ کیا جن میں امام مسلم، امام بخاریؒ جیسے اکابر ہیں، قال ابو زرعة ثقة قال ابو حاتم صالح الحدیث محله الصدق، وفات در ۲۳۴ھ در بصرہ۔

حافظ الدنیا ابن حجرؒ نے فرمایا قال ابن قانع مات فی شعبان و کان ثقةً ۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۶۹ ج ۹﴾

(۹۳) عبداللہ بن عمرو تمیمی البصریؒ:

کنیت ابو معمر ہے، کبار علماء سے روایت کرتے ہیں جن میں جریر بن عبدالحمید، عبد العزیز بن محمد الدراوردی ہیں، اور کبار محدثین نے آپ سے روایت کی ہے، جن میں امام بخاریؒ بھی ہیں اور امام ابوداؤد اور ایک بڑی جماعت ہے، امام یحییٰ بن معین نے ثقةٌ ، نبیلٌ فرمایا، اور یعقوب بن شیبہ نے ثقۃً، ثبتاً فرمایا ہے، عجلی نے فرمایا ثقة و کان یری القدر ، ابو حاتم نے فرمایا ہے، صدوقٌ متقنٌ، قوی الحدیث غیر انه لم یکن یحفظ و کان له قدرٌ عند اهل العلم، وفات در ۲۲۴ھ۔ ذکره ابن حبان فی الثقات.

﴿تہذیب التہذیب ص ۲۹۴ ج ۵﴾

(۹۴) عبدالرحمٰن ابن مبارک ابن عبداللہ العیشی الطفاوی الدوسی البصریؒ:

ابوبکر کنیت ہے، آپ کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں ان میں حضرت اسماعیل بن علیہ، یحییٰ بن سعید القطّان جیسے بزرگ ہیں اور بڑے بڑے محدثین نے آپ سے روایت حدیث کی ہے ان میں امام ابوداؤد، امام بخاریؒ جیسے اولوالعزم محدث بھی ہیں، قال ابو حاتم ثقة و ذکره ابن حبان فی الثقات وفات در ۲۲۸ھ و قیل ۲۲۹ھ۔

﴿تہذیب الکمال ص ۳۵۸ ج ۱۱﴾

حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں فرمایا ہے وثّقه العجلی و ابو بکر البزار فی مسنده اور فرمایا کہ امام بخاری قدس سرہ نے ۱۰؍ روایات ذکر فرمائی ہیں، سن وفات میں کاتب سے غلطی ہوئی ہے ۲۹۲ھ کر دیا ہے حالانکہ ۲۲۹ھ ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۲۳۷ ج ۶﴾

مشائخِ بُخاریؒ

(۹۵) ہارون بن الأشعث الہمدانی البخاریؒ:

اصل میں کوفہ کے باشندہ ہیں، ابوعمران کنیت ہے، علامہ ابن حبانؒ نے اپنی کتاب ''الثقات'' میں ذکر فرمایا ہے، امام بخاریؒ نے **التاریخ الاوسط** میں ان کو استاذ فرمایا ہے، فرماتے ہیں **حدثنا هارون بن الأشعث شيخ لنا ثقة** ہم سے ہارون بن الاشعث نے روایات بیان کی ہیں جو ہمارے شیخ ہیں اور ثقہ ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص۱۹۰ ج۱۹﴾ ﴿تہذیب التہذیب ص۴ ج۱۱﴾

(۹۶) یحیٰی بن جعفر بن اعین الازدی البارقی ابوزکریا البخاری البیکندیؒ:

آپ بھی امام بخاری کے شیخ واستاذ ہیں، بڑے بڑے مشائخ سے استفادہ کیا اور آپ سے خوب فیض پہنچا۔

امام بخاری قدس سرہ امام عبدالرزاق صاحب المصنف کے پاس جانے کے لئے تیار تھے، انہوں نے اپنے گمان سے بتایا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہے تو امام لوٹ گئے اور ارادہ ملتوی کر دیا اور پھر شیخ عبدالرزاق کی کتب کو انہی سے پڑھا تھا، علامہ ابن حبان نے ثقات میں ذکر فرمایا ہے، وفات در ۲۴۳ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص۴۸ ج۲۰﴾۔

ایک بزرگ کو جب معلوم ہوا کہ یہ عراق آرہے ہیں تو انہوں نے اپنے اصحاب کو فرمایا: **من اراد علماً صحيحاً نظيفاً فعليكم بيحيىٰ بن جعفر اكتبوا عنه.**

﴿تہذیب التہذیب ص۱۷۰ ج۱۱﴾۔

(۹۷)اسحاق بن ابراہیم بن نصر البخاریؒ:

ابوابراہیم کنیت ہے، سعدی سے معروف تھے، بنی سعد میں نزول کیا کرتے تھے اور کہا جاتا ہے بنوسعد کے دروازہ کے قریب اُترا کرتے تھے، جومدینہ پاک میں تھا، کبار مشائخ کے شاگرد ہیں، امام بخاریؒ کے استاذ ہیں، رحمہ اللہ تعالیٰ، وفات در۲۴۲ھ بروز جمعہ در ماہ ربیع الثانی

﴿تہذیب الکمال ص۲۰ ج۲﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا: **ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال کان قدیم الموت.** ﴿تہذیب التہذیب ص۱۹۲ ج۱﴾۔

(۹۸)احمد بن اسحاق السُر ماری البخاریؒ:

ابواسحاق کنیت ہے، سُر مارہ، کی طرف منسوب ہیں جو بخاریٰ کا ایک گاؤں ہے، آپ بہت بہادر آدمی تھے، اسلام کے جانباز لوگوں میں سے تھے، شجاعت میں ضرب المثل بزرگ ہیں، عابد وزاہد بھی تھے اور محدث بھی تھے، کبار علماء سے روایت کی ہے، جن میں سلیمان بن حرب جیسے بزرگ محدث ہیں۔

اور آپ سے کبار علماء نے فیض پایا، جن میں امام المحد ثین بخاریؒ بھی ہیں، ابوصفوان کہتے ہیں کہ خلیفۂ وقت مامون نے آپ کو بڑے زبردست ہدایا بھجوائے جس میں ۳۰/ ہزار دراہم ۱۰/ ہزار گھوڑے اور باندیاں تھیں، مگر آپ نے کچھ بھی قبول نہیں فرمایا، اسقدر مزاج میں استغناء تھا، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم، وفات در۲۴۲ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص۱۰۸ ج۱﴾۔

(۹۹)بیان بن عمرو البخاریؒ:

بخاری محدث ہیں، ابومحمد، العابد، الزاہد، امام بخاریؒ کے استاذ وشیخ ہیں، جن سے امام

بخاریؒ نے بخاری شریف میں روایت کی ہے، ابواحمد بن عدی نے فرمایا کہ حضرت بیان بن عمرو بخاری عالمِ جلیل تھے اور عابد وزاہد بزرگ تھے، ہر رات و دن میں تین بار قرآن کریم پڑھتے تھے، سوال کیا گیا کہ اس قدر کیسے تلاوت فرما لیتے ہیں، فرمایا کہ اللہ پاک نے میرے لئے آسان فرما دیا ہے، ایک بار زوال تک دوسری بار زوال سے عصر تک اور تیسری بار مغرب بعد سے سونے کے قریب تک پھر اللہ پاک کی یاد میں بہت روتے اور خوب دعائیں فرماتے تھے۔

(یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یہ کیفیت ہمیں بھی عطا فرما، الحمد للہ علی احسانہ میرے والد بزرگوار حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب قدس سرہ کو یہ کیفیت حاصل تھی، کثیر التلاوت تھے اور اللہ کی یاد میں راتوں کو بہت رونے والے تھے اور بہت دعائیں کرتے تھے اللہ پاک ان کے درجات کو بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں کبار محدثین، مفسرین، فقہاء، صلحاء، عارفین کے ساتھ محشور فرمائے) آمین یارب العالمین۔

ابوحاتم نے ثقات میں لکھا ہے، امام بخاریؒ نے فرمایا ۲۲۲ھ میں وفات ہوئی ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص ۱۹۹ ج ۳﴾۔

(۱۰۰) عبداللہ بن محمد المسندی البخاریؒ:

عبداللہ بن محمد المسندیؒ جن کے حوالہ سے امام بخاریؒ نے بہت سی روایات ذکر فرمائی ہیں شروع کتاب میں باب امور الایمان کے تحت عبداللہ بن محمد الجعفی اور کتاب المغازی کے بالکل شروع میں عبداللہ بن محمد سے آپ ہی مراد ہیں، شیخ ماوراء النہر تھے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۶۵۸ ج ۱۰﴾

آپ کنز الحدیث یعنی حدیث کا بیش بہا خزانہ تھے، جو آپ کے پاس جاتا اور غور سے سنتا خوب احادیث شریفہ حاصل کر لیتا، امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ مجھے حسن بن شجاع نے کہا کہ

کہاں تم حدیث سے محروم ہو سکتے ہو جب تم اس خزانۂ حدیث کے پاس استفادہ کرتے ہو۔

علاقہ ماوراء النہر میں سب سے پہلے مسند الصحابہ آپ نے ہی لکھی، آپ اپنے دور میں حدیث کے امام مانے جاتے تھے، آپ کی ثقاہت، عدالت ضبط واتقان پر محدثین کا اتفاق ہے، امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں ۴۴؍روایات آپ سے ذکر کی ہیں، آپ کے استاذ محدث مسندی آپ کی عظمت کا اعتراف کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ محمد بن اسماعیل امام ہیں اور جو ان کو امام نہ سمجھے میں اس کو متہم جانتا ہوں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۴۶ ج ۹﴾۔

مسندی سے شہرت کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ آپ مرسل روایات سے اعراض کیا کرتے تھے اور صرف مسند و مرفوع روایات ہی کی تلاش اور تتبع میں لگے رہتے تھے، بڑے بڑے شیوخِ حدیث سے آپ نے استفادہ کیا اور آپ سے روایت کرنے والے بھی بڑے ہی حضرات تھے یعنی امام ابوزرعہ، ابوحاتم، محمد بن اسماعیل جیسے جبالِ علم وعمل۔

تہذیب التہذیب ص ۹ ج ۶ میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں لکھا ہے اور کہا ہے کہ آپ متقن تھے، امام بخاریؒ کے دادا انہی کے دادا کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۶۵۹ ج ۱۰﴾۔

وفات آپ کی بخارا ہی میں ہی ہوئی ۲۲۹ھ ماہ ذیقعدہ، ۹۰؍سال کی عمر تھی، مسندی فرماتے ہیں کہ میں نے رخصت کے وقت حضرت فضیل بن عیاضؒ سے نصیحت طلب کی تو فرمایا ’’کن ذنباً ولا تکن رأساً‘‘ دم بنا سر مت بننا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۶۶۰ ج ۱۰﴾۔

مشائخِ نیشاپور

(۱۰۱) یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوریؒ:

حضرت یحییٰ بن یحییٰؒ ، ابوزکریا، تمیمی، حنظلی، نیشاپوری، عالمِ کبیر الشان، امام المحدثین، مرجعِ علماء تھے، آپ امام بخاریؒ کے استاذ وشیخ ہیں، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، جن کے اسماء حافظ جمال الدین مزی نے ص ۲۵۳ ج ۲۰ میں ذکر کئے ہیں، جن کی تعداد بہت ہے اور آپ کے تلامذہ میں امام مسلمؒ بھی ہیں، نیز اسحاق بن راھویہؒ اور بہت بڑے بڑے محدثین ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۵۴۔۲۵۵ ج ۲۰﴾۔

امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادہ صالح کہتے ہیں کہ والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ خراسان نے عبداللہ بن المبارک کے بعد یحییٰ بن یحییٰ جیسا دوسرا محدث وبزرگ پیدا نہیں کیا ہے۔ امام احمدؒ کے دوسرے بیٹے عبداللہ نقل کرتے ہیں کہ والد صاحبؒ انکو ثقہ قرار دیا کرتے تھے، اور ان کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

امام اسحاق بن راھویہؒ فرمایا کرتے تھے کہ یحییٰ بن یحییٰ، عبدالرحمٰن بن مہدی سے زیادہ ثقہ ثبت ہیں اور ایک دوسری جگہ فرمایا کہ میں نے یحییٰ بن یحییٰ جیسا دوسرا آدمی نہیں دیکھا بلکہ خود انہوں نے اپنے جیسا دوسرا نہیں دیکھا ہے اور نیز فرمایا کہ وہ دنیا کے امام تھے، حضرت محمد بن اسلم طوسیؒ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول ﷺ کی زیارت کی اور پوچھا کہ میں کس سے حدیث سیکھوں اور لکھوں، تو فرمایا یحییٰ بن یحییٰ سے۔

آپ بہت خوبصورت تھے اور لمبی لحیہ رکھتے تھے، اور بہت عمدہ اور متقی انسان تھے، ۲۲۶ھ میں انتقال فرمایا، علامہ ابن حبان فرماتے ہیں کہ آپ کبار ثقات میں سے تھے اور آپ

نے انتقال کے وقت اپنے ان کپڑوں کی وصیت امام احمد بن حنبلؒ کے لئے فرمائی جن کو آپ استعمال فرمایا کرتے تھے، اور امام احمد بن حنبلؒ ان کپڑوں کو پہن کر جماعت میں تشریف لایا کرتے تھے، آپ اپنے دور کے سادات میں سے تھے علم وعلم، زہد وتقویٰ، ضبط واتقان کے اعتبار سے اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ جب حضرت یحییٰ بن یحییٰ کے صاحبزادے والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق ان کپڑوں کو لیکر امام احمد بن حنبلؒ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ میں ان ثیاب کے لائق نہیں ہوں اور ایک عدد کپڑا تبرکاً لے لیا اور باقی احتراماً واپس کر دیئے۔

﴿تہذیب الکمال ص ۲۵۷ ج ۲۰﴾۔

(۱۰۲) حسین بن منصور نیشاپوریؒ:

ابن جعفر بن عبد الله بن رزين، الامام، الحافظ الكبير، ابو علي، السُلمي، النيشاپوريؒ. ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۸۳ ج ۱۱﴾۔

وقال الشيخ جمال الدين المزى "کثیر الحدیث والرحلہ تھے"۔

﴿تہذیب الکمال ص ۵۲۷ ج ۴﴾

سفیان ثوری اور وکیع جیسے بزرگوں کے شاگرد ہیں، امام بخاریؒ، امام مسلم جیسے بزرگوں کے استاذ وشیخ ہیں، وثقه الامام النسائى قال الحاكم وهو شيخ العدالة والتزكية فى عصره، امام یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوریؒ کے خاص تھے شہر نیشاپور کا عہدہ قضاء آپ پر پیش کیا گیا، مگر چھپ گئے اور اللہ پاک سے دعا کی اور تیسرے روز انتقال ہو گیا در ۲۳۸ھ۔

آپ کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ بعض لوگ ظاہر میں تارک الدنیا بنتے ہیں مگر دل ان کا دنیا سے چپکا رہتا ہے اور بعض بظاہر دنیا میں لگے معلوم ہوتے ہیں، مگر حقیقۃً ان کا دل آخرت کے ساتھ ہوتا ہے، اور یہ ہی اچھا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۸۴ ج ۱۱﴾ ﴿تہذیب الکمال ص ۵۲۸ ج ۴﴾۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ بخاری شریف میں صرف ان کی وہی روایت ہے جو امام بخاری نے کتاب الاکراہ میں ذکر کی ہے اور صرف حدثنا حسین بن منصور فرمایا تو علامہ کلاباذی نے فرمایا کہ وہ نیشاپوری ہیں، اور دوسرے بھی ہو سکتے ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۳۱۹ ج۲﴾۔

(۱۰۳) اسحاق بن منصور بن بھرام الکوسج نیشاپوریؒ:

ابو یعقوب کنیت ہے، مرو کے باشندہ تھے پھر نیشاپور رہنے لگے تھے، نزیل نیشاپور، کبار علماء، شیوخ الحدیث سے روایت کرتے ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص۷۵ ج۲﴾۔

اور آپ سے بھی بہت سے مشائخ نے روایت فرمائی ہے، سوائے امام ابوداؤد کے منهم البخاری، قال مسلم ثقة مامون احد الائمة من اصحاب الحديث، قال النسائی ثقة، ثبت۔

ولادت مرو کی ہے، اور نشو نما نیشاپور میں ہوا اور وہیں وفات ہوئی، آپ بڑے عابد وزاہد، سنت وشریعت کا کامل اتباع کرنے والے محدث عارف باللہ بزرگ تھے، وفات پیر کے دن تدفین منگل کے دن ہوئی ۲۵۱ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص۷۷ ج۲﴾۔

(۱۰۴) عمرو بن زُرارہ بن واقد الکِلابی نیشاپوریؒ:

قاری اور محدث، عارف باللہ شخص تھے، ابو محمد کنیت ہے، قرآن کریم آپ نے علی بن حمزہ کسائی سے پڑھا اور فن تجوید اور قرأت میں کمال حاصل کیا کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں جن میں اسماعیل بن علیہ، سفیان بن عیینہ یحییٰ بن ابی زکریا جیسے محدثین ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والے حضرات بھی کثیر ہیں، ان میں سید المحدثین امام بخاریؒ، امام مسلم، امام نسائی جیسے مشہور ومعروف محدثین بھی ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۲۵ ج۱۴﴾۔

قال النسائی ثقة ذکره ابن حبان فی الثقات ، عمرو بن زرارہ کہتے ہیں کہ میں

حضرت اسماعیل بن علیہ کی خدمت میں ۱۳/سال رہا مگر میں نے اس درمیان میں ان کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یعنی ان پر اس قدر خوفِ خدا کا غلبہ رہتا تھا، حضرت امام بخاری اور ابن حبانؒ نے فرمایا کہ ان کا انتقال ۲۳۸ھ میں ہوا اور بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ان کی عمر ۸۷/سال ہوئی۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۲۶ جلد ۱۴﴾۔

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ قدس سرہ نے فرمایا کہ ابوالعباس السرّاج نے کہا ہے کہ آپ میں زہد فے الدنیا کی شان تھی اور آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے اور حافظ رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت امام بخاری قدس سرہ نے اپنی کتاب میں ان سے ۱۳/روایات ذکر فرمائی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۲ ج ۸﴾۔

(۱۰۵) عبیداللہ ابن سعید ابن یحییٰ ابوقدامہ سرخسی نیشاپوریؒ

نزیلِ نیشاپور، کبار مشائخ کے شاگرد ہیں، اور کبار محدثین کے استاذ ہیں جن میں امام بخاریؒ، امام مسلم، امام نسائی ہیں، قال ابو حاتم کان من الثقات، قال ابو داؤد ثقة، وقال النسائی ثقة، مامونٌ۔

ابراہیم بن ابی طالب نے فرمایا کہ نیشاپور میں ان جیسا اثبت او راضبط اور متقی دوسرا بزرگ نہیں آیا، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ انہوں نے ہی سرخس کے اندر سنت کو ظاہر کیا اور اس کی طرف لوگوں کو بلایا امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ان کا انتقال ۲۴۱ھ میں ہوا ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص ۱۹۸۔۱۹۹ ج ۱۲﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا: قال ابن عدی فاضل من اھل السنة وقال مسلمة فی الصلة ثقةٌ، مامونٌ، قال ابن عبد البر اجمعوا علی ثقته، امام بخاریؒ نے بخاری شریف کے اندر ۳۷/روایات ذکر فرمائی ہیں ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۶ ج ۷﴾۔

(۱۰۶)بشر بن الحکم العبدی نیشا پوریؒ:

ابوعبدالرحمٰن کنیت ہے آپ کبار علماء کے شاگرد رشید ہیں جن میں یحییٰ بن سعید قطان ،وکیع ،ولید بن مسلم ،فضیل بن عیاض ،جیسے اکابرِ امت ،احبارِ ملت ہیں ،آپ کے شاگردوں میں بڑے بڑے بحر ذخّار ہیں ،جن میں امام مسلم امام نسائی ،امام بخاری جیسے علماءِ زمانہ ہیں۔

محمد بن عبد الوہاب فرّا کہتے ہیں : کہ بشر بن حکم میرے نزدیک ثقہ صدوق ہیں ،ابوحاتم ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے ،آپ فقیہ بھی تھے اور محدثِ زمانہ بھی تھے اور عابد وزاہد بزرگ بھی تھے وفات در ۲۳۷ھ وقیل ۲۳۸ھ ۔﴿تہذیب الکمال ص ۲۷ ج ۳﴾۔

(۱۰۷)محمد بن رافع بن ابی یزید القشیر ی نیشا بوریؒ:

امام بخاری کے اساتذہ میں سے ہیں ،کبار علماء سے روایت کرتے ہیں اور آپ کے تلامذہ بھی کثیر ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۶۸۔۲۶۹ ج ۱۶﴾۔

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ آپ اللہ پاک کے نیک بندوں میں سے تھے ابوزرعہ نے فرمایا شیخ صدوق ہیں ،ہمارے پاس آئے اور چند دن قیام فرمایا اور چلے گئے۔

امام نسائی نے ثقہ مامون فرمایا ہے ،حاکم وقت طاہر بن عبداللہ نے آپ کی خدمت میں خطیر رقم بھیجی تھی ،مگر آپ نے استغناء کے ساتھ واپس کردی اور فرمایا: لااحتاج الیٰ ھٰذا سورج غروب کے قریب ہے اور میری عمر اسّی سے تجاوز کرچکی ہے ،کہاں تک میں زندہ رہوں گا ،مال رد کردیا اور قبول نہیں فرمایا ،ابن حبان نے ثقات میں ذکر فرمایا ہے ،۲۴۵ھ میں انتقال فرمایا ،،بہت ہی نیک آدمی تھے عابد وزاہد محدث تھے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۶۹ ج ۱۶﴾

(۱۰۸)اسحاق بن ابراھیم ابن مخلد راہویہ المروزی ثم نیشا پوریؒ:

علامہ ذھبی فرماتے ہیں کہ آپ امامِ کبیر ،شیخ المشرق ،سید الحفاظ ہیں۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۵۸ ج ۱۱﴾

ابو یعقوب کنیت تھی ،آپ اپنے دور کے محدثِ یگانہ، عالمِ بے بدل،فقیہِ لاثانی تھے،علمِ حدیث اورعلمِ فقہ میں حضرت امام احمد بن حنبل کے ہم پلّہ بزرگ ہیں،علامہ ابن عساکرنے **احد ائمة الاسلام و اعلام الدین** کےالفاظ سے یادفرمایاہے۔

﴿مختصر تاریخ دمشق ص ۱۷۱ ج ۴﴾

ولادت ۱۶۱ھ وقیل ۱۶۳ھ۔وفات ۲۳۸ھ۔امام بخاریؒ نے فرمایا ۷۷ رسال کی عمر ہوئی ۔امام بخاری کے خاص استاذوں میں شمار ہوتے ہیں،جن سے امام بخاری نے خوب استفادہ کیا ہے،اوران کی احادیث واقوال کثرت کے ساتھ نقل فرمائے ہیں،یہی وہ بزرگ محدث ہیں،جن کی تحریض پرامام بخاری کے قلب میں بخاری شریف لکھنےاورتالیف کرنے کا داعیہ پیداہوا۔

چنانچہ خلف الخیام کہتے ہیں کہ میں نے ابراھیم بن معقل کوسنا کہتے تھے کہ میں نے ابو عبداللہ محمد بن اسماعیلؒ کوسنا فرمارہے تھے کہ ایک دن ہم لوگ حضرت اسحاق بن راھویہ کے پاس تھےتو ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ کاش آپ (محمد بن اسماعیل بخاریؒ) کوئی کتاب مختصر (مگرجامع) لکھ دیتے جس میں سنن اوراحادیثِ صیحہ جمع کردی گئی ہوں، یہ سن کرمیرے دل میں ایک کتاب کی تالیف کا داعیہ پیدا ہوگیا اور میں نے خالص صحیح احادیث کوجمع کرنا شروع کردیا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۰۱ ج ۱۲﴾﴿تہذیب الکمال ص ۹۱ ج ۲﴾۔

اوردوسراسببِ تالیف خواب بھی بتایا جاتا ہے،جس میں رسول کریم ﷺ کی زیارت ہوئی اوراپنے آپ کوآپ ﷺ کے بدن سے مکھیاں اُڑاتے دیکھا جس کی تعبیر یہ دی گئی تھی کہ آپ احادیثِ رسول ﷺ سے کذب واختراع کودورکریں گےاس کا ذکر کتابِ بخاری شریف کے تذکرہ میں آچکاہے۔

حافظ جمال الدین مزی تہذیب الکمال میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

احد ائمة الاسلام،علماء الدین،اجتمع له الحدیث و الفقه و الحفظ و الصدق و الورع و الزهد ، کہ آپ اسلام کے اماموں میں ایک امامِ حدیث ہیں اور علماء اسلام،علماء دین میں ایک بڑے عالم و بزرگ ہیں،اللہ پاک نے آپ کے اندر علمِ حدیث ،علمِ فقہ کے ساتھ ضبط و اتقان،قوتِ حفظ اور سچائی اور زہد و تقویٰ ،خشیت و خوفِ الٰہی جیسے اوصاف جمع فرمائے تھے،آپ نے طلبِ حدیث میں عراق ،حجاز ،یمن و شام کے اسفار فرمائے تھے اور پھر خراسان لوٹے اور نیشاپور کو اپنا مستقل وطن بنالیا تھا،اور وہیں آپ کا وصال و انتقال ہوا۔

ابن راہویہ سے شہرت کی وجہ:

آپ ابن راہویہ سے مشہور ہوئے ،اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں احمد بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے خود حضرت اسحاق سے سنا فرما رہے تھے کہ عبداللہ بن طاہر نے مجھے معلوم کیا کہ آپ کو ابن راہویہ کیوں کہا جاتا ہے،اور اس کا کیا مطلب ہے،اور کیا آپ کو اس طرح پکارا جانا برا لگتا ہے، میں نے کہا امیر صاحب بات یہ ہے کہ میرے والد بزرگوار راستہ میں پیدا ہوئے تھے تو اس وجہ سے انکو راہویہ راہ گیر، راستہ والا کہا جانے لگا میں ان کا بیٹا ہوں میرے والد صاحب کو تو راہویہ کا لفظ بُرا لگتا تھا مگر مجھے بُرا نہیں لگتا ہے۔

﴿تاریخ دمشق ص۲۷۲ ج۴﴾

حضرت اسحاق کے بیٹے علی کہتے ہیں کہ میرے والد (اسحاق) اپنی والدہ کے بطن سے اس طرح پیدا ہوئے کہ ان کے دونوں کانوں میں سوراخ تھا یہ دیکھ کر میرے دادا راہویہ فضل بن موسیٰؒ کے پاس گئے اور یہ قصہ بتایا تو حضرت فضل بن موسیٰ نے فرمایا کہ تمہارا بیٹا اپنے دور کا بڑا آدمی ہوگا، چاہے خیر میں ہو، یا شر میں ہو۔ ﴿تاریخ دمشق ص۲۷۲ ج۴﴾ ﴿تہذیب الکمال ص۱۴ ج۲﴾

بندہ کہتا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت اسحاق کو خیر کی لائن سے بڑا اور بہت بڑا امام بنا دیا یہ اللہ پاک کا فضل واحسان ہے، **ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء۔**

حضرت یحییٰ بن یحییٰؒ باوجود استاذ ہونے کے اسحاق بن راہویہ کی تعظیم فرمایا کرتے تھے اور ان کو علم میں اپنے سے بڑا مانتے تھے، امام احمد بن حنبلؒ کے سامنے کسی نے ان کا نام بلا تعظیم لیا تو آپ نے ناگواری کا اظہار فرمایا اور فرمایا امام آدمی ہیں، اگرچہ بعض مسائل میں ہم میں اور ان میں اختلاف موجود ہے ایسا علماء میں ہوتا رہتا ہے۔

حضرت اسحاق بن راہویہ کو ۷۰/ہزار احادیث اسطرح حفظ یاد تھیں گویا وہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں امام ابوبکر خطیبؒ نے بھی آپ کی تعریف میں اُونچے الفاظ استعمال کئے ہیں جیسے حافظ جمال الدین مزی نے استعمال کئے ہیں۔ ﴿تاریخ دمشق ص۲۷۳ج۴﴾۔

امام حاکم فرمایا کرتے تھے کہ اسحاق بن راھویہ اپنے زمانہ میں حفظِ حدیث اور فتوے میں امام ہیں۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۳۶۹ج۱۱﴾۔

آپ کے شیوخ وتلامذہ:

آپ کے شیوخ وتلامذہ کی بھی ایک طویل فہرست ہے اور تلامذہ وشاگردوں کا سلسلہ بھی بہت بڑا ہے جن کی تفصیلات حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں اور حافظ جمال الدین مزی نے ’’**تهذیب الکمال فی اسماء الرجال**‘‘ میں بیان فرمائی ہے۔

مدح الاکابر

(۱) وہب بن جریر کہتے ہیں کہ آپ نے مشرق کے علاقہ میں احادیث وسنت کو زندہ فرمایا اللہ پاک ان کو بے حد جزاء خیر عطا فرمائے۔

(۲) نعیم بن حماد کہتے ہیں کہ جو عراقی امام احمدؒ کے بارے میں کلام کرے اس کو دین

میں متہم سمجھواسی طرح جوخراسانی اسحاق بن راھویہ پراعتراض کرے اس کومتہم سمجھو۔

(۳) محمد بن اسلم طوسی بہت بڑے بزرگ ہیں کہتے ہیں کہ حضرت اسحاق سے زیادہ اللہ پاک سے ڈرنے والا میرے علم میں کوئی دوسرا شخص نہیں ہے۔

آپ کو دیکھ کر **انما یخشیٰ اللہ من عبادہ العلمآء** کی تصویر سمجھ میں آجاتی تھی اور آپ اعلم الناس تھے، اگر سفیان ثوری زندہ ہوتے تو وہ بھی آپ کی ضرورت محسوس کرتے۔

(۴) امام دارمی فرماتے تھے کہ اسحاق بن ابراہیم اپنے کمالات میں اہلِ مشرق ومغرب کے سید ہیں

(۵) امام نسائی نے فرمایا کہ اسحاق بن راھویہ احدالائمہ ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص۱۵ ج۲﴾ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۳۷۰ ج۱۱﴾

امام احمد بن حنبل فرماتے تھے کہ دنیا میں علم وعمل میں اسحاق بن راھویہ کی نظیر نہیں پاتا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۳۷۲ ج۱۱﴾۔

اور ان کو امام احمد بن حنبل کے مثل اور ان کے ہم پلہ امام قرار دیا جاتا تھا اور جب کسی جگہ پر کبار محدثین جمع ہوتے تھے تو مجلس کے صدر حضرت اسحاق بن راھویہ ہی ہوتے تھے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۳۸۱ ج۱۱﴾۔

اور بھی بہت سے کبار محدثین کے اقوال ہیں جن کو ذہبی اور مزی نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے، **قال ابن حجر وقال ابن حبان فی الثقات: کان اسحاق من سادات اھل زمانہ فقھاً وعلماً وحفظاً وصنف الکتب وفرع علی السنن وذب عنھا وقمع من خالفھا وقبرہ مشھور یزار.** ﴿تہذیب التہذیب ص۱۹۲ ج۱﴾۔

(۱۰۹) محمد بن یحییٰ بن عبداللہ الذھلی نیشاپوریؒ:

ولادت ۱۷۲ھ علامہ ذہبی نے امام ذہلی کو امام، علامہ، حافظ، بارع، شیخ الاسلام، عالم

اہل المشرق، امام الحدیث بخراسان جیسے بلند پایہ الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۲۷۳ ج ۱۲﴾

بڑے بڑے مشائخ سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے بھی بڑے بڑے مشائخ نے روایت کی ہے، جن میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد امام ترمذی، امام ابن خزیمہ، جیسے حضرات ہیں، امام مسلم نے ان سے بہت زیادہ روایات لی تھیں، پھر دونوں کے تعلقات خراب ہو گئے تھے، جس کی تفصیل آگے آئیگی، پھر وہ ان سے روایت کرنے سے رک گئے تھے، مگر اس سے عند اللہ تعالیٰ ان کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۲۷۵ ج ۱۲﴾

ابونصر کلاباذی فرماتے ہیں کہ امام بخاری ان سے روایت لیتے ہیں اگر چہ ان دونوں بزرگوں کے درمیان معاصرانہ چشمک ہوگئی تھی، اور امام بخاریؒ کو تکلیف بھی پہنچی ہوا یہ تھا کہ جب بخاریؒ علامہ ہو گئے، ابھی عمر کم ہی تھی اور شہرہ بہت زیادہ تھا، تو آپ نیشاپور تشریف لے گئے اہل نیشاپور محمد بن یحییٰ ذہلی کو اپنا بڑا بزرگ مانتے تھے، اور وہاں ان کا شہرہ اور چرچہ تھا، مگر امام ذہلی نے امام بخاری کی آمد کو شروع میں برا نہیں سمجھا، بلکہ ان کی تعریف کی اور لوگوں نے امام بخاری کا ایک مثالی استقبال کیا تھا۔

امام ذہلی نے کہا کہ اے لوگو اس نیک شخص کے پاس جاؤ (جو اپنے وقت کا بہت بڑا عالم ہے) اور ان سے روایت سنو، چنانچہ لوگ ان کے پاس دوڑ پڑے اور اپنی توجہ سب نے انہیں کی طرف کر دی، یہاں تک کہ محمد بن یحییٰ کی مجلس میں بہت خلا واقع ہو گیا، اور آپ کا حلقہ خالی خالی نظر آنے لگا، اس بات کو دیکھ کر ان کے دل میں حسد کی کیفیت پیدا ہوگئی اور انہوں نے امام بخاری کی شان میں ایسا کلام کرنا شروع کر دیا جس سے ان کی شان لوگوں کی نظر میں کم ہو جائے یا بالکل گر جائے، چونکہ اس دور میں مسئلہ خلق القرآن ایک بہت بڑا مسئلہ تھا، جس سے لوگوں کا امتحان لیا جاتا تھا، جو قرآن کریم کو غیر مخلوق کہتا وہ قبول ہوتا اور اہل سنت والجماعت

میں شمار ہوتا اور جو اس کے خلاف کہتا وہ اہل سنت والجماعت سے خارج قرار دے دیا جاتا تھا ،انہوں نے لوگوں سے کہا کہ کسی مجلس میں ان سے یہ مسئلہ معلوم کرو چنانچہ ایک دن امام بخاریؒ کی مجلس چل رہی تھی ،ایک شخص نے اُٹھ کر یہ سوال اُٹھایا کہ ابوعبداللہ اس بارے میں آپ کیا کہتے ہو کہ قرآن کریم مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے،امام بخاریؒ نے اولاً اس سے اعراض فرمایا،اور کچھ جواب نہ دیا سائل نے پھر معلوم کیا آپ نے پھر اعراض کیا،سائل نے پھر معلوم کیا اب کی بار آپ نے فرمایا: کہ **قرآن کلام الٰہی غیر مخلوق ہے اور افعال عباد مخلوق ہیں،اور امتحان بدعت ہے** اس بات کو لے کر اس شخص نے شور مچادیا اور لوگوں میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا حالانکہ امام بخاری نے جو فرمایا تھا وہ سچ تھا،صحیح تھا،مگر غلط انداز سے ایسا مدعیٰ کھڑا کیا گیا یہ پروپگنڈہ سچ پر غالب آگیا،اور امام بخاری گھر میں بیٹھ گئے،حالانکہ محمد بن یحییٰ الذھلی ان سے استفادہ کرتے تھے،اور امام بخاری نے بھی ایک وقت میں ان سے استفادہ کیا تھا۔

ابوحامد اعمشی کہتے ہیں کہ ایک صاحب کے جنازے میں میں نے محمد بن یحییٰ ذھلی کو بخاری سے استفادہ کرتے دیکھا،مگر ایک ماہ ہی گذرا تھا کہ محمد بن یحییٰ نے اعلان کیا کہ جو ہمارے پاس آتا ہو وہ ان کے پاس نہ جائے اور جو ان کے پاس جاتا ہے وہ ہمارے پاس نہ آئے ہمیں بغداد سے اطلاع ملی ہے کہ یہ شخص قرآن کریم کے بارے میں صحیح عقیدہ نہیں رکھتا ہے،جو وہاں جائے گا وہ بھی ویسا ہی شمار ہوگا،ان حالات میں امام بخاری نے وہاں چند روز ہی قیام فرمایا پھر بخاریٰ کی طرف چل پڑے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۵۵ ج ۱۲﴾۔

یہ جو کچھ بھی ان دونوں بزرگوں کے درمیان پیش آیا یہ ایک معاصرانہ بات ہے،اس میں دونوں کو معذور سمجھنا چاہئے،اللہ پاک نے دونوں سے کام لیا ہے،امام بخاری قدس سرہ نے اس کے باوجود ان سے روایات لی ہیں جن کی تعداد ۳۴ ربتائی جاتی ہے۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۴۵۵ ج ۹﴾

اور جب کسی نے امام صاحب سے کہا کہ آپ ان سے روایت کیوں لیتے ہیں، تو فرمایا کہ اتنی سی بات کی وجہ سے ان کی ثقاہت میں فرق نہیں آتا کہ میں ان کی روایات چھوڑ دوں، ہاں اُن کو کبھی محمد بن یحییٰ اور کبھی محمد بن عبداللہ کہہ کر یاد کرتے ہیں، محمد بن یحییٰ ذہلی کی کبار علماء نے تعریف فرمائی ہے، جن میں امام احمد بن حنبلؒ بھی ہیں، جو آپ کی خوب تعریف کرتے تھے آپ کے فضائل نشر کیا کرتے تھے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۲۷۶ ج ۱۲﴾۔

نیز سیر اعلام النبلاء ص ۲۸۰ ج ۱۲ میں ہے کہ ایک شخص نیشاپوری امام احمد کی خدمت میں بغداد گیا، آپ نے اس سے معلوم کیا کہ تم کہاں سے آئے ہو، عرض کیا نیشاپور سے فرمایا، جہاں وہ ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ ہیں، کیا وہاں ان کا حلقہ لگتا ہے، اس نے کہا جی ہاں فرمایا کہ وہ اگر یہاں ہوتے تو ہم ان کو اپنا **امام** بنا لیتے۔

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار نے ان کو **امام اھل زمانہ** قرار دیا ہے، اور بعض بزرگوں نے ان کو **امیر المؤمنین فی الحدیث** قرار دیا ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۲۸۱ ج ۱۲﴾ ﴿تہذیب التہذیب ص ۴۵۴ ج ۹﴾۔

امام ابن خذیمہ کہتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ ذہلی **امام زمانہ** ہیں اللہ پاک ان کو ان کے محبین کے پاس ٹھہرائے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۴۵۴ ج ۹﴾۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ ذھلی سنت وحدیث کے ساتھ بہت زیادہ لگاؤ رکھتے تھے، اور علی بن المدینی ان کو وارث الزہری کہا کرتے تھے، اور جو کچھ ان سے امام بخاری کے بارے میں صادر ہوا وہ ایک معاصرانہ بات ہے، اور معاصرین میں ایسا ہو جایا کرتا ہے اور آپ کا انتقال ۲۵۸ھ میں ہوا اور آپ کی عمر ۸۶ سال ہوئی ہے، اللہ پاک ان دونوں کو اور ہم سب کو معاف فرمائے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۲۸۵ ج ۱۲﴾۔

مشائخِ مرو

(۱۱۰) بشر بن محمد سختیانی المروزیؒ:

ابومحمد المروزی عبداللہ ابن مبارک، فضیل بن موسیٰ، یحییٰ بن واضح جیسے بزرگوں کے شاگرد ہیں، امام بخاری کے استاذ وشیخ ہیں، ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال کان مرجعاً. ﴿تہذیب الکمال ص۹۳ ج۳﴾۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا وفات ۲۲۴ھ میں ہوئی۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۱۰۴ ج۱﴾۔

نوٹ:۔ مرو، یہ خراسان کا بہت ہی معروف ومشہور علاقہ ہے اور اسی علاقہ کی طرف حضرت عبداللہ بن المبارک منسوب ہیں یعنی یہ عبداللہ بن المبارک کا وطن ہے۔

(۱۱۱) محمد بن مقاتل المروزیؒ:

ابوالحسن کنیت ہے، لقب رخ ہے، بغداد میں رہتے تھے، آخر عمر میں مکہ منتقل ہوگئے تھے، اور وہیں انتقال ہوا ہے، بڑے بڑے شیوخ حدیث سے روایت کرتے ہیں، جن میں امام وکیع جیسے بزرگ ہیں، جن کے اسماء گرامی حافظ جمال الدین مزی نے ذکر فرمائے ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص۲۵۷ ج۱۷﴾۔

اور آپ سے بھی بڑے بڑے بزرگوں نے احادیث کا سمع کیا، ان میں ''امام ہمام قدوۃ الانام، سیدالمحدثین بخاریؒ بھی شامل ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۵۷ ج۱۷﴾۔

قال ابوحاتم صدوق، وقال ابو بکر الخطیب کان ثقة. ذکرہ ابن حبان

فی الثقات قال البخاریؒ مات ۲۲۶ھ کذا قال المزی .

قال ابن حجر و قال الخلیلی فی الارشاد ثقة متفق علیه مشهور بالامانة و العلم. ﴿تہذیب التہذیب ص۴۱۴ ج۹﴾۔

(۱۱۲) صدقہ بن الفضل المروزیؒ:

''مرو'' کے رہنے والے ہیں، وہاں ایک گلی آپ کے نام سے موسوم ہے ابوالفضل کنیت ہے، یحییٰ بن سعید قطان، اسماعیل بن علیہ، حفص بن غیاث سفیان بن عیینہ، جیسے بزرگوں کے شاگرد ہیں، امام بخاری جیسے بزرگوں کے استاذ و شیخ ہیں، ان بزرگوں میں شامل ہیں، جنہوں نے اپنے اپنے علاقہ میں حدیث وسنت کا احیاء کیا تھا، جزاهم الله خیراً۔

جیسے امام احمد عراق میں تھے، اسی طرح یہ علاقہ خراسان میں تھے، امام ابوداؤدؒ نے عباس بن عبدالعظیم العنبری کے حوالہ سے فرمایا کہ تین بزرگوں کو میں نے اپنے اور اللہ پاک کے درمیان حجت بنایا ہے، ان میں امام احمد بن حنبل، اور زید بن المبارک الصنعانی اور صدقہ بن فضل ہیں، نسائی نے ثقہ فرمایا، ابن حبان نے ثقات میں لکھا ہے، اور فرمایا کہ حدیث سے خاص شغف رکھتے تھے، اور بڑے سنت پر عامل تھے، امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ وفات ۲۲۱ھ اور بعض نے ۲۲۳ھ اور بعض نے ۲۲۶ھ میں کہا ہے، علم وفضل کے ساتھ مشہور تھے، اور سنت کے عاشق تھے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۸۶ ج۹﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا: قال الدولابی ثقة. ﴿تہذیب التہذیب ص۳۶۶ ج۴﴾۔

علامہ ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء ص۴۸۹ ج۱۰ میں امام، حافظ، قدوہ، شیخ الاسلام، کے وقیع الفاظ والقاب سے یاد فرمایا ہے، بڑے زبردست عالم وبزرگ تھے، اور فرمایا کہ ۱۵۰ھ کے حدود میں تولد ہوئے تھے، اور فرماتے ہیں کہ و کان اماماً حجة، صاحب السنة والاتباع، و

یقال انہ کا ن بمرو کاالاما م احمد ببغداد یعنی اپنے دور کے امام اور حجۃ الاسلام تھے،اور حدیث پر عامل تھے اور لوگ ان کی اتباع کرتے تھے اور کہا جاتا ہے، کہ مرو کے علاقہ میں انکا وہ مقام اور درجہ تھا جو بغداد میں امام احمدؒ کا تھا رحمہ اللّٰہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔

(۱۱۳) محمود بن غیلان عدوی المروزیؒ:

نزیل بغداد، ابواحمد کنیت ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، جن میں ابوالولید طیالسی جیسے حضرات ہیں، اور آپ بڑے بڑے محدثین کے استاذ وشیخ ہیں، جن میں امام بخاریؒ جیسے حضرات ہیں، امام احمد نے تعریف فرمائی ہے، امام نسائی نے ثقہ فرمایا ہے۔

ذکرہ ابن حبان فی الثقات ،اسحاق بن راھویہ جیسے بزرگ نے آپ سے احادیث سنی اور استفادہ کیا۔ ﴿تہذیب الکمال ص۹۷۴ ج ۱۷﴾۔

۲۴۶ھ میں آپ حج کے لئے تشریف لے گئے پھر مرو لوٹے اور ماہ ذیقعدہ ۲۴۹ھ میں وفات ہوئی۔

قال مَسلمۃ مروزیٌ ثقۃٌ ﴿تہذیب التہذیب ص۵۹ ج ۱۰﴾۔

(۱۱۴) حبان بن موسیٰ المروزیؒ:

آپ حبان بن موسیٰ بن سوّار السُلمی المروزی الکشمھینی ہیں، کشمھین مَرو کے علاقہ میں ایک بستی کا نام ہے، کبار علماء سے روایت کرتے ہیں، اور آپ کے تلامذہ میں امام بخاریؒ، امام مسلم جیسے بزرگ ہیں، یحییٰ بن معین نے فرمایا: لیس صاحب حدیث و لاباس بہ، ذکرہ ابن حبان فی الثقات ،امام بخاریؒ اور ابن حبان نے فرمایا کہ وفات در ۲۳۳ھ۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۱۵۳ ج ۲﴾

(۱۱۵) یوسف بن عیسیٰ المروزیؒ:

آپ یوسف بن عیسیٰ بن دینار الزہری ہیں، ابو یعقوب کنیت ہے، مَروْ کے باشندہ ہیں جو بلخ کا علاقہ ہے، آپ نے کبار علماء سے استفادہ کیا جن میں اسحاق بن راہویہ اور ولید بن مسلم اور امام وکیع جیسے علماء، صلحاء، محدثینِ کاملین ہیں، اور آپ سے بھی بہت بڑی شخصیات کو فائدہ پہنچا، انہوں نے آپ سے علوم سیکھے ہیں، جن میں امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ ہیں، امام نسائیؒ نے فرمایا کہ آپ ثقہ ہیں، ابن حبان نے ثقات میں لکھا ہے، امام بخاریؒ اور امام نسائی نے تاریخ وفات ۲۴۹ھ قرار دی ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۰۵ ج ۲۰﴾

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ امام حاکم نے فرمایا کہ ہمارے شیخ ابو الفضل ان کے فضائل وکمالات بیان کیا کرتے تھے، ان کا زہد، ورع، کثرتِ انفاق فی سبیل اللہ، ان کی عبادت وغیرہ، اور بخاریٰ میں انہوں نے جو وقف کئے اور ایسے ہی نیشاپور میں جو وقف کئے بیان کیا کرتے تھے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۶۹۔۳۷۰ ج ۱۱﴾۔

(۱۱۶) احمد بن محمد المروزیؒ:

آپ احمد بن محمد بن ثابت بن عثمان الخزاعیؒ ہیں، ابو الحسن کنیت ہے، **معروف بابن شَبَّوَیْه**، کبار علماء کے شاگرد ہیں، جن میں آدم بن ابی ایاس، عبد اللہ بن المبارک جیسے بڑے بزرگ بھی ہیں، اور آپ سے امام ابوداؤد اور امام بخاریؒ نے احادیث شریفہ کا علم سیکھا۔

قال النسائی ثقة، حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ امام بخاریؒ نے کتاب الوضوء اور کتاب الاضاحی اور کتاب الجہاد میں روایت لی ہیں، چنانچہ فرمایا ہے **عن احمد بن محمد عن عبد اللہ بن المبارک**، وہاں امام دارقطنی نے کہا ہے کہ احمد سے ابن شبویہ ہی مراد ہیں، اور کلاباذی وغیرہ نے کہا ہے کہ ابن مردویہ مراد ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

نیز حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا وثقہ محمد بن وضاح والعجلی وعبدالغنی بن سعید، وقال الادریسی کان حافظاً، فاضلاً، ثبتاً، متقناً فی الحدیث، ذکرہ ابن حبان فی الثقات. وفات در ۲۳۰ھ۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۶۲ ج۱﴾۔

(۱۱۷) عبدہ بن عبدالرحیم بن حسّان المروزیؒ:

ان کی کنیت ابوسعید ہے، نزیل دمشق تھے، آپ بھی امام بخاریؒ کے استاذ ہیں، لیکن ان سے امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں روایت کی ہے، فقط ایک حدیث، قال ابو حاتم صدوق وذکرہ ابن حبان فی الثقات وفات در ۲۴۴ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص۱۶۷ ج۱۲﴾

(۱۱۸) عبداللہ بن منیر المروزیؒ

ابوعبدالرحمٰن المروزیؒ، الزاہد صاحب المناقب بزرگ ہیں، آپ نے کبار علماء سے روایات نقل فرمائی ہیں جن میں اسحاق بن راہویہ، یزید بن ہارون جیسے بزرگ ہیں، اور بڑے بڑے مشائخ آپ کے شاگرد ہیں، ان میں امام بخاریؒ، امام ترمذی، امام نسائی جیسے حضرات ہیں، اپنے دور کے حافظِ حدیث عالم تھے، امام نسائی نے ثقہ فرمایا، ابن حبان نے ثقات میں لکھا ہے۔

محمد بن یوسف الفربری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بعض ساتھیوں کو سنا کہتے تھے کہ امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا، عبداللہ بن منیر نے اور ہم نے ان جیسا دوسرا عالم نہیں دیکھا ہے، محمد بن یوسف کہتے ہیں کہ ابن منیر مروزی بزرگ ہیں، فربر نامی جگہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۲۴۱ھ میں وفات ہوئی اور بعض نے ۲۴۳ھ بھی کہا ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص۵۶۵ ج۱۰﴾ ﴿تہذیب التہذیب ص۳۹ ج۶﴾

مشائخِ خراسان

(۱۱۹) محمد ابن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی الفِریابی الخراسانیؒ:

ابوعبداللہ کنیت ہے، کبار مشائخ سے روایت کرتے ہیں، جن کا تذکرہ علامہ مزی نے تہذیب الکمال ص ۳۶۱ میں کیا ہے۔

امام بخاری کے استاذ و شیخ ہیں، اُونچے درجہ کے فقیہ اور صالح آدمی تھے، امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ شیخ فریابی سفیان ثوریؒ کے خاص شاگرد تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ فریابی بہت اللہ والے اور نیک آدمی تھے، ابو بشر دولابی نے امام بخاری کا قول نقل کیا ہے کہ محمد بن یوسف اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے، امام نسائی نے ثقہ فرمایا ہے، آپ بہت ہی متقی اور متورع انسان تھے، جیسا کہ محمد بن عبد الملک نے کہا ہے، فریابی فرمایا کرتے تھے کہ میری پیدائش ۱۲۰ھ میں ہوئی، شام کے ساحلی علاقہ میں قیساریہ ایک مقام ہے وہاں قیام پذیر ہو گئے تھے، اور وہیں ۲۱۲ھ میں انتقال فرمایا۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۳۶۴ ج ۱۷﴾۔

حافظ ابن حجرؒ زہرہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ امام بخاری قدس سرہ نے ان سے ۲۶/ روایات لی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۴۷۳ ج ۹﴾۔

(۱۲۰) حسین بن عیسےٰ بن عمران الطائی الخراسانیؒ:

ابوعلی کنیت ہے، خراسان کے باشندہ تھے، آخر میں نیشاپور قیام تھا، وہیں انتقال فرمایا، کبار علماءِ حدیث سے روایت نقل کرتے ہیں، امام بخاریؒ، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی کے استاذ ہیں، امام بخاریؒ نے ان سے بخاری شریف میں روایت فرمائی ہے، ابوحاتم نے صدوق فرمایا، حاکم ابوعبداللہ نے فرمایا ہے کہ آپ کبار محدثین اور ثقات میں سے تھے اور عربیت کے

امام تھے، امام بخاریؒ نے فرمایا ۲۴۷ھ میں انتقال ہوا، ایسے ہی ابو حاتم نے کتاب الثقات میں فرمایا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۵۱۶ ج ۴﴾۔

حافظ نے تہذیب التہذیب میں فرمایا: **قال الادریسی کان عالماً فاضلاً، کثیر الحدیث.** ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۱۳ ج ۲﴾۔

(۱۲۱) یحییٰ بن یوسف ابی کریمہ الخراسانیؒ:

نزیل بغداد ہیں، ابو یوسف یا ابو زکریا کنیت ہے، بڑے بڑے محدثین کے شاگرد ہیں، جن میں امام وکیع، سفیان بن عیینہ ہیں، اور آپ کے تلامذہ میں بھی بڑے بڑے حضرات ہیں، جن میں محمد بن یحییٰ الذھلی اور امام بخاری جیسے کبار محدثین ہیں، امام احمد بن حنبل نے آپ کی تعریف فرمائی ہے، اسی طرح امام ابو زرعہؒ نے ثقہ فرمایا ہے، قریہ زَمّ کے باشندے ہیں، جو خراسان کا ایک علاقہ ہے، لیکن آخر میں بغداد میں قیام پذیر ہو گئے تھے اور وہیں وفات ہوئی در ۲۲۵ھ وقیل ۲۲۶ھ وقیل ۲۲۷ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۷۰ ج ۲۰﴾۔

(۱۲۲) قتیبہ بن سعید الخراسانیؒ:

آپ بغلان کے باشندہ ہیں، جو بلخ کا علاقہ ہے اور بلخ خراسان میں شامل ہے، ابو رجاء کنیت ہے، ولادت در ۱۴۸ھ اور وفات در ۲۴۰ھ، اپنے وقت کے بہت بڑے عالم محدث اور بزرگ تھے، ابو احمد بن عدی نے فرمایا کہ نام یحییٰ ہے اور قتیبہ لقب ہے اور امام ابو عبداللہ بن مندہ نے فرمایا کہ نام علی ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، جن کے اسماء کثیر ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۳۶-۲۳۷ ج ۱۵﴾۔

اور ایک بڑی جماعت نے آپ سے روایات کا سماع کیا جن میں جلیل القدر عظیم الدرجہ محدثین ہیں، ذکرہم المزی، امام بخاریؒ نے خوب استفادہ فرمایا، امام احمد بن حنبل نے

تعریف وتوثیق فرمائی، امام یحیٰ بن معینؒ ابوحاتمؒ ،نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے اور صدوق بھی فرمایا امام احمد بن حنبل نے بھی استفادہ کیا اور روایات سنیں۔

حضرت قتیبہ نے کہا کہ میرے والد بزرگوار نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں رسول ﷺ کی زیارت کی اور حضرت کے ہاتھ میں ایک صحیفہ دیکھا تو میں نے عرض کیا کہ یارسول ﷺ اس صحیفہ میں کیا ہے، فرمایا کہ اس میں علماء کے نام ہیں، میں نے عرض کیا حضرت مجھے دکھا دیجئے تاکہ اسمیں اپنے بیٹے کا نام دیکھوں تو میں نے اسمیں اپنے بیٹے کا نام دیکھا۔

﴿تہذیب الکمال ص ۲۴۰ ج ۱۵﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ امام بخاری نے ان سے ۳۰۸ روایات ذکر فرمائی ہیں، اور امام مسلم نے ٦٦٨۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۲۳ ج ۸﴾۔

(۱۲۳) عبدان الخراسانیؒ:

امامِ حدیث، عالمِ زمانہ، مروؔ کے محدثِ اعظم تھے جو خراسان کا علاقہ ہے، نام عبداللہ بن عثمان ہے کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے آپ محدثِ کبیر عبدالعزیز شاذان کے بھائی ہیں، اور یہ دونوں شیخِ مکہ عبدالعزیز بن ابی طالب روادؔ کے پوتے ہیں، ولادت ۱۴۰ھ کے کچھ بعد ہوئی، امام بخاریؒ نے ان سے بہت زیادہ روایات اپنی کتابِ مقدس میں ذکر فرمائی ہیں، اور امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے ان سے واسطہ کے ساتھ روایات کی تخریج کی ہے۔

احمد بن عبدہ آملی کہتے ہیں کہ حضرت عبدانؒ نے ایک لاکھ درہم صدقہ کیئے اور حضرت عبداللہ بن المبارک کی کتابوں کو ایک قلم سے لکھدیا تھا، حضرت عبدان کے اندر خدمتِ خلق کا بہت جذبہ تھا، فرماتے تھے کہ جب کوئی اپنی ضرورت کو لیکر میرے پاس آتا ہے تو میں اس کو خود پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں، اگر خود اپنی ذات سے پورا نہ کرسکوں تو اپنے مال سے پورا کرتا

ہوں، اگراس سے بھی پورا نہ ہوتو بھائیوں سے مدد لیتا ہوں، اگران سے بھی کام نہ چلے تو بادشاہ وقت سے نصرت ومدد لیتا ہوں بہرحال یہ چاہتا ہوں کہ حاجت مند کی مراد وتمنا پوری کروں۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۲۷۲ ج ۱۰﴾۔

سبحان اللہ! کس قدر عجیب جذبہ تھا، امام ابوعبداللہ حاکم کہتے ہیں کہ آپ اپنے شہر کے بڑے زبردست محدث تھے امام شعبہ کے شاگرد تھے مگر دس روایات سے کم ہی ان سے سنی تھی ،آپ نے کوئی اولاد نہ چھوڑی آپ کی میراث آپ کے بھائیوں نے پائی تھی، ابن طاہر نے آپ کو جوزجان کا قاضی بنادیا تھا، پھر آپ نے اس عہدہ سے استعفا دیا تھا، ایک بزرگ نے شیخ محمد بن طاہر مقدسی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ عبدان کہنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے نام کے اندر بھی عبد تھا اور آپ کی کنیت میں بھی عبد تھی دونوں کو ملا کر عبدان لقب رکھ دیا گیا تھا، وفات ۲۲۱ھ ۷۶ر سال عمر ہوئی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۲۷۲ ج ۱۰﴾۔

مشائخ مصر

(۱۲۴) عثمان بن صالح بن صفوان السہمی المصری ؒ:

ابو یحییٰ کنیت ہے، مصر کی زمین پر اسلام کے سب سے پہلے قاضی آپ ہی بنائے گئے، رویٰ عن کثیر من المشائخ منہم مالک و اللیث. ﴿تہذیب الکمال ص۴۱۶ ج۱۲﴾۔

روی عن کثیر من المشائخ منہم البخاری و محمد ابن یحییٰ الذہلی و یحییٰ بن معین. ﴿تہذیب الکمال ص۴۱۷ ج۱۲﴾۔

ذکرہ ابن حبان فی الثقات مات ۲۱۹ھ کذا قال العلامۃ المزی جمال الدین ؒ، حافظ ابن حجرؒ نے حاکم کا قول لکھا کہ امام دار قطنیؒ نے ثقہ فرمایا ہے اور فرمایا کہ امام بخاری قدس سرہ نے ان سے دو روایتیں ذکر فرمائی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۱۱۳ ج۷﴾۔

(۱۲۵) عمر بن خالد تمیمی خزاعی الحرّانی المصری ؒ:

نزیلِ مصر، آپ کبار محدثین کے شاگرد ہیں، جن میں حماد بن سلمہ، لیث بن سعد جیسے بزرگ ہیں، امام بخاریؒ نے آپ سے بھی روایت کی ہے اور ایک جماعت نے آپ سے روایات لی ہیں، علامہ عجلی نے فرمایا کہ آپ مصری بزرگ ہیں، اور ثقہ ہیں، قال ابو حاتم صدوق امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ان کا انتقال مصر میں ۲۲۹ھ میں ہوا ہے۔ رحمہ اللّٰہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۲۷ ج۱۰﴾ ﴿تہذیب الکمال ص۲۰۷ ج۱۴﴾۔

اور حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ امام بخاریؒ نے ان سے ۲۳/ احادیث لی ہیں۔

﴿تہذیب التہذیب ص۲۴ ج۸﴾

(۱۲۶)ابن ابی مریم المصریؒ:

آپ سعید بن الحکم بن محمد بن سالم ہیں،ابن مریم سے معروف ہوئے ہیں، ،**الجمحی ابو محمد المصری، جمحی**،منسوب الیٰ جمح بن عمران ہیں،آپ کبار علماء سے روایت کرتے ہیں،جن میں عبداللہ بن عمر العمروی،سلیمان بن بلال،امام مالک،لیث وغیرہم ہیں،اور آپ سے بھی بڑے بڑے محدثین نے فیض اُٹھایا،جن میں امام بخاری جیسے بزرگ ہیں،یحییٰ بن معین،ابوحاتم وغیرہما۔

امام ابوداؤد نے فرمایا ہے کہ ابن ابی مریم میرے نزدیک حجت ہیں،امام عجلی نے فرمایا کہ مصر میں میں نے ان سے زیادہ سمجھدار دوسرا آدمی نہیں دیکھا ہے،ابوحاتم نے ثقہ فرمایا ہے،ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے،یحییٰ بن معین نے فرمایا:**ثقة من الثقات، قال النسائی سعید بن الحکم لاباس به.** ﴿تہذیب التہذیب ص۱۷ ج۴﴾۔

علامہ جمال الدین مزیؒ نے عجلی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ثقہ،محدث ہیں اور آپ کے مکان کی لمبی دہلیز تھی جب کوئی ملاقات کے لئے آتا اگر وہ صحیح عقیدہ کا ہوتا تو سلام کا جواب دیتے اور ملاقات وگفتگو فرماتے ورنہ نہ تو سلام کا جواب دیتے اور نہ ملاقات وگفتگو فرماتے تھے دُور ہی سے کہہ دیتے **لاسَلّمَ اللّٰه علیک ولا حَفِظَکَ وفَعَلَ بِکَ** اور جب قریب والا وجہ معلوم کرتا تو فرماتے یہ خبیث جہمی ہے اور یہ خبیث قدری ہے اور یہ خبیث شیعہ ہے،اسی لئے سلام کا جواب نہیں دیتا ہوں۔ ﴿تہذیب الکمال ص۱۶۷ ج۷﴾۔

(۱۲۷)سعید بن کثیر بن عُفیر المصریؒ:

من عجائب المصر تھے،علامہ ذہبی نے **امام، حافظِ حدیث، علامہ، مؤرخ، ثقہ** کہکر یاد کیا ہے،کنیت ابوعثمان ہے،ولادت ۱۴۶ھ کی ہے،امام مالک،لیث

بن سعد جیسے کبار علماء کے شاگرد ہیں، امام بخاری قدس سرہ کے شیوخ میں سے ہیں اور دوسرے بڑے بڑے بزرگوں نے ان سے استفادہ کیا ہے۔

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں **کان ثقة ،اماماً، من بحور العلم**، علم کے سمندروں میں ایک بڑے سمندر تھے، **قال ابن عدی ھو عندالناس ثقة**. ﴿سیر اعلام النبلاء ص۵۸۴ ج۱۰﴾۔

قال یحییٰ بن معین رایت بمصر ثلاث عجائب، النیل والاھرام وسعید بن عفیر یعنی میں نے مصر میں تین عجائبات دیکھے (۱) دریائے نیل (۲) اہرامِ مصر (۳) سعید بن عفیر، انسابِ ناس، اخبار عالم، تاریخ ایامِ عرب اور حدیث کے امام تھے۔

اور اس سب کے ساتھ ساتھ ادیب فصیح و بلیغ بہترین خطیب و مقرر، حاضر دماغ، **قوی الاستدلال والحجة**، علے الفور جواب دینے والے تھے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر دل کے اندر اکتاہٹ نہ ہوتی تھی۔

شاعر بھی تھے، بہترین اشعار کہتے تھے، الغرض بہت سے کمالات کے جامع تھے، وفات در ۲۲۶ھ ۲۷/رمضان المبارک۔ **رحمه الله تعالی رحمةً واسعةً**۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۵۸۶ ج۱۰﴾

(۱۲۸) اصبغ ابن الفرج المالکیؒ البصریؒ:

ابن سعید بن نافع شیخِ کبیر، مفتی الدیار المصریہ اور وہاں کے زبردست علامہ تھے، ۱۵۰ھ کے بعد پیدا ہوئے، وفات ۲۲۵ھ وقیل ۲۲۶ھ جوانی میں علمِ حدیث وغیرہ میں لگے، امام مالک ولیث بن سعد سے ملاقات کا شرف بھی حاصل نہ کر سکے اس وجہ سے دوسرے علماء سے استفادہ کیا تھا مگر امام مالک کے علوم سے بہت زیادہ تعلق ولگاؤ تھا، اس وجہ سے یحیٰی بن معین نے فرمایا کہ امام مالک کے فقہ کا مسئلہ مسئلہ جانتے تھے، امام مالک نے کب فرمایا اور کس نے ان کی

مخالفت کی حدیث وفقہ کے علامہ تھے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۹۹ ج۲﴾۔

امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں، جن سے آپ نے اپنی کتاب میں روایات لی ہیں، **قال بعض العلماء مَااَخْرَجَتْ مصرُ مثل اصبغ** کہ مصر نے ان جیسا کوئی دوسرا پیدانہیں کیا۔

امام مزنی اور ربیع کہتے ہیں کہ امام شافعی کے مصر تشریف لانے سے قبل ہم انہیں سے استفادہ کیا کرتے تھے، اور ہم ان سے کہا کرتے تھے، **عَلِّمْنَا مِمَّا عَلَّمَکَ اللّٰہ تعَالٰی**، مطرف بن عبداللہ نے کہا ہے کہ اصبغ عبداللہ ابن عبدالحکم سے زیادہ افقہ تھے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۶۵۸ ج۱۰﴾﴿تہذیب التہذیب ص۳۱۶ ج۱﴾

(۱۲۹) عبداللہ بن یوسف التنیسی ابومحمد الکلاعی المصری ؒ:

آپ نے کبار مشائخ سے استفادہ کیا جن میں امام مالک جیسے بزرگ بھی ہیں اور آپ سے استفادہ کرنے والوں میں بھی علم وعمل کے جبال ہیں، جن میں سرفہرست ہمارے امام بخاریؒ بھی ہیں جن کی وجہ سے ہم ان کو یہاں ذکر کرنا سعادت تصور کرتے ہیں، امام مالکؒ کے ساتھ خاص تعلق رکھتے تھے ان سے ان کی کتاب روایت کرنے میں آپ کا بڑا درجہ قرار دیا گیا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۶۵۳ ج۱۰﴾۔

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا ہے: **مابقی علی ادیم الارض احد اوثق فی المؤطیٰ من عبداللہ بن یوسف التنیسی** علامہ عجلی نے ثقہ فرمایا ہے، امام بخاری نے فرمایا شامی لوگوں میں سب سے زیادہ **قوی الضبط** تھے، امام بخاریؒ نے مؤطا کو انہی سے سنا تھا، مؤطا کے سلسلہ میں ان پر پورا اعتماد کرتے تھے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۶۵۴ ج۱۰﴾۔

آخری عمر میں مصر میں قیام فرمایا اور وہیں انتقال فرمایا ۲۱۸ھ میں، ان کے پاس مؤطا

کے علاوہ بھی امام مالک کے علوم کا ذخیرہ تھا، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی نے بھی ان کی روایات لی ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۶۵۵ ج ۱۰﴾ ۔

(۱۳۰) یحییٰ بن عبداللہ بن بکر القرشی المخزومی المصریؒ:

ابوزکریا کنیت ہے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۰۸ ج ۱۱﴾۔

اپنے دور کے حفاظِ حدیث میں سے ہیں، کبار مشائخ حدیث سے روایت کرتے ہیں جن میں امام مالک ولیث بن سعد، حماد بن زید جیسے بڑے محدثین ہیں، آپ کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ آپ سے امام بخاریؒ نے استفادہ کیا ہے اور دوسرے بزرگوں نے بھی استفادہ کیا ہے جیسے امام مسلم، محمد بن یحییٰ الذہلی وغیرہما، بعض بزرگوں نے آپ پر کلام کیا ہے ابوحاتم نے کہا کہ آپ کی روایات لکھی تو جاسکتی ہیں مگر قابلِ استدلال نہیں ہیں، امام نسائی نے **ضعیف** فرمایا اور ایک دوسری جگہ **لیس بثقة** بھی کہا ہے، مگر ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے، اور امام بخاریؒ نے ان سے اپنی صحیح کے اندر روایات بھی لی ہیں، لہذا امام بخاری کے نزدیک آپ معتبر ہیں، مصر میں آپ لیث بن سعد، امامِ مصر کے پڑوسی تھے اور ان سے خوب استفادہ کرتے تھے اس وجہ سے ان کے پاس لیث بن سعد کے وہ علوم تھے جو دوسروں کے پاس نہ تھے، امام بخاریؒ نے تاریخِ صغیر میں فرمایا کہ جوانہوں نے اہلِ حجاز سے روایت کیا تاریخ کے بارے میں میں اس کی نفی کرتا ہوں اور ابن قانع نے فرمایا کہ آپ ثقہ تھے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۰۹ ج ۱۱﴾۔

مشائخ بغداد

(۱۳۱) اسماعیل ابن ابراهیم بن معمر بن الحسن الهذلی ابو معمر الهروی نزیل بغدادیؒ

روی عن المشائخ الکبار ذکرهم المزی فی تهذیب الکمال ص ۱۲۵ ج ۲. منم سفیان بن عیینة وحفص بن غیاث وعبدالسلام بن حرب.

وروی عنه کثیر من المشائخ الاجلاء منهم البخاریؒ و مسلمؒ وابوداؤد وبقی ابن مخلد الاندلسیؒ قال محمدبن سعد صاحب سنة وفضل وخیر وهو ثقة، ثبت اُخذ فی المحنة فاجاب فلما خرج قال کفرنا وخرجنا.

یعنی مسئلہ خلقِ قرآن میں موت کے خوف سے ان کا جواب مسلک اہل سنت والجماعت سے کچھ ہٹ گیا تھا، جس پر افسوس کرتے تھے اور معذرت کرتے ہوئے یہ جملہ بولا کرتے تھے کہ ''بھائی ہم سے کفر ہو گیا اور ہم جان بچا کے نکل آئے'' وفات در ۲۳۶ھ۔

﴿تہذیب الکمال ص ۱۲۶ ج ۲﴾

قال الحافظ المحدث العلامة المحقق ابن حجر العسقلانی رحمه اللّٰه الباری قال ابن قانع ثقة ثبت، و قال عباس الدُوری سئل یحییٰ عن ابی معمر و هارون بن معروف فقال ابو معمر أکیس وذکره ابن حبان فی الثقات.

﴿تہذیب التہذیب ص ۲۴۰ ج ۱﴾۔

(۱۳۲) عبید ابن اسماعیل القرشی الهبّاریؒ:

ابو محمد الکوفیؒ و یقال اسمه عبداللّٰه ویعرف بعبید، امام بخاریؒ کے استاذ و شیخ ہیں، ابن حبان نے ثقات میں لکھا ہے وفات ۲۵۰ھ۔

﴿تہذیب الکمال ص ۲۸۶ ج ۱۲﴾۔

وقال ابن حجرؒ جزم الشیرازی فی الالقاب بان لقبه عبید اسمه عبد الله وقال الحاکم عن الدار قطنی ثقة. ﴿تہذیب التہذیب ص۵۴ ج۷﴾۔

(۱۳۳۳)حسن بن الصباح بن محمد البزار البغدادیؒ:

کنیت ابوعلی ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، جن میں امام وکیع عبداللہ بن رجاء، سفیان بن عیینہ، جیسے بزرگ ہیں، اور آپ سے بھی کبار علماء نے روایت کی ہے، جن میں امام بخاریؒ، ابوداؤد، ترمذی وغیرہم ہیں۔

امام ابوحاتم نے فرمایا صدوق تھے اور بغداد میں ان کا بڑا مقام تھا، اور عجیب جلالت شان کے مالک تھے، لوگ انتہائی تعظیم وتکریم کرتے تھے، بغداد کے محدثین کرام اور صلحاء عظام میں شمار ہوتے تھے ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے، وفات ۲۴۹ھ میں ہوئی ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص۳۵۹ ج۴﴾۔

قال الخلال قال احمد ما یاتی علے البزا زیوم الا ھو یعمل فیه خیراً.

(یعنی ہر دن کوئی نہ کوئی نیا عمل خیر کیا کرتے تھے))اس سے معلوم ہوا کہ خیر وبھلائی کے کاموں میں بہت زیادہ دل چسپی لیا کرتے تھے اللہ پاک ہمیں ان بزرگوں کی سیرت اپنانے کی توفیق بخشے، علمی اشتغال کے ساتھ ساتھ عملی میدان میں بہت آگے تھے، آج ہم دونوں میدانوں میں پیچھے ہوتے جارہے ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۲۵۲ ج۲﴾۔

(۱۳۳۴)حسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی البغدادیؒ:

ابوعلی کنیت ہے، بغداد شریف کے باشندہ تھے، کبارِ محدثین سے احادیث کا سماع کیا، جن میں امام وکیع استاذ امام شافعیؒ، اورابونعیم جیسے بزرگ ہیں امام شافعی کے خاص شاگرد تھے، اورایک جماعت نے آپ سے روایات ذکر کی ہیں، سوائے امام مسلمؒ کے، اساتذہ

وتلامذہ کے نام حافظ جمال الدین مزی نے ذکر فرمائے ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۴۲۸۔۴۲۹ ج ۴﴾

امام نسائی نے ثقہ فرمایا ہے، حسن بن محمد زعفرانی کہتے ہیں کہ جب میں نے امام شافعی کے سامنے ان کی کتاب ''الرسالة'' کی قرأت کی تو انہوں نے مجھ سے معلوم کیا کہ تم عرب کے کون سے علاقہ کے ہو تو میں نے عرض کیا کہ حضرت میں عرب کا نہیں ہوں، بلکہ ایک قریہ کا ہوں جس کو زعفرانیہ کہا جاتا ہے، تو فرمایا کہ تم اس بستی کے سید ہو۔

ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے، اور فرمایا کہ حسن بن محمد زعفرانی امام شافعیؒ کے خاص ترجمان تھے، اور جب امام احمدؒ اور ابو ثورؒ جیسے اکابر امام شافعیؒ کے پاس جمع ہوتے تو ان کی کتاب کی قرأت حسن بن محمد کرتے تھے وفات در ۲۶۰ھ در ماہ رمضان المبارک اور ایک قول ۲۵۹ھ کا بھی ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۴۲۹ ج ۴﴾۔

حافظ ابن حجرؒ بحوالہ علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ آپ بہت فصیح و بلیغ تھے اور حدیث کے ساتھ ساتھ لغت کے بھی بہت ماہر تھے آپ کے زمانہ میں اس صفت میں آپ ممتاز تھے۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۲۷۵ ج ۲﴾۔

(۱۳۵) سعید بن سلیمان البغدادیؒ:

اپنے وقت کے حافظِ حدیث اور امامِ زمانہ تھے، کنیت ابو عثمان ہے، الواسطی البزاز، سَعْدُوْیَه لقب تھا، مسکن بغداد و نشر العلم بھا، مولود سنہ ۱۲۰ھ کبار مشائخ سے استفادہ کیا جن میں لیث بن سعد جیسے بزرگ بھی ہیں جو اپنے وقت کے امام مصر تھے، امام بخاریؒ کے استاذ و شیخ ہیں، قال ابو حاتم ثقة، مامون لعله اوثق من عفان، امام احمد بن حنبل اعراض کرتے تھے، کیونکہ خلقِ قرآن کے مسئلہ میں گول مول جواب دیا تھا۔

ابوبکر خطیب نے فرمایا کہ حضرت سعدویہ من اهل السنة ہیں، اور مسئلہ خلقِ

قرآن میں اپنے جواب پر شرمندہ تھے، مگر مجبوری تھی، قتل کا خوف تھا، سب کو امام ھمام احمد بن حنبل جیسی استقامت کہاں حاصل ہوسکتی تھی، اسی استقامت کا نتیجہ ہے کہ امام احمد بن حنبل امام بنا دیئے گئے ورنہ ان جیسے سینکڑوں علماء تھے۔

محمد بن سعد نے فرمایا کہ سعدویہ کثیر الحدیث تھے، ثقہ تھے، نزل بغداد وتجربها اور وہیں انتقال ہوا ہے ۲۲۵ھ میں، کہا جاتا ہے کہ ۱۰۰/سال عمر ہوئی۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۴۸۲ ج ۱۰﴾

حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ امام بخاری قدس سرہ نے بخاری شریف میں آپ سے ۵/ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ ﴿کذا فی ہامش سیر اعلام النبلاء ص۴۸۱ ج ۱۰﴾۔

(۱۳۶) علی بن مسلم البغدادیؒ:

آپ علی بن مسلم بن سعید اپنے دور کے امام، محدث ثقہ ثبت، مسند عراق ہیں، ابو الحسن کنیت ہے، الطّوسی ثم البغدادی، جریر بن عبد الحمید، عبد اللہ بن المبارک جیسے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں۔

اور بہت سے مشائخِ حدیث سے استفادہ کیا، احادیث جمع کی اور تصنیف کی، آپ سے امام بخاریؒ، ابوداوٗدؒ، نسائیؒ جیسے بزرگوں نے روایت کی ہے، وفات در ۲۵۳ھ ہوئی ہے اور آپ کی عمر ۹۳/سال ہوئی ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۵۲۵ ج ۱۱﴾۔

(۱۳۷) احمد بن ابی سُرَیجؒ:

ابوجعفر الرازیؒ، اپنے وقت کے حافظِ حدیث بڑے عالم تھے، امام بخاریؒ کے استاذ وشیخ ہیں، امام نسائی نے ثقہ فرمایا ہے، ۲۴۱ھ کے آس پاس میں انتقال ہوا ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص۵۵۲ ج ۱۱﴾

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ آپ فنِ قرأت میں امام کسائی کے شاگرد تھے، "رئے" آکر رہنے لگے تھے، وہیں انتقال فرمایا۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۸ ج ۱﴾۔

(۱۳۸) زہیر ابن حرب ابن شداد الحرشی البغدادیؒ:

ابو خیثمہ النسائی نزیل بغداد، ان کے دادا کا نام اشتال تھا، اس کو عربی میں شداد کر دیا گیا، کبار علماء سے حدیث کا سماع کیا۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۳۳۵ ج ۶﴾۔

تلامذہ میں امام بخاریؒ مسلم، ابوداؤد، جیسے با کمال محدث ہیں، جن کے فیض سے سارا جہاں منور ہے، امام یحیٰی بن معین نے فرمایا **ثقة**، ابو حاتم نے **صدوق** فرمایا۔

امام نسائی نے **ثقة**، **مامون**، ابو بکر خطیب بغدادی نے **ثقة**، **ثبت**، **حافظ**، **متقن** فرمایا ہے، ان کے صاحبزادے ابو بکر نے کہا کہ میرے والد بزرگوار ۱۶۰ھ میں پیدا ہوئے تھے، جعفر المتوکل کے دور خلافت میں ۷۴ رسال کی عمر میں ۲۳۴ھ میں وفات ہوئی۔

﴿تہذیب الکمال ص ۳۳۷ ج ۶﴾

حافظ ابن حجر نے فرمایا ابن حبان نے **ثقات** میں ذکر فرمایا ہے، اور فرمایا کہ **کامل الضبط والاتقان** محدث تھے من اقران الامام احمد و یحییٰ بن معین۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۲۹۷ ج ۳﴾

(۱۳۹) علی بن الجعد البغدادیؒ:

آپ حضرت شیخ علی بن الجعد بن عبید الجوہری البغدادیؒ ہیں، ساکن بغداد، ابوالحسن کنیت ہے، ولادت در ۱۳۳ھ وفات در ۲۳۰ھ، کبار محدثین کرام کے شاگرد ہیں، جن میں امام شعبہ امام مالک جیسے اکابر علماء ہیں اور ایک بڑی جماعت ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۱۱ ج ۱۳﴾۔

آپ کے تلامذہ کی بھی ایک بڑی تعداد ہے ان میں امام بخاریؒ، امام ابوداؤد، جیسے

اعلامِ امت واحبارِ ملت بزرگ بھی ہیں، اور ایک بڑی جماعت ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص۲۱۲ ج ۱۳﴾

شروع میں امام احمد بن حنبلؒ امام یحییٰ بن معین جیسے بزرگ آپ کی خدمت میں بغرض استفادہ حاضر ہوتے تھے بعد میں امام احمد بن حنبلؒ نے ان سے اعراض فرمایا اور ان کی احادیث نہ لکھتے تھے، جب امام صاحب سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ حضرات صحابہ کرام کی شان میں اچھا خیال نہیں رکھتے چنانچہ حضرت معاویہؓ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ پاک ان کو عذاب دیں تو میں برا محسوس نہ کروں گا۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۱۵ ج ۱۳﴾۔

ایک شخص نے ان سے قرآن کریم کے بارے میں سوال کیا تو کہا القرآن کلام اللہ تعالیٰ ہے، اور جو مخلوق کہے تو میں اس کو بھی کچھ نہ کہوں گا، یہ بات کسی نے امام احمد بن حنبل قدس سرہ کو بتائی تو حضرت امام احمد نے فرمایا مجھکو ان کے بارے میں جو معلوم ہوا ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے (خراب ہے)۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۱۵ ج ۱۳﴾۔

محمد بن حماد فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معینؒ سے معلوم کیا علی بن الجعد کے بارے میں تو انہوں نے ان کو ثقہ، صدوق، ثقہ صدوق فرمایا میں نے کچھ بتایا کہ ان سے ایسا ہوا فرمایا کیسا ہوا، کیا ہوتا ہے، وہ تو **ثقة، صدوق** ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۱۵ ج ۱۳﴾۔

موسیٰ بن الحسن کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا اور ان کے سامنے علی بن الجعد کا ذکر ہو رہا تھا تو انہوں نے **ربانی العلم** فرمایا، امام ابوزرعہ نے **صدوق فی الحدیث** قرار دیا ہے، امام ابوحاتم نے بھی **متقن** اور **صدوق** قرار دیا ہے، صالح بن محمد اسدی کہتے ہیں کہ **ثقہ** ہیں، امام نسائی نے فرمایا **صدوق** ہیں۔

﴿تہذیب الکمال ص۲۱۷ ج ۱۳﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں ان سے ۱۳/روایات لی ہیں، اور آپ کا انتقال ۲۳۰ھ میں ہوا اور یہ بھی فرمایا کہ آپ بہت کثرت سے روزہ رکھنے والے تھے، آپ نے ساٹھ سال اسطرح روزے رکھے کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہ رکھتے تھے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۵۷۔۲۵۸ ج ۷﴾۔

(۱۴۰) سُلَیمان بن دَاؤد البغدادیؒ:

کنیت ابوایوب ہے، ھاشمی بزرگ ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اولاد میں سے ہیں، آپ کبار مشائخ حدیث سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے بڑے بڑے محدثین نے علوم حدیث سیکھے ان میں عالمِ حقانی، امام ربانی، محدث لاثانی امام بخاریؒ بھی ہیں، اور بہت سے حضرات ہیں جن کے اسماء گرامی علامہ جمال الدین مزی نے تہذیب الکمال ص ۴۰ ج ۸ پر لکھے ہیں۔

حسن بن محمد زعفرانی کہتے ہیں کہ مجھے امام شافعیؒ نے فرمایا کہ میں نے دو شخصوں سے زیادہ عقل مند تیسرا آدمی نہیں دیکھا ایک احمد بن حنبل ہیں اور دوسرے سلیمان بن داؤد ہاشمی ہیں۔ عبدالرحمٰن بن یوسف بن خراش کہتے ہیں کہ مجھے امام احمد بن حنبلؒ کے حوالہ سے کسی معتبر شخص نے بتایا ہے کہ اگر میں امت پر خلیفہ بنانے کیلئے کسی شخص کا انتخاب کروں تو سلیمان بن داؤد ہاشمی کا کروں گا۔ امام نسائی نے مامون فرمایا ہے وفات در شہر مشہور بغداد میں ہوئی در ۲۱۹ھ۔ وقیل در ۲۲۰ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۴۱ ج ۸﴾۔

(۱۴۱) محمد بن عبدالرحیم القرشی العدوی البغدادیؒ:

ابویحییٰ کنیت ہے، صاعقہ لقب ہے مشہور ومعروف محدث ہیں، آپ **حفاظِ متقنین** میں سے ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۳ ج ۱۷﴾۔

آپ کبار علماء کے شاگرد ہیں، ان میں علی بن المدینیؒ ،محمد بن عررہ ، یزید بن ہارون جیسے حضرات ہیں،اور آپ سے بھی کبار علماء نے استفادہ کیا ہے جن میں امام ابوداؤد، امام ترمذی، نسائی، امام بخاریؒ جیسے بزرگ ہیں، امام احمد بن حنبلؒ اور امام نسائی نے **ثقہ** فرمایا ہے، علامہ مزی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے **کان من اصحاب الحدیث المامونین** ۔

حافظ ابوبکر خطیب نے فرمایا، **کان متقناً، ضابطاً، عالماً، حافظاً**، ابن حبان نے **ثقات** میں ذکر کیا ہے اور فرمایا **صاحب حدیث کان یحفظ** اور آپ کا لقب صاعقہ اس وجہ سے رکھا گیا کہ آپ بہت **جیّد الحفظ** عالم تھے، **وکان بزازاً** ، ولادت در ۱۸۵ھ اور وفات در ۲۵۵ھ اور عمر ۷۰ رسال ہوئی ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۴ ج ۱۷﴾۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ امام بخاری نے ان سے اپنی کتاب میں ۳۶ روایات لی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۷۷ ج ۹﴾۔

(۱۴۲) عباس بن الحسین القنطری البغدادیؒ:

آپ قنطرہ کی طرف منسوب ہو کر قنطری کہلاتے ہیں، بغداد کے کبارِ مشائخ میں سے ہیں، اور آپ کو بصری بھی کہا جاتا ہے، ابو الفضل کنیت ہے، کبار محدثین کے شاگرد ہیں، اور کبار محدثین کے استاذ و شیخ ہیں، امام بخاریؒ نے ان سے روایات لی ہیں، آپ کے استاذِ جلیل ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے **ثقہ** فرمایا، ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد امام احمد سے معلوم کیا ان کے بارے میں تو ان کا تذکرہ خیر کے ساتھ فرمایا، ابن حبان نے **ثقات** میں لکھا ہے اور فرمایا ۲۴۰ھ کے قریب انتقال ہوا ہے اور علامہ ابن مندہ نے ۲۴۰ھ ہی فرمایا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۵۳ ج ۹﴾۔

(۱۴۳)عبدالرحمٰن بن یونس البغدادیؒ:

آپ کی کنیت ابومسلم ہے، کبار علماء سے روایت کرتے ہیں جن میں سفیان بن عیینہ ،معن بن عیسیٰ جیسے بزرگ ہیں، آپ سے کبار علماء نے استفادہ کیا ہے،ان میں امام بخاریؒ جیسے محدثِ علاّم ہیں،قال ابو حاتم **صدوق**،ذکرہ ابن حبان فی **الثقات**۔

محمد بن عبدالرحیم صاعقہ ان کو زیادہ پسند نہ کرتے تھے،محمد بن سعد نے فرمایا ہے کہ ولادت در ۱۶۴ھ ہوئی تھی ،علمِ احادیث کی طلب میں اسفار کئے اور بہت سے حضرات سے استفادہ کیا،سفیان بن عیینہ،اور یزید بن ہارون جیسے بزرگوں سے فیض پایا اور ان سے احادیث لکھیں، بروز بدھ اچانک انتقال ہوا در ۲۲۴ھ۔امام بخاریؒ نے ۲۲۵ھ یا اس کے قریب فرمایا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۴۳۲ ج۱۱﴾۔

قال ابن حجرؒ قال ابو احمد الحاکم لیس بالمتین عندھم اور فرمایا کہ امام بخاریؒ نے ان سے ۴/روایات ذکر کی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۲۷۱ ج۶﴾۔

(۱۴۴)معاویہ بن عمرو ابن المُہَلَّب الازدی البغدادیؒ:

یہ بھی امام بخاری کے استاذ ہیں ان سے حضرت امام نے بواسطہ بھی روایت کی ہے ،اور بلا واسطہ بھی روایت کی ہے جیسا کہ علامہ کرمانیؒ نے فرمایا ہے،کوفی الاصل بزرگ ہیں، ابوعمرو کنیت ہے، کبار علماء سے روایت کرتے ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۱۷ ج۱۸﴾۔

اور آپ سے بھی کبار علماء نے روایت کی ہے،جن میں یحیٰی بن معین بھی ہیں،امام احمد نے فرمایا کہ آپ **ثقہ** اور **صدوق** ہیں،ابوحاتم نے **ثقہ** قرار دیا ہے،ابن حبان نے **ثقات** میں ذکر فرمایا ہے،اور فرمایا کہ ان کا انتقال ۲۱۳ھ یا ۲۱۴ھ یا ۲۱۵ھ مامون الرشید کے دور خلافت میں ہوا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۲۱۷ ج۱۸﴾۔

(۱۴۵) سعید ابن یحییٰ بن سعید الاموی القرشی البغدادیؒ:

ابو عثمان کنیت ہے، آپ نے کبار محدثین سے روایت کی ہے جن کے اسماء حضرت علامہ مزی نے تہذیب الکمال ص ۳۲۲ ج ۷ میں ذکر کئے ہیں اور آپ سے بھی کبار علماء نے حدیث کی روایت کی ہے جن میں امام بخاریؒ بھی ہیں، امام نسائی نے فرمایا کہ آپ **ثقہ** ہیں ،آپ کے والد بھی بڑے عالم تھے اور آپ بھی بڑے محدث ہیں، اور باپ بیٹے دونوں قابل اعتبار بزرگ ہیں امام ابو حاتم نے **صدوق** فرمایا ہے، وفات در ۲۴۹ھ ہوئی ہے۔

﴿تہذیب الکمال ص ۳۲۳ ج ۷﴾

(۱۴۶) محمد بن حسین بن ابراہیم العامری ابو جعفر بن اشکاب البغدادیؒ:

آپ امام بخاری کے اساتذہ میں سے ہیں ،اور ابو داؤد ونسائی نے بھی آپ سے روایت لی ہے، ابو بکر بن ابی عاصم نے **ثبت** فرمایا ہے، اور ابن خراش نے فرمایا **کان من اھل العلم و الامانۃ** ابن حبان نے **ثقات** میں لکھا ہے دس محرم بروز پیر ۲۶۱ھ اسّی سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۱۳ ج ۱۶﴾۔

(۱۴۷) محمد بن عیسےٰ البغدادیؒ:

آپ محمد بن عیسیٰ بن نَجِیح البغدادی ہیں، ابو حفص کنیت ہے، ابن الطبّاع کہلاتے ہیں، بغداد سے شام منتقل ہوئے پھر اَذَنَة مقام پر سکونت پذیر ہو گئے تھے، کبار علماء سے روایت کرتے ہیں، جن میں ابراہیم بن سعد، سفیان بن عیینہ، عبد السلام بن حرب، معتمر بن سلیمان جیسے بزرگ ہیں، اور آپ سے کبار علماء نے استفادہ کیا اور علم حدیث سیکھا جن میں امام بخاریؒ جیسے بزرگ عالم ومجتہد بھی شامل ہیں۔

قال ابو بکر الاثرم عن احمد بن حنبلَ، ابن الطبّاع لبیبٌ ، کَیِّسٌ ، یعنی

محمد بن عیسی ، قال ابو حاتم حدثنا محمد بن عیسی ابن الطبّاع الثقة المامون، مارایت من المحدثین احفظَ للابواب منه. ﴿تہذیب الکمال ص۱۴۰ج۱۷﴾۔

امام ابوداؤد نے فرمایا کہ آپ فقیہ آدمی بھی تھے اور تقریباً ۴۰/ہزار احادیث کے حافظ تھے،قال النسائی **ثقة**، و ذکره ابن حبان فی **الثقات**،وفات در ۲۲۴ھ،حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ آپ سے امام بخاریؒ نے ۶/احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

﴿تہذیب التہذیب ص۳۴۹ج۹﴾

(۱۴۸) شیخ علی بن مسلم بن سعید الطّوسی البغدادیؒ:

ابوالحسن کنیت ہے،اپنے دور کے محدث **ثقہ**، **ثبت**، **حجة**، **مسند العراق** تھے، پہلے طوس رہے پھر بغداد میں سکونت پذیر ہوئے کبار محدثین سے احادیث کا سماع کیا، ولادت ۱۶۰ھ۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۵۲۵ج۱۱﴾۔

کبار محدثین آپ کے شاگرد ہیں ان میں امام بخاری،ابوداؤد،نسائی بھی ہیں وفات در ۲۵۳ھ ہوئی عمر ۹۳/سال ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۵۲۵ج۱۱﴾۔

قال الامام النسائی لیس به بأس. ﴿تہذیب الکمال ص۴۰۰ج۱۳﴾۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ امام دارقطنی نے فرمایا ہے کہ ثقہ ہیں اور امام بخاریؒ نے ان سے ۷/روایات ذکر فرمائی ہیں۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۳۳۵ج۷﴾۔

(۱۴۹) یحییٰ بن معین بن عون بن زیاد البغدادیؒ:

امام الجرح والتعدیل ہیں،ابوزکریا کنیت ہے۔﴿تہذیب التہذیب ص۲۴۶ج۱۱﴾۔

اپنے دور کے ممتاز عالم حدیث علامہ مزی نے **امام اهل الحدیث فی زمانه** کے الفاظ سے یاد کیا ہے،اور فرمایا ہے کہ آپ اپنے اقران ومعاصرین کے درمیان

ایک شہرت یافتہ بزرگ تھے ولادت ۱۵۸ھ علامہ ذہبی نے بھی **امام**، **حافظِ حدیث**، **شیخ المحدثین**، کہکر تذکرہ شروع فرمایا ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۷۱ ج ۱۱﴾۔

حافظ ابوبکر الخطیب نے فرمایا ہے کہ آپ امام ربانی تھے، **حافظ حدیث** نہایت **ثقہ** نہایت **متقن** تھے، اور فروعات میں حضرت امام ابوحنیفہ کی اتباع کیا کرتے تھے، اور شافعی سے تھوڑا اعراض کرتے تھے بڑے بڑے مشائخ حدیث سے روایت کرتے ہیں، جن کی ایک طویل فہرست ہے ان میں اسماعیل بن علیہ، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن سعید القطان جیسے علماء کبار ہیں اور آپ سے بھی بڑے بڑے بزرگوں نے فیض حاصل کیا، جن میں اسلام کی مایہ ٔ ناز ہستیاں امام احمد بن حنبل، امام مسلم، ابوداؤد، جیسے محدثین ہیں، اور سید المحدثین حضرت امام بخاریؒ بھی آپ کے شاگرد ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۳۰ ج ۱۱﴾۔

حضرت یحییٰ کے والد بزرگوار نے لاکھوں کے درہم چھوڑے تھے، وہ سب حضرت یحییٰ نے طلب حدیث میں خرچ کئے یہاں تک کہ ایک چپل بھی پہننے کے لئے باقی نہ رہی تھی، علی بن المدینی کہتے ہیں کہ جس قدر یحییٰ بن معین نے احادیث شریفہ کو لکھا تھا آج تک اتنی محنت کسی دوسرے نے نہیں کی تھی حدیث کے سلسلہ میں اپنے ہاتھوں ۶ / لاکھ احادیث مبارکہ کو لکھا (یعنی مکررات کے ساتھ) دفتر کے دفتر تیار کردئے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کے جو حدیث ان دفاتر میں نہ ہو وہ کذب ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۸۱ ج ۱۱﴾ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۲۲ ج ۲۰﴾

علی بن المدینی فرمایا کرتے تھے کہ علم تو اس وقت دو بزرگوں کے پاس ہے ایک عبداللہ ابن مبارک ان کے بعد یحییٰ بن معین، امام یحییٰ بن معین رجالِ حدیث کے ماہر کامل تھے جن کی طرف لوگ اس بارے میں رجوع کیا کرتے تھے، ایک بڑی جماعت نے جن میں بڑے بڑے حضرات ہیں آپ کی تعریف کی ہے جس کی تفاصیل علامہ ابن حجر اور علامہ

جمال الدین مزی نے ذکر کی ہے۔

آپ کی حیات کا خاص کارنامہ احادیث شریفہ کو لکھنا تھا اور رجال کے بارے میں لوگوں کو باخبر کرنا کہ کون اچھا ہے اور کون غلط و کذاب ہے، رجال میں کلام کرنا دین کے تحفظ کے لئے ضروری تھا کیونکہ بہت سے لوگوں نے احادیث شریفہ میں قصداً غلط بیانی کا کام شروع کر دیا تھا اس کے باوجود یہ حضرات اللہ پاک سے ڈرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہم بہت سے لوگوں پر کلام کرتے ہیں حالانکہ ممکن ہے کہ ۲۰۰ رسال پہلے انہوں نے جنت میں ٹھکانہ بنا لیا ہو مگر یہ ہماری مجبوری ہے، امام احمد بن حنبلؒ فرمایا کرتے تھے **کل حدیث لا یعرفه یحییٰ بن معین فلیس هو بحدیث.** ﴿تہذیب الکمال ص۲۳۰ ج۲۰﴾۔

علامہ عجلی فرماتے ہیں **ماخلق الله تعالی احداً اعرف با لحدیث من یحییٰ بن معین** ، اللہ پاک نے علمِ حدیث کو جاننے والا یحیٰی بن معین سے بڑھ کر دوسرا کوئی پیدا نہیں کیا، امام احمد بن حنبل اور علی بن المدینی جیسے علمِ حدیث کے ماہر کامل حضرات یحیٰی بن معین کے پاس جمع ہوتے تو یحیٰی بن معین کے سامنے کسی کو تقدم کرنے کی جرأت نہ ہوتی وہی ان حضرات کیلئے روایات کا انتخاب کرتے ان کے پاس روایات لائی جاتی جس میں سب طرح کی ہوتی تھی آپ ہی فیصلہ فرماتے کہ یہ صحیح ہے اور یہ غیر صحیح ہے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۲۵۲ ج۱۱﴾

علامہ ابن حبان نی فرمایا ہے **کان من اهل الدین و الفضل ممن رفض الدنیا فی جمع السنن** آپ بڑے دیندار اور صاحب فضل وکمال احادیث لکھنے والے بزرگوں میں سے تھے، جنہوں نے احادیث شریفہ کی خاطر دنیا کو ترک کر دیا تھا، ہر وقت احادیث شریفہ کے ساتھ اشتغال رکھتے تھے لکھتے رہتے، یاد کرتے، اور اس کی حفاظت کیلئے، رجال پر کلام کرتے حتی کہ آپ اس بارے میں مرجع اور مقتداء اور امام قرار دئے گئے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۲۵۲ ج۱۱﴾۔

حضرت یحییٰ بن معین کو شعر و شاعری سے بھی ذوق تھا، آپ کے اشعار میں سے چند اشعار کا ذکر کیا جاتا ہے جن کو علامہ جمال الدین مزی نے تہذیب الکمال ص ۲۳۲ / ج ۲۰ میں ذکر کیا ہے۔

أخــلاءُ الــرجــال هُـم كثيـرُ ولـكـن فـى البَـلاءِ هـم قليلُ

فـلايَغُـرُرُك خُـلَّةُ مَـن تُؤاخِي فـمَـالك عِـنـد، نَابِيةٍ خليلُ

سِوى رجلٌ لَـه حسبٌ و دينُ لِـمَـاقـد قـالـه يـومـا فعولُ

داؤد بن رشید نے کہا کہ حضرت نے میرے سامنے یہ اشعار پڑھے۔

الـمـالُ يَـذهـب حِـلّـه وحَـرامـهُ يـومـاً وتبـقـى فـى غـدٍ أثَـامُـهُ

لـيـس الـتَّـقـيُّ بـمُـتَّـقٍ لِالٰهـه حتـى يَـطيُـبُ شَـرَابُـه وطعـامُـه

ويَـطيبُ مَـا يَـحويُ وتَكسِب كفُّه ويـكـونَ فيحُسن الـحـديث كلامُـه

نَـطَـقَ الـنـبيُ لـنـا بـه عـن ربـه فـعـلـى الـنـبي صـلاتُـه وسلامُـه

موت در مدینہ منورہ:

امام یحییٰ بن معینؒ اللہ سبحانہ وتعالی کے عاشق اور رسول کریم ﷺ کے سچے دیوانہ تھے اور آپ نے ساری حیات مستعار کو خدمتِ حدیث کے لئے وقف کر دی تھی ہر ہر لمحہ آپ کا اس پر صرف ہوتا تھا سبحان اللہ العظیم۔

آخری عمر میں ایک بار اپنے عشق کے جذبات کو تسکین دینے کیلئے حرمین شریفین کی زیارت کرنے کیلئے مدینہ طیبہ پہونچے وہیں طبیعت خراب ہوگئی (مریضِ عشق پر رحمت خدا کی ہوئی اور خاص انعامات سے نوازے جانے کا فیصلہ ہوا جمعہ کی مبارک رات وصال کے لئے مقدر ہوئی) مبارک سفر، مبارک شہر، محبوب ﷺ کا قرب مبارک رات میں تجلیات الٰہیہ دیکھتے دیکھتے آپ کی روح مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر کے ملأ اعلی میں جانے کیلئے اعلی علیین کی طرف رخ کر گئی۔

علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ قیامِ مدینہ کے بعد آپ نے اپنے رفقاء کے ساتھ مدینہ سے مکہ کا سفر شروع کیا تھا ایک جگہ منزل کی وہاں انہوں نے وفات پائی، وفات کی خبر نے ہنگامہ برپا کر دیا اور سارے علاقہ میں شور مچ گیا کہ امامِ دوراں حدیث کا جلیل القدر عالم اللہ پاک کو پیارا ہو گیا ہے، بقول محمد بن یوسف بخاریؒ کے جو حضرت کے ساتھ تھے، آپ کے انتقال کی خبر سن کر عوام وخواص کا بڑا اجتماع ہو گیا۔

بنو ہاشم کے بزرگ افراد بھی زیارت کیلئے تشریف لائے جب ان کو آپ کی شخصیت کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ ہم ان کو ان تختوں پر غسل دیں گے جن پر اللہ پاک کے محبوب رسول اکرم ﷺ کو غسل دیا گیا تھا یہ سن کر لوگوں میں بعض نے کلام کیا تو بنو ہاشم کے بزرگوں نے فرمایا کہ اس کو ہم جانتے ہیں اور یہ شخص اس فضیلت کے لائق و مستحق ہے چنانچہ وہ تختے لائے گئے اور ان تختوں پر اس عالم بزرگ کو غسل دیا گیا، اللہ اکبر کس قدر خوش قسمت انسان تھے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اور دوسری سعادتِ عظمٰی یہ کہ اس چارپائی پر آپ کا جنازہ اٹھایا گیا جس پر رسول کریم ﷺ اٹھائے گئے تھے اور آگے آگے ایک شخص اعلان کرتا جاتا تھا کہ اے لوگو یہ وہ شخص ہے جس نے رسول کریم ﷺ کی احادیث سے کذب کو دور کیا ہے، مدینہ طیبہ کے قبرستان میں دفن کیے گئے جمعہ کے دن ماہِ ذیقعدہ ۲۳۳ھ۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۹۱ ج ۱۱﴾۔

بشارت بعد الموت:

ابراہیم بن المنذر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں رسول کریم ﷺ کی زیارت کی اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ بھی جمع ہیں کسی نے معلوم کیا کہ کیوں جمع ہیں فرمایا رسول کریم ﷺ نے اس شخص کی خاطر جس نے ہماری احادیث سے کذب وافتراء کو دور کیا میں اس

کی نماز پڑھنے کے لئے آیا ہوں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۳۵ ج ۲۰﴾۔

حبیش بن مبشر الفقیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت یحییٰ بن معین کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ پاک نے کیسا معاملہ فرمایا آپ کے ساتھ، اور کیا گذرا ہے فرمایا اللہ پاک نے میری مغفرت فرمائی اور ۳۰۰ر حوروں سے میری شادی کردی اور یہ سب خدمتِ حدیث کی برکت ہے، اور اللہ پاک نے اپنے پاس دو مرتبہ مجھکو داخل فرمایا کر زیارت سے مشرف فرمایا سبحان اللہ العظیم اتنے بڑے بڑے انعامات سے نوازے گئے، **رحمہ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً** ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۹۱ ج ۱۱﴾ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۳۶ ج ۲۰﴾۔

(۱۵۰) سُرَیج بن نعمان الجوھری البغدادیؒ:

آپ کی کنیت ابوالحسین یا ابوالحسن ہے، اصل میں خراسان سے ہیں سکونت بغداد میں تھی، اس وجہ سے البغدادی لکھا جاتا ہے، کبار علماء سے روایت کرتے ہیں، تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۵۸ ج ۷﴾۔

ان میں آسمان علم وعمل، تقوی وطہارت کے سلطان امام بخاریؒ بھی ہیں، حق تعالیٰ دونوں کے درجات بلند فرمائے (آمین)۔

عجلی نے **ثقہ** فرمایا ہے، نسائی نے **لا بأس بہ** فرمایا، ابوعبید آجری نے امام ابوداوٗد سے ثقہ نقل کیا ہے، وفات بقرعید کے دن ہوئی، ۲۱۷ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۵۸ ج ۷﴾۔

حافظ ابن حجر نے دارقطنی سے ثقہ مامون نقل کیا ہے اور کنیت ابوالحارث بتائی جاتی ہے، **ذکرہ ابن حبان فی الثقات۔** ﴿تہذیب التہذیب ص ۳۹۷ ج ۳﴾۔

مشائخِ شام

(۱۵۱) یحیٰ بن صالح الوحاؔظی الشامیؒ:

کنیت ابوزکریا یا ابوصالح ہے، اپنے دور کے **امام ہمام، حافظِ حدیث، فقیہ الملت** بزرگ تھے، کبار محدثین سے حدیث کا علم سیکھا اور کمال پیدا کیا، امام مالک جیسے بزرگ سے استفادہ کیا، آپ سے امام بخاریؒ جیسے بزرگوں کو فیض پہنچا۔

یحیٰ بن معین نے **ثقہ** فرمایا، ابوحاتم نے **صدوق** فرمایا، بعض لوگوں نے فرقۂ جہمیہ کی طرف میلان کا الزام لگایا ہے، **قال ابو جعفر العقیلی ، یحییٰ الوحاؔظی حِمَصِیٌّ، جَهَمِیٌّ.** ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۵۵ ج ۱۰﴾۔

لیکن علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ وہ خود ارجاء کا انکار کیا کرتے تھے، اس وجہ سے ارجاء کے الزام کی حقیقت اللہ پاک ہی جانتے ہیں کیا ہے، وفات ۲۲۲ھ میں ہوئی ہے۔

﴿سیر اعلام النبلاء ص ۴۵۶ ج ۱۰﴾

ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ان کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ سے معلوم کیا تو فرمایا ہاں میں نے ان کو دیکھا ہے مگر آپ نے تعریف وتوثیق نہیں فرمائی، حاکم ابواحمد نے فرمایا **لیس بالحافظ عندهم، ولكن ذكره ابن حبان فى الثقات.** ﴿تہذیب الکمال ص ۱۲۳ ج ۲۰﴾۔

قال ابن حجرؒ قال الساجى هو عند هم من اهل الصدق والامانة وفى الزهرة روى عنه الامام البخارى عنه ثمانية احاديث . ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۰۲ ج ۱۱﴾۔

(۱۵۲) اسحاق بن ابراہیم بن یزید القرشی الدمشقی الشامیؒ:

ابونصر کنیت ہے، دمشق کے رہنے والے ہیں، کبار محدثین کے شاگرد ہیں اور آپ

سے نقل کرنے والے حضرات بھی بڑے بڑے مشائخِ حدیث ہیں، جن میں امام بخاریؒ بھی ہیں، قال ابو زرعة کان من الثقات البَکَّائِین یعنی اللہ کے خوف سے رونے والے مشائخ میں سے تھے، ابوحاتم رازی، امام دارقطنی نے **ثقہ** قرار دیا ہے، قال النسائی لیس به بأس، ولادت ۱۴۱ھ اور وفات ۲۲۷ھ میں ہوئی ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۱ ج ۲﴾۔

(۱۵۳) خطاب بن عثمان الحمصیؒ:

آپ خطاب بن عثمان الطائی الفوزی ہیں، اور کنیت ابوعمرو یا ابوعمر ہے کبار علماء سے روایت کرتے ہیں جن میں امام وکیع جیسے بزرگ ہیں، امام بخاریؒ بھی آپ کے شاگرد ہیں، آپ کو ابدالین میں سے شمار کیا گیا ہے وکان یعد من الابدال، ابن حبان نے **ثقات** میں ذکر کیا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۲۶۹ ج ۵﴾۔

حضرت حافظ ابن حجر نے فرمایا وثّقه الدار قطنی. ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۲۶ ج ۳﴾۔

(۱۵۴) حَیوۃ بن شریح بن یزید الحضرمی الحمصیؒ:

ابوالعباس کنیت ہے، کبار محدثین سے فیض حاصل کیا، امام بخاریؒ کے استاذ و شیخ ہیں، اور بہت سے محدثین کے استاذ و شیخ ہیں ﴿تہذیب الکمال ص ۳۰۹ ج ۵﴾۔

یعقوب بن شیبہ نے ثقہ فرمایا، وفات در ۲۲۴ھ۔ ذکرہ ابن حبان فی **الثقات**۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۶۲ ج ۳﴾

(۱۵۵) عبدالقدوس بن الحجاج الخولانی الحمصیؒ:

ابوالمُغِیرۃ کنیت ہے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں، جن میں بڑے بڑے حضرات ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۵۵۲ ج ۱۱﴾۔

اور آپ سے بھی بڑے بڑے حضرات روایت کرتے ہیں، ان میں امام کبیر محمد بن

اسماعیل البخاریؒ ہیں، امام ابوحاتم نے **صدوق** فرمایا ہے، اور امام عجلی اور دار قطنی نے **ثقہ** فرمایا ہے، امام نسائی نے لیس بہ بأس، وذکرہ ابن حبان فی **الثقات**، امام بخاریؒ نے فرمایا کہ وفات در ۲۱۲ھ وصلی علیہ احمد بن حنبلؒ .

﴿تہذیب الکمال ص۵۵۳ ج۱۱﴾۔

(۱۵۶) ابوالیمان البہرانی الحمصیؒ :

امام بخاریؒ کے استاذ و شیخ ہیں، اکثر امام بخاریؒ ابوالیمان فرمایا کرتے ہیں، اور کبھی نام بھی ساتھ ذکر فرماتے ہیں، یعنی ''حکم بن نافع'' بہرا کی ایک عورت کے آزاد کردہ غلام تھے جس کا نام ام سلمہ تھا، کبار محدثین کے شاگرد ہیں، جن کے نام علامہ جمال الدین مزی نے تہذیب الکمال میں ذکر کیئے ہیں۔ اور آپ سے بڑے بڑے محدثین نے روایت کی ہے جن میں امام بخاریؒ جیسے امامِ حدیث ہیں، محمد بن سعد صاحب طبقات نے آپ کو اہلِ شام کے ساتویں طبقہ میں ذکر کیا ہے، اکثر و بیشتر شعیب بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں، مگر سب روایات میں اخبرنا کہتے ہیں، حالانکہ انہوں نے تمام روایات کا شعیب بن ابی حمزہ سے سماع نہیں کیا، امام احمد بن حنبلؒ نے ان سے اس بارے میں معلوم کیا کہ آپ نے شعیب بن ابی حمزہ سے ساری کتب کیسے سنی فرمایا کہ بعض حصہ تو انہوں نے میرے سامنے پڑھا اور بعض حصہ میں نے ان کے سامنے پڑھا، اور بعض حصہ کی انہوں نے مجھے اجازت دے دی تھی۔

﴿تہذیب الکمال ص۱۱۴ ج۵﴾

امام ابوزرعہ رازیؒ کہتے ہیں کہ ابوالیمان نے شعیب سے صرف ایک روایت سنی تھی ، اور باقی کی ان کو اجازت تھی، عجلی نے فرمایا کہ آپ **صدوق** ہیں۔

ابوالیمان کہتے ہیں کہ میں امام مسلم کے پاس گیا وہاں میں نے اعلیٰ قسم کی اشیاء دیکھیں پردے، فرش، قالین یہ سب دیکھ کر میرے دل نے کہا لیس ھذا من اخلاق

العلماء اور میں نے استفادہ نہیں کیا میں لوٹ آیا بعد میں ندامت وشرمندگی ہوئی ابوزرعہ نے فرمایا کہ وفات ۲۲۱ھ میں ہے، عمر ۸۳؍سال ہوئی اور امام بخاری، اور محمد بن سعد نے ۲۲۲ھ قرار دیا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۱۱۷ ج۵﴾

(۱۵۷) خالد بن خلی الحمصیؒ:

اپنے وقت کے حافظِ حدیث تھے، قاضی بھی رہے، علامہ ذہبیؒ نے امام اور حافظ حدیث کے القاب سے آپ کو یاد کیا ہے، کنیت ابوالقاسم ہے، اپنے شہر کے قاضی تھے، ۱۷۰ھ کے آس پاس پیدا ہوئے، کبار مشائخ سے استفادہ کیا، امام بخاریؒ نے آپ سے بھی استفادہ کیا اور اپنی کتاب میں ان سے روایت بھی لی ہے، قال النسائی لیس بہ بأس علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں، کان من نبلاء العلماء. ﴿سیر اعلام النبلاء ص۲۲۴ ج۱۰﴾۔

مامون رشید نے قاضی شہر بنانے کے لئے اس وقت چار افراد کا امتحان لیا اور بلا بلا کر ان سے کلام کیا انمیں سب سے اچھے جوابات خالد بن خلی نے دیئے تب یحییٰ بن اکثم نے مامون رشید سے کہا کہ یہی اس عظیم الشان عہدہ کے لائق ہیں، اور ان ہی کا انتخاب ہوا اور شاہی انعامات سے نوازے گئے اور عہدہ پر فائز کئے گئے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص۶۴۱ ج۱۰﴾۔

ان کے بیٹے محمد بھی بہت بڑے عالم اور بزرگ محدث ہیں، جن سے امام نسائی نے روایت کی ہے۔

مشائخِ بلخ

(۱۵۸) مکی بن ابراہیم تمیمی حنظلی البلخیؒ:

حضرت مکی بن ابراہیم کی کنیت ابوالسکن ہے، بہت بڑے آدمی ہیں، علامہ ذہبیؒ نے **امام، حافظِ حدیث، صادق، مسندِ خراسان** کہکر آپ کا تعارف شروع فرمایا ہے، بلخ کے باشندہ ہیں، اور بلخ خراسان کا حصہ ہے، پیدائش ۱۲۶ھ میں ہوئی ہے، کبار محدثین اور کبار فقہاء سے استفادہ کیا، آپ سے روایت کرنے والے بھی بڑے حضرات ہیں، امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن یحییٰ عباس دُوری، امام بخاریؒ، جیسے اعلامِ امت ہیں۔

امام احمد نے فرمایا **ثقہ** تھے، **قال ابو حاتم محله الصدق قال العجلی ثقة قال النسائی لیس به بأس** علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ آپ علم وعمل کے ساتھ مالدار بھی بہت تھے، تجارت کیا کرتے تھے، آپ نے خوب حج کئے تھے، عبدالصمد بن الفضل کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے بحمد اللہ تعالیٰ وفضلہ ۶۰؍حج کئے ہیں اور ۶۰؍عورتوں سے نکاح کیا اور بیت اللہ شریف میں دس سال قیام کیا اور ۱۷؍کبار تابعین سے استفادہ کیا، اور اگر میں جانتا کہ لوگ میرے ضرورت مند ہوں گے تو تابعین کے علاوہ اور کسی سے نہ لکھتا۔

دارقطنی نے فرمایا، **مکیٌ، ثقةٌ، مامونٌ**، بہت نیک آدمی تھے، امام بخاریؒ نے فرمایا کہ علاقۂ بلخ میں ان سے زیادہ بڑے عالم سے ملاقات نہیں کی ۲۲؍ثلاثیات میں سے نصف تقریباً انہیں کے حوالہ سے بخاری شریف میں نقل کی گئی ہیں، مزہ کی بات یہ ہے کہ آپ حضرت امام اعظمؒ کے خاص شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں اسطرح بخاری شریف سے علماء احناف کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۵۴۹ ج ۹﴾۔

علامہ جمال الدین مزی فرماتے ہیں کہ خلیفہ بن خیاط نے اہل خراسان کے پانچویں طبقہ میں آپ کو شمار کیا ہے، اور امام یحییٰ بن معین نے صالح فرمایا **وذکرہ ابن حبان فی الثقات**، امام بخاریؒ اور ابو حاتم نے فرمایا کہ حضرت مکی بن ابراہیمؒ کی وفات ۲۱۴ھ میں ہوئی ہے، ۱۰۰؍سال کے قریب عمر پائی۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۳۶۵ ج ۱۸﴾۔

(۱۵۹) زکریا بن صالح اللؤلؤی البلخیؒ:

آپ زکریا بن یحییٰ بن صالح بن سلیمان بن مطَر ہیں، ابو یحییٰ کنیت تھی، آپ کو زکریا ابن ابی زکریا بھی کہا جاتا ہے، اپنے وقت کے **حافظِ حدیث** اور **فقیہ** تھے، آپ کبار علماء سے روایت کرتے ہیں جن میں وکیع بن الجراح بھی ہیں، اور آپ سے بڑے بڑے علماء نے اکتسابِ فیض کیا ہے یعنی علوم حدیث سیکھے جن میں امام بخاریؒ بھی ہیں، حضرت قتیبہ فرمایا کرتے تھے کہ خراسان کے چار افراد بڑے عالم ہیں (۱) زکریا بن یحییٰ اللؤلؤی (۲) حسن بن شجاع (۳) عبداللہ بن عبدالرحمٰن سمرقندی (۴) محمد بن اسماعیل بخاریؒ۔

ابن حبان نے **ثقات** میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ بڑے متبعِ سنت اور صاحبِ فضل وکمال بزرگ تھے، اہلِ بدعت کی خوب تردید فرمایا کرتے تھے، بغلان میں انتقال ہوا، حضرت قتیبہ بن سعید کے قریب دفن ہوئے در ۲۳۰ھ یا ۲۳۲ھ، ۵۶ رسال عمر ہوئی۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۳۲۱ ج ۶﴾

علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ حاکم اور شیخ کلاباذی نے شیوخِ بخاریؒ میں ان کو لکھا ہے، اور دار قطنی نے ان کی جگہ زکریا بن یحییٰ بن ابی زائدہ کو لکھا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت امام بخاریؒ نے جب روایت کی تو صرف زکریا بن یحییٰ کہا اس لئے بعض نے زکریا بن یحییٰ بن ابی زائدہ سمجھا اور بعض نے زکریا بن یحییٰ البلخی سمجھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۲۹۰ ج ۳﴾

(۱۶۰) احمد بن عبدالملک بن واقد الاسدی الحرانیؒ:

ابو یحییٰ کنیت ہے، امام بخاریؒ کے شیوخ میں سے ہیں، یعقوب بن شیبہ نے **ثقہ** فرمایا ہے وفات در ۲۲۱ھ۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۱۹۵ ج ۱﴾۔

حافظ نے فرمایا **ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ابن نمیر ترکت حدیثه لقول اهل بلده.** ﴿تہذیب التہذیب ص ۴۹ ج ۱﴾۔

مشائخِ بیکند

(۱۶۱) محمد بن سلاّم البیکندیؒ:

بیکند بخاری اور جیحون کے درمیان ایک شہر ہے آپ وہاں کے رہنے والے تھے، سلاّم لام کی تشدید اور تخفیف کے ساتھ دونوں طرح درست بتایا گیا ہے، ابو عبداللہ کنیت تھی، محدثِ ماوراء النہر سے مشہور تھے، کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے روایت نقل کرنے والے بھی بڑے ہی حضرات ہیں جن میں امام بخاریؒ، امام دارمیؒ وغیرہما ہیں۔

﴿تہذیب التہذیب ص ۱۸۸ ج ۹﴾۔

محمد بن سلام بیکندیؒ اپنے دور کے حافظِ حدیث امام بخاریؒ کے استاذ وشیخ ہونے کے باوجود ان کے بہت قدر دان تھے اپنے شاگرد گرامی کی فضیلت کا دل کھولکر اعتراف کرتے تھے، سُلیم بن مجاہد کہتے ہیں کہ میں محمد بن سلام بیکندیؒ کے پاس تھا، انہوں نے فرمایا کہ اگر پہلے آجاتے تو تم کو ایک بچہ دکھاتا جس کو ۷۰ ہزار احادیث حفظ ہیں، یہ سن کر میں ان کی تلاش میں نکلا اور محمد بن اسماعیل کو پایا ان سے معلوم کیا تو فرمایا کہ الحمدللہ بلکہ اس بھی زیادہ حفظ ہیں، اور ہر ہر راوی کے حالات بھی جانتا ہوں، مر ذکرہ ایضاً۔

محمد بن سلاّم کی پیدائش:

محمد بن سلام اس سال پیدا ہوئے جس سال دنیا سے ایک بہت بڑا امام رخصت ہوا یعنی سفیان ثوریؒ، اللہ پاک نے دوسرا جلیل القدر بزرگ پیدا فرمایا، محمد بن سلام کہتے تھے کہ میں نے امام مالک کی زیارت کی ہے اور لوگوں کو ان کے سامنے پڑھتے ہوئے سنا ہے، مگر خود میں احادیث نہ سن سکا۔

آپ نے طلبِ حدیث کے لئے بہت اسفار کیے اور خوب مال خرچ کیا، فرماتے ہیں کہ علومِ اسلامیہ حدیث وغیرہ کی طلب میں میں نے ۴۰؍ ہزار درہم خرچ کیے ہیں اور اتنی ہی مقدار مال پھر علم کی اشاعت پر صرف کیا۔ ﴿تہذیب الکمال ص۳۴۴ ج۱۶﴾۔

یہ تھے علم کے قدردان حضرات کہ علم پر مال کو بے دریغ قربان کرتے تھے، اور آج علم سے مال کمایا جارہا ہے اللہ پاک ہی ہمارے حال پر فضل فرمانے والے ہیں، ہم کہاں اور ہمارے آباءواجداد کہاں، یا اللہ ہمیں بھی ان سلفِ صالحین کے طرز پر چلنے کی توفیق عطا فرما (آمین)۔

روایات کا ایک بڑا ذخیرہ آپ کو حفظ تھا، فرمایا کرتے تھے کہ پانچ ہزار روایات سنداً ومتناً مجھے حفظ ہیں، آپ نے ہر باب میں تصانیف لکھیں تھیں انسانوں کی طرح آپ سے علومِ حدیث سیکھنے کے لئے ایک بڑی تعداد میں جنات بھی حاضر ہوا کرتے تھے۔

سہل بن متوکل کہتے ہیں کہ میں امام احمد بن حنبل کے پاس گیا اور حضرت سے احادیث سنانے کی فرمائش کی تو پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو میں نے بخاری کا نام لیا، فرمایا کیا وہاں محمد بن سلام نہیں تھے ان سے سننا کافی تھا۔

امام احمد بن حنبلؒ کی نظر میں محمد بن سلام کی بڑی حیثیت ووقعت تھی جیسا کہ یہ مقولہ دلالت کرتا ہے جو اوپر گذرا ہے، امام بخاریؒ کے استاذ یحییٰ بن یحییٰ کہا کرتے تھے کہ خراسان میں دو خزانے ہیں ایک محمد بن سلام کے پاس ہے اور دوسرا علم کا خزانہ اسحاق بن راھویہؒ کے پاس ہے۔ **مر ذکرہ سابقاً مفصلاً** ۔ ﴿تہذیب التہذیب ص۱۸۹ ج۹﴾ ﴿تہذیب الکمال ص۳۴۴ ج۱۶﴾

علامہ ابن حبان نے **ثقات** میں ذکر کیا ہے، وفات بقول امام بخاریؒ کے ۲۲۵ھ میں ہوئی، بیکندی اور باکندی دونوں کہا جاتا ہے۔ ﴿تہذیب الکمال ص۳۴۲ ج۱۶﴾۔

مشائخِ عسقلان

(۱۶۲) آدم بن ابی ایاس العسقلانیؒ:

حضرت آدم بن ابی ایاس قدس سرہ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم، فاضل، محدث، مجتہد آدمی تھے، علامہ ذھبیؒ نے **امام**، **حافظِ حدیث**، **القدوۃ**، **شیخ الشام**، **محدثِ عسقلان** کہکر آپ کے تعارف کا آغاز فرمایا ہے، ولادت ۱۳۲ھ۔

عراق، مصر، حرمین، شام کے اسفار فرمائے، طلبِ حدیث کی خاطر بڑے بڑے مشائخ کی خدمت میں گئے اور ان سے علومِ حدیث سیکھے جن میں ابن ابی ذئب، مبارک بن فضالہ، شعبہ، لیث جیسے اکابر علماء ہیں۔

امام بخاری کے خاص استاذ ہیں، جن سے بکثرت روایات لیتے ہیں اور بار بار نام لیتے ہیں ابوحاتم نے **ثقۃ**، **مامون**، **متعبد من خیار عباد اللّٰہ** کہا ہے بڑے عابد وزاہد تھے اور امام شعبہ کے ۶ ؍ خواص میں سے تھے جوان کے پاس احادیث لکھا کرتے تھے۔

ابوبکر الاعین کہتے ہیں کہ میں عسقلان آیا میں نے ان سے ملاقات کی کہا عبداللہ بن صالح، حضرت لیث بن سعد کے کاتب نے آپ کو سلام کہا ہے فرمایا کہ ان کو ہمارا سلام مت کہنا میں نے کہا ایسا کیوں ہے فرمایا اس وجہ سے کہ وہ کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے میں نے بتایا کہ حضرت انہوں نے اس سے رجوع اور توبہ کر لی ہے اور سب کے سامنے ندامت ظاہر کی ہے

فرمایا تب تو سلام کہد ینا اور احمد بن حنبل کے پاس ہمارا سلام ضرور پہنچانا اور کہنا کہ اے اللہ کے بندہ اللہ تعالی سے ڈرنا اور حق پر قائم رہنا اور معصیت پر کسی کی اطاعت قبول مت کرنا تم جنت کے بالکل قریب ہوا اور ان کو یہ حدیث سنا دینا۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من اراد كم على معصية الله فلاتطيعوه فرمایا رسول کریم ﷺ نے ’’جو تم سے معصیت کروانا چاہے اس کی بات مت ماننا‘‘ کہتے ہیں کہ امام احمد کے پاس گیا اور ان کو آدمؑ کا سلام اور پیغام پہنچایا فرمایا اللہ پاک ان پر رحم فرمائے انہوں نے بہت خوب نصیحت فرمائی۔ ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۳۶ ج ۱۰﴾۔

تقریباً نوے سال عمر پائی، ہمہ تن عبادت اور علمی خدمات میں مشغول رہتے تھے، جب وفات کا وقت آیا تو آپ چادر اوڑھے تلاوت فرما رہے تھے اور کلمہ شریف زبان پر تھا اور روح پرواز کر گئی اس طرح آپ **من كان آخر كلامه لا اله الا الله دخل الجنة** کا مکمل مصداق بن گئے۔

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال جمادی الاخریٰ میں ہوا ۲۲۰ھ میں اور بعض نے ۲۲۱ھ کہا ہے، ۸۸ سال عمر ہوئی اور بعض نے ۹۰ سال سے زیادہ عمر بتائی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب. ﴿سیر اعلام النبلاء ص ۳۳۷ ج ۱۰﴾۔

مشائخ من بلاد شتیٰ

(۱۶۳) یعقوب بن ابراھیم بن کثیر الدورقیؒ:

ابو یوسف کنیت ہے، بڑے بڑے مشائخ محدثین سے روایت کرتے ہیں **منھم** وکیع ،ویحییٰ بن سعید ،ویحییٰ بن معین ،ویزید بن ھا رونؒ۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۴۱۷ ج ۲۰﴾

آپ سے بھی بڑے بڑے مشائخ نے حدیث کی روایت کی ہے **منھم البخاری**، ابوحاتم نے **صدوق** فرمایا ہے، نسائی نے **ثقہ** فرمایا، ابن حبان نے **ثقات** میں ذکر کیا ہے، ابوبکر خطیب نے **ثقہ**، **حافظ**، **متقن**، **صاحب المسند** فرمایا ہے ولادت ۱۶۶ھ وفات ۲۵۲ھ۔

﴿تہذیب الکمال ص ۴۱۸ ج ۲۰﴾

قال الحافظ ابن حجر وقال مسلمة کا ن **کثیر الحدیث ثقة**۔

﴿تقریب التہذیب ص ۳۳۵﴾ ﴿تہذیب الکمال ص ۴۱۸ ج ۲۰﴾

(۱۶۴) ابراھیم بن موسیٰ التمیمی الرازیؒ:

ابو اسحاق کنیت ہے، فرّ اصغیر سے معروف تھے، حضرت امام احمد بن حنبل اس پر ناراض ہو تے تھے جوان کو صغیر کہتا تھا، اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ تو علم اور بزرگی میں بہت بڑے آدمی ہیں، تم ان کو صغیر کہتے ہو کبار محدثین سے روایت کرتے ہیں۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۴۳۹۔۴۴۰ ج ۱﴾

اور آپ سے روایت کرنے والے بھی بڑے بڑے محدث ہیں ، ان میں حضرت امام بخاریؒ سرفہرست ہیں، اور امام مسلم، امام ابوداؤد بھی ہیں، امام ابوزرعہ رازی نے فرمایا کہ آپ ابوبکر بن ابی شیبہ جیسے محدث سے زیادہ اتقان فی الحدیث رکھتے تھے قال ابو حاتم من **الثقات**، امام ابوزرعہ نے فرمایا کہ میں نے ان سے ایک لاکھ حدیثیں لکھیں تھیں اور ایسے ہی ابوبکر بن ابی شیبہ سے ایک لاکھ حدیثیں لکھی تھیں، امام نسائی نے ثقہ فرمایا۔ ﴿تہذیب الکمال ص ۴۴۱ ج ۱﴾

حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں فرمایا ہے کہ خلیلی نے کتاب الارشاد میں فرمایا ہے کہ رےؔ کے علماءِ کبار، حفاظِ عظام میں جو اپنے علم وعمل میں امام احمد اور امام یحییٰ بن معین کے برابر ہیں ابراھیم بن موسیٰ صغیر بھی ہیں اعلیٰ درجہ کے **ثقہ** اور اپنے زمانہ کے امام ہیں یہاں تک کہ فرمایا کہ ۲۲۰ھ کے بعد ان کا انتقال ہوا ہے۔ ﴿تہذیب التہذیب ص ۱۴۹ ج ۱﴾۔

اختتامیہ

حضرت امام بخاریؒ کے اور بہت سے اساتذہ اورشیوخ ہیں جن کا تذکرہ انشاءاللہ آئندہ کیا جائے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان اکابر محدثین کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے اوران کے مبارک حالات سے ہمیں سبق حاصل کرنے کی توفیق بخشے اور حضرات انبیاء صحابہ، تابعین، محدثین، اولیاء اللہ کے ساتھ ہمیں محشور فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

یااللہ یارحمٰن یارحیم یاحی یاقیوم !اس ناچیز طالب علم کی اس کاوش کوشرف قبولیت عطا فرما اور ہم سب کے لئے ذخیرہ آخرت بنا جوحضرات اس کتاب سے استفادہ کریں ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ مولف کواوراس کے والدین کواور اولادکواپنی دعاؤں میں ضروریادرکھیں۔

والسلام

خالدسیف اللہ القاسمی عفااللہ عنہ

خادم الحدیث وخادم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

۲۳رمحرم الحرام ۱۴۲۷ھ

امام بخاریؒ کی مدح میں شیخ تاج الدین سبکی کا قصیدہ

عَلاعَنِ الْمَدْحِ حَتّٰى مَا يُزَانُ بِهٖ　　كَانَّمَا الْمَدْحُ مِنْ مِقْدَارِهٖ يَضَعُ

بخاری چونکہ مدح سے بالاتر ہیں اس لئے اس سے ان کو زینت نہیں ہوتی گویا مدح ان کے مرتبہ سے کمتر ہے۔

لَهُ الْكِتَابُ الَّذِىْ يَتْلُوا لِكِتَابِ هُدىٰ　　نَدُىُ السِّيَادَةِ طَوْداً لَيْسَ يَنْصَدِعُ

ان کی کتاب قرآن کے بعد پہلا درجہ رکھتی ہے جو سرداری کی بارش ہے اور نہ پھٹنے والا پہاڑ ہے۔

اَلْجَامِعُ الْمَانِعُ الدِّيْنِ الْقَوِيْمِ　　وَسُنَّةَ الشَّرِيْعَةِ اَنْ تَغْتَالَهَا الْبِدَع

یہ وہ جامع ہے جو دینِ قویم کو محفوظ رکھتی ہے، اور سنت وشریعت کو بدعتوں کے حملہ سے بچاتی ہے۔

قَاضِىَ الْمَرَاتِبِ دَانِىَ الْمَرَاتِبِ　　تَحْسَبُهُ كَالشَّمْسِ تَبْدُوْ سَنَاهَا حِيْنَ تَرْتَفِعُ

بلند مرتبہ والی ہے اور برگزیدہ فضیلتوں والی گویا اس کو مثل آفتاب سمجھا جاتا ہے جو بلند ہو کر روشنی فگن ہوتا ہے۔

ذَلَّتْ رِقَابُ جَمَاهِيْرِ الانَامِ لَهُ　　فَكُلُّهُمْ وَهُوَ عَالٍ فِيْهِمْ خَضَعُوا

سب لوگوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک گئیں اور ان سب نے اپنے عجز کا اقرار کیا اور وہ سب میں اول اور برتر ہیں

لا تسمعن حديث الحاسدين له　　فان ذلك موضوع ومقتطع

ان کے حاسدوں کی بات پر کان نہ رکھو، کیونکہ یہ باتیں من گھڑت اور بے اصل ہیں۔

وَقُلْ لِمَنْ لَامَ يُحْكِيْهِ اصْطَبَارَكَ　　لا تَعْجَلْ فَاِنَّ الَّذِى تَبْغِيْهِ مُمْتَنِعُ

جو ان کی نقل کر کے ان کی ملامت کرتا ہے اس سے کہدو کہ صبر کر جلدی نہ کر جس بات کو تو طلب کرتا ہے وہ ممتنع الوقوع ہے

وَهَبْكَ تَاتِىْ كَمَا يُحْكىٰ شِكَايَتُهُ　　اَلَيْسَ يُحْكِىْ مَحْيَا الْجَامِعِ الْبِيَعُ

فرض کرو اس کی شکایات ایسی ہیں جیسا کہ بیان کی جاتی ہیں تو کیا معبدِ نصاریٰ جامع مسجد کے چہرہ کی نقل نہیں کرتا۔

﴿بستان المحدثین ص ۲۷۷﴾

مؤلف کی دیگر تالیفات

مطبوعہ

(۱) سید المحدثین
(۲) تذکرہ اکابر گنگوہ (دو جلدیں)
(۳) تحفۂ مؤمن
(۴) فضائل سید المرسلین
(۵) فضیلتِ علم وحکمت
(۶) فوائدِ شریفیہ
(۷) تصوف کیا ہے؟
(۸) فضیلتِ تقویٰ
(۹) کیا ذکرِ جہری حرام یا مکروہ ہے؟
(۱۰) راہِ عمل (عربی)
(۱۱) راہِ عمل (اردو)
(۱۲) راہِ عمل (انگلش)
(۱۳) خیر الکلام فی مسئلۃ القیام
(۱۴) ایمان اور اسکے تقاضے
(۱۵) مکاتیب حضرت شیخ محمد زکریا صاحبؒ
(۱۶) عمامہ کی عظمت وافادیت
(۱۷) مکتوبات فقیہ الامت (حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ)
(۱۸) عمامہ کی عظمت

غیر مطبوعہ

(۱۹) فضائل دعوت وتبلیغ
(۲۰) قبائح تکبر، محاسن تواضع
(۲۱) خطباتِ خالد
(۲۲) سوانحِ شریف
(۲۳) جامع ترمذی کی شرح
(۲۴) الایمان ومتطلباتہ (عربی)
(۲۵) جبالِ علم وعمل
(۲۶) تحفۃ المسافرین
(۲۶) قرآن کریم کی سورتوں کا خلاصہ

ناشر دارالکتب الاسلامیۃ گنگوہ

جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ، سہارنپور یوپی

خیر الکلام فی مسئلۃ القیام

یہ مولف کی سب سے پہلی تالیف ہے جس میں قیامِ تعظیمی کے سلسلہ میں دلائل کے ساتھ مفصل بحث کی گئی ہے نیز نفسِ میلاد اور میلاد میں قیام مروج اہل حق اور اہل بدعت کے نظریات اوران کے دلائل اور دیگر متعلقہ امور پر تفصیلاً کلام کیا گیا ہےاور راہِ حق اور راہِ اعتدال کی تعیین اوراس کی دعوت دی گئی ہے یہ کتاب میرے شیخ ومرشد، فانی فی اللہ، عاشقِ حبیب اللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب نقشبندی مجددی قدس سرہ اور جامعِ شریعت وطریقت، ماہر اسرار حقیقت ،فقیہ اعظم حضرت مفتی محمود صاحبؒ نے سنی تھی اور ولیؒ کامل، عارف باللہ حضرت مفتی نظام الدین صاحب اور دیگر فقہاء عصر نے پسند فرمائی اور تقریظ لکھی۔

اکابرِ گنگوہ

اس کتاب میں مولف نے اکابرین گنگوہ کے حالات ذکر کئے ہیں، جس میں زیادہ تر قطبِ عالم حضرت شیخ عبد القدوس صاحبؒ اوران کے صاحبزادگان کے تذکرے نیز حضرت شاہ ابوسعید، حضرت شیخ عبد النبیؒ، شیخ محمد صادقؒ، شیخ محمد داوٗدؒ، اور امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ کے کچھ حالات مذکور ہیں، اس کتاب کو بحمد اللہ تعالیٰ بہت مقبولیت حاصل ہوئی بہت جلدی اس کا ایڈیشن ختم ہو گیا انشاء اللہ عنقریب دوبارہ پھر شائع کی جائے گی بعض کبار علماء نے اس کتاب کو بہت پسند فرمایا، شیخ المشائخ حضرت مولانا ذوالفقار صاحب نقشبندی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ بعض مشائخ کا علم اسی کتاب سے مجھ کو حاصل ہوا جب گنگوہ تشریف لائے تھے اس وقت یہ کتاب حضرت مولانا کو پیش کی گئی تھی۔

فضائل سید المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ

یہ سیرت پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے جس میں مولف نے آپ علیہ السلام کی سیرت کے مخصوص ابواب ذکر کیے ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

فضیلت تقویٰ

اس کتاب میں تقویٰ کی اہمیت پر آیات ذکر کی گئی ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لفظ تقویٰ قرآن پاک میں کس کس معنیٰ میں استعمال ہوا ہے نیز تقویٰ کی تعریف کے سلسلہ میں ۲۸/اقوال ذکر کیے گئے ہیں، اس کتاب کے پڑھنے سے تقویٰ اور پرہیز گاری کی طرف رجحان پیدا ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ تقویٰ کے ساتھ اعلیٰ درجہ متصف تھے اور داعی بھی تھے۔

فضیلت علم وحکمت

اس کتاب میں علم وحکمت کی فضیلت پر آیات روایات، اقوالِ سلف ذکر کیے گئے ہیں جن سے علم وعلماء کی فضیلت واہمیت ثابت ہوتی ہے اور ان کے پڑھنے سے علم کا شوق بڑھتا ہے نیز بتایا گیا ہے کہ لفظِ حکمت قرآن کریم میں کہاں کہاں کس کس معنیٰ میں استعمال ہوا ہے نیز علماء کی اقسام اور راسخین فی العلم کی علامات اور خصوصیات اور دیگر موضوعات پر ضمناً بحث کی گئی ہے۔

ایمان اور اس کے تقاضے

اس کتاب میں مولف نے ایمان کی تفصیلات سمجھائی ہیں اور آیات سے ایمان کے سلسلہ میں ضروری اور اہم گذارشات پیش کی ہیں، مولف کا ارادہ تھا کہ تمام قرآن پاک میں

جہاں جہاں بھی ایمان کے سلسلہ میں جو کچھ بھی ملے وہ اس میں ذکر کیا جائے لیکن صرف سورۃ مائدہ تک لکھا گیا ہے دعا فرمائیں کہ یہ مبارک سلسلہ مکمل ہو جائے اس کتاب کو بہت سے کبار علماء نے پسند فرمایا ہے جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ نے اس کی تعریف کی اور فرمایا کہ میں نے اس کتاب کو اپنی مسجد میں سنوایا ہے، یہ کتاب مزید اضافہ کے ساتھ عربی زبان میں بھی آنے والی ہے جو''**الایمان و متطلباته**'' کے نام سے ہوگی ،اہل دار العلوم ندوۃ العلماء نے کافی حوصلہ افزائی فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ جلدی سے اس کی تکمیل فرمائے اور اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے (آمین یارب العالمین)۔

تصوف کیا ہے؟

اس کتاب میں مولف نے تصوف کی حقیقت پر گفتگو کی ہے اور تصوف کی بہت سی جامع اور نادر تعریفات ذکر کی ہیں اولیاء اللہ کی صفات وخصوصیات پر کلام کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ تصوف حضراتِ صحابہ کرام کی زندگی میں کس قدر پایا جاتا تھا اور وہ حضرات اعلیٰ درجہ کے مزکیٰ اور مجلیٰ تھے اور اعلیٰ درجہ کے عارفین تھے اور کیوں نہ ہوتے جب کہ سید الاتقیاء سید الابرار سید الاولین والآخرین رسول پاک ﷺ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے تھے اس کتاب کو کبار علماء نے بہت پسند کیا دار العلوم دیوبند کے عظیم محدث حضرت مولانا شیخ عبد الحق صاحب دامت برکاتہم نے اس پر تقریظ لکھی ہے اور عارف باللہ، واقفِ اسرار حقیقت، حضرت شیخ آصف حسین صاحب فاروقی مدظلہ العالی نے تحسین کی نیز حضرت مولانا محمود حسن صاحب خلیفہ حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ نے پسند کیا اور خصوصی عنایات فرمائیں۔

راہِ عمل

یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جو ۱۴۲۰ھ میں اس وقت لکھا گیا جب کہ ہندوستان کی ایک ظالم

حکومت (جس کی حکومت کی بنیاد ہی اسلام دشمنی پر قائم ہوئی تھی) نے مساجد اور مدارس کے خلاف سیاہ بل پاس کیا تھا جس کے خلاف تمام ہندوستان میں سخت احتجاجات ہوئے تھے جب سرزمینِ گنگوہ پر احتجاجی جلسہ کا اعلان ہوا جس کی سرپرستی ولیٔ کامل، عارف باللہ، عاشقِ رب، سرتاج الاولیاء والد بزرگوار حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ فرمارہے تھے اس وقت یہ رسالہ بہت عجلت میں تالیف کیا گیا جس میں عوام الناس کو یہ بتایا گیا کہ یہ مصیبتیں ہم پر کیوں آتی ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیئے یہ رسالہ اکابر اولیاء اللہ کی مجلس میں تقسیم کیا گیا اور عوام نے بہت زیادہ پسند کیا یہاں تک کہ کئی بار شائع ہوا اور پھر اردو سے ہندی، انگریزی، عربی زبانوں میں شائع ہوا جس سے بہت سے لوگوں کی اصلاح ہوئی۔ **فللہ الحمد علی ذلک۔**

فوائد شریفیہ

یہ رسالہ حضرت والد بزرگوارؒ کی طرف منسوب ہے جس میں (۱) ایمان کی حقیقت اور اس کی اقسام (۲) فرشتہ کی حقیقت اور اس کی اقسام اور فرشتہ کیسے پیدا ہوتے ہیں (۳) ہدایت کے معانی اور اقسام (۴) تقدیر کی حقیقت اور برکت یعنی مسئلہ تقدیر پر مفصل گفتگو کی گئی ہے (۵) استقامت علی الدین کی حقیقت اور اسکی فضیلت (۶) حکمت کی حقیقت اور مثالیں، اس مضمون کے تحت حکمت کی چالیس تعریفات اور پینتالیس مثالوں پر ایک عالمانہ گفتگو کی گئی ہے۔

نوٹ :۔ ان کتابوں کے علاوہ اور بہت سے موضوعات پر مولف نے اور بہت کچھ لکھا ہے جس میں حدیث وتفسیر اور فقہ، اور اکابر کی سیرت وغیرہ کے تعلق سے بہت سے اہم مضامین اور ضخیم کتابیں ہیں جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آسکیں دعا فرمائیئے کہ اللہ پاک ان کی تکمیل کے اسباب جلد از جلد پیدا فرمائے اور شرف قبولیت عطا فرمائے۔